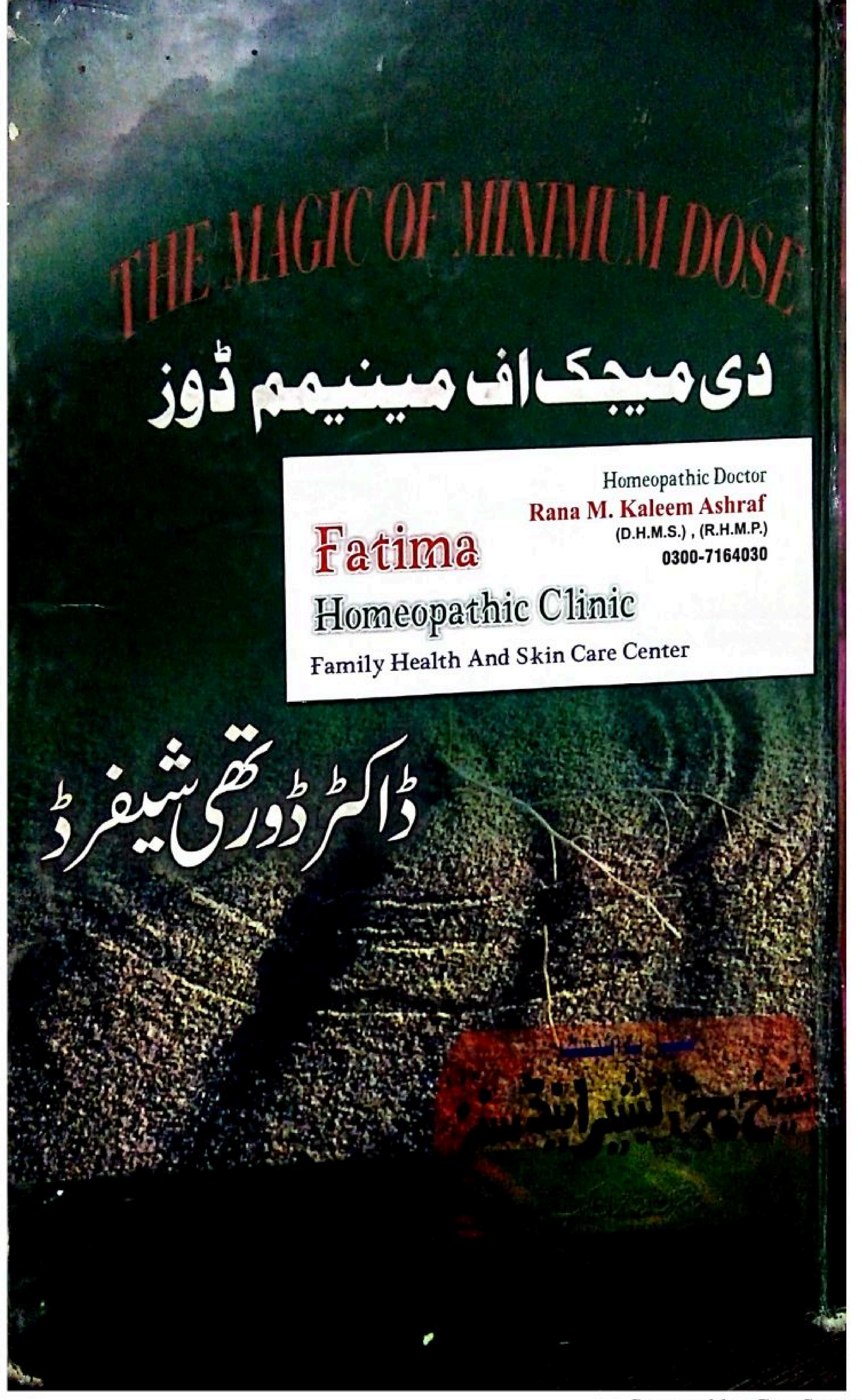

THE MAGIC OF MINIMUM DOSE
دی میجک اف مینیمم ڈوز
Homeopathic Doctor
Rana M. Kaleem Ashraf
(D.H.M.S.) , (R.H.M.P.)
0300-7164030
Fatima
Homeopathic Clinic
Family Health And Skin Care Center
ڈاکٹر ڈورتھی شیفرڈ
شیخ محمد بشیر اینڈ سنز

THE MAGIC OF MINIMUM DOSE

مصنفہ

ڈاکٹر ڈورتھی شیفرڈ

ترجمہ

چوہدری محمد یوسف ایڈووکیٹ

بااہتمام

مکتبہ دانیال

سیل پوائنٹ:



چوک اردو بازار لاہور

Ph:7660736 E.MAIL:Mdaneyal@hotmail.com

فہرست

اونچی طاقتوں پر اعتقاد

میں بچپن ہی سے ہومیو پیتھ ہوں۔ آج میں اپنے زندہ وجود سے محروم ہوتا اگر ہومیو پیتھی سے میرا واسطہ نہ ہوتا۔ میری والدہ اچانک چیچک کی زد میں آ گئی۔ مروجہ معالج نے علاج کے بارے میں اپنی بے بسی کا اظہار کر دیا۔ میری والدہ نے ہومیو ادویہ سے علاج شروع کیا ان کو صحت ہوگئی۔ صحت کے دو ہفتے بعد میں پیدا ہوا۔ ہم خاندانی طور پر ہومیو پیتھی کے مداح تھے۔ اسی وجہ سے کیسٹر آئل جیسی ادویات اور ان کے مضرات سے بچپن ہی سے محفوظ رہے۔

مجھ پر ہومیو پیتھی کی افادیت زمانہ طالب علمی میں کافی مبہم تھی۔ میں چھوٹی چھوٹی گولیوں کو معمولی سمجھتا تھا۔ البتہ بچپن کی سادہ تکالیف میں ان کو مفید خیال کرتا تھا۔

ایک روز ایک تجربہ نے میرے شعور کو دو چند کر دیا۔ ہوا یوں کہ شہد کی مکھی نے میرے ہاتھ پر کاٹ لیا۔ ہاتھ سوجھ گیا۔ سوزش پورے بازو پر پھیل گئی۔ میری والدہ نے ایپس تجویز کی۔ درد اتنا شدید تھا کہ مجھے دوا سے کسی افاقہ کی امید نہیں تھی۔ لیکن حیرت یہ ہوئی کہ چند منٹوں میں سارا درد اور سوزش ختم ہوگئی۔

اس موقعہ پر مجھے یاد آیا کہ سال پہلے بھی مجھے مکھی نے ڈس لیا تھا۔ اس بار مکھی نے ہونٹ پر کاٹا تو میرا آدھا چہرہ سوجھ گیا تھا۔ درد سے میں عاجز آ گیا۔ مقامی ڈاکٹر کا تین دن علاج کیا مگر کوئی فرق نہ پڑا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مروجہ دوائیں میرے لئے بیکار ہیں۔ چنانچہ تعلیم کا موقعہ آیا تو مجھے ہومیو پیتھک درسگاہ کی تلاش ہوئی۔

طب کی تعلیم سے فراغت کے بعد میں کئی سال تک مختلف ہسپتالوں میں عام سرجن کے طور پر کام کرتا رہا۔ ایک روز میں نے شکاگو میں ہومیو پیتھک سکول کے بارے میں سنا۔ میں نے طویل رخصت حاصل کی اور خزاں کے آخر میں ریاستوں کی جانب نکل گیا۔ وہ سفر کتنا عجیب تھا۔ طوفان، بارش اور سردی سے بھرپور۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں پناہ لئے ہوئے تھا۔ ایک نوجوان خاتون اپنے چھوٹے سے بچے کے ساتھ مقیم تھی۔ بچہ دانت درد سے چیختا رہتا۔

میں نیویارک تھکا ہارا پہنچا۔ سردی اور طوفان نے مجھے بخار میں مبتلا کر دیا۔ وطن سے دور ایک بڑے ہوٹل میں بیمار پڑا تھا۔ بخار کی شدت تھی۔ کیا کیا جائے؟ یہ بچپن کی یادیں ہیں جو پردہ ذہن پر آ رہی ہیں۔ اس کیفیت میں ایکونائٹ اور برائی اونیا باری باری لیتا رہا۔ چند گھنٹوں میں

بخار کی شدت کم ہوگئی۔ مگر ناک کی جڑ میں تکلیف باقی رہی۔ ماتھے میں شدید درد اور جلن، کھوپڑی میں سوزش، سخت بے چینی۔ تکلیف کی شدت سے میں اندھا ہو رہا تھا۔

میں نے سوچا کہ جلد از جلد شکاگو پہنچ جاؤں۔ مجھے سفر کی بابت کچھ یاد نہیں۔ اگر چہ میں ایک رات نیگرا میں ٹھہرا جہاں میں نے عالمی سطح کی فضائی چھلانگیں دیکھیں۔ سر کی تکلیف دور کرنے کے لئے میں نے تمام نفسیاتی حربے اختیار کئے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ شکاگو پہنچتے ہی میں نے ہومیو پیتھک معالج سے رجوع کیا۔ اس نے مجھے چند منٹ دیئے۔ میں نے اسے ملتے ہی کہہ دیا کہ مجھے چھوٹی طاقتیں فائدہ نہیں دیتیں۔

اس نے مجھے نکس وامیکا تجویز کی۔ ظاہر ہے کہ یہ تجویز علامات کے لحاظ سے تھی۔ مختصر علامات یہ تھیں:

تمام تکالیف سردی اور طوفان سے پیدا ہوئیں۔ پورا جسم برف کی مانند سردی محسوس کرتا تھا۔ جسم اتنا ٹھنڈا تھا کہ جیسے برف ہو۔ ہیٹر کے سامنے بیٹھنے سے گرمائش حاصل نہیں ہوتی تھی۔ حرکت سے کپکپی شروع ہو جاتی تھی۔ ناک اور ماتھے میں دھڑکن دار درد جو جھکنے پر شدید ہو جاتا، گرم کمرے میں بھی تکلیف میں اضافہ ہوتا۔ شدت، بے چینی، جسم کا ٹوٹنا اور مزاج میں بے انتہا تلون۔ مجھے بتایا گیا کہ...... نکس وامیکا، رات کے وقت لے لوں۔ مجھے خبردار کر دیا گیا کہ ایک بار تکلیف میں تھوڑی دیر کے لئے شدت ہو گی۔ مجھے نکس وامیکا کی ایک لاکھ طاقت کی ایک خوراک دے دی گئی۔ مجھے اتنی قلیل دوائی پر یقین نہیں تھا۔ اس وجہ سے دوائی لیتے ہوئے میں بے اختیار مسکرا دیا۔ میرا خیال تھا کہ میں چینی لے رہا ہوں۔

اچھا! میں دوا کے اثر سے مایوس تھا مگر متبادل علاج کے طور پر آپریشن کے ذریعے کھوپڑی کے سوراخوں سے پیپ نکالی جا سکتی تھی، میں اس سے بچنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں نے بے یقینی کے باوجود دوا کی ایک خوراک لی۔ تھوڑے وقفے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے سر کے اندر کچھ ادھیڑ بن شروع ہو گئی ہے۔ ہتھوڑے سے چلنے لگے، پھڑکنیں اور حدت، ایسے تھا کہ دوزخ کا دروازہ کھل گیا ہو۔ میں تکلیف سے نجات کی دعا کر رہا تھا۔ گھنٹہ آدھ گھنٹہ بعد افاقہ ہوا۔ درد اچانک ختم ہو گیا، جس طرح اچانک شروع ہوا تھا۔ مجھے نیند آ گئی - صبح بیدار ہوا تو جھکنے کی کوشش کی تو مجھے کوئی دقت نہیں تھی۔ میری تمام تکلیف ختم ہو گئی۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ چوبیس گھنٹے کے بعد معمولی سی سر درد اور جھکنے میں دقت دوبارہ محسوس کی تو میں نے ایک خوراک اور لی۔ اس بار، میں تکلیف میں اضافہ کا منتظر رہا۔ مگر درد فوراً ختم ہو گیا۔

اس موقعہ پر میں نے بیک وقت دو سبق سیکھے۔ پہلا یہ کہ اونچی طاقتیں تیزی سے اور موثر

طور پر کام کرتی ہیں اور دوسرا یہ کہ ان سے درد اور تکلیف میں وقتی شدت پیدا ہو سکتی ہے۔ ان کے استعمال میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ دو پہلو انتہائی اہم ہیں۔ اس دن سے آج تک مجھے دوبارہ ماتھے کا درد نہیں ہوا۔ یقیناً نکس وامیکا سردی، نزلے سے پیدا شدہ سر درد میں موثر دوائی ہے، شرط یہ ہے کہ اس کی علامات موجود ہوں۔ یہ چھوٹی اور بڑی طاقتوں میں موثر ہے۔

اونچی طاقتوں پر میرا اعتقاد بتدریج قائم ہوتا رہا۔ اس کی کہانی جاری رکھتے ہوئے عرض کرتا ہوں۔

ماتھے کا درد تو ٹھیک ہو گیا تھا مگر ابھی تک میرا سر بوجھل سا محسوس ہوتا رہا۔ کسی کام میں یکسوئی اور توجہ مشکل ہو گئی۔ میں پڑھنے اور پڑھے ہوئے کو یاد رکھنے سے عاری ہو گیا۔ یہ کند ذہنی صبح دس بجے اور تین بجے دوپہر شدید تر ہو جاتی۔ مجھے خراب حافظے پر تشویش تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے کئی سال سے رخصت نہیں لی تھی اور بے پناہ مطالعہ کیا تھا۔ شکاگو میں میرے ایک ہم جماعت نے علاج کی پیشکش کی۔ اس نے اس تکلیف کو دماغی فقر الدم قرار دیا۔ اس نے ٹیوبر کولینم کی ایک ہزار طاقت میں ایک خوراک ہر ہفتے لینے کی ہدایت کی۔ شائد میں نے تین ہی خوراکیں لی تھیں۔ نتیجہ معجزہ سے کم نہیں تھا۔ میں دلجمعی سے مطالعہ کر سکتا تھا۔ ذہن پر بوجھ ختم ہو گیا اور پڑھا ہوا یاد رہنے لگا، بلکہ حافظہ پہلے سے بھی بہتر ہو گیا۔ اب میں ایک بار پڑھ کر اسے لفظ بلفظ یاد رکھ سکتا تھا۔ میرے حافظے کی خرابی کئی سال سے تھی۔

میں نے اپنے علاوہ دوسروں پر بھی اونچی طاقتوں کا تجربہ کیا۔ میرا حاصل تجربہ یہ ہے کہ اونچی طاقتوں کا اثر گہرا اور دیرپا ہوتا ہے۔ یہ مزاج، کردار اور ذہنی کیفیت پر مستقل اثر ڈالتی ہیں۔

ایک بات سے خبردار رہنا ضروری ہے کہ عام لوگوں کے لئے اونچی طاقتوں کا استعمال کھیل نہیں۔ ان کے اثرات کو سمجھنے کے لئے مابعدالطبیعات، فلسفہ اور منطق کے علوم پر بھی دسترس ہونا ضروری ہے۔ میرے لئے یہ بات وحشت کا باعث ہے کہ بعض لوگ میٹیر یا میڈیکا کی ایک دو کتابیں پڑھ کر اسے ہضم بھی نہیں کر پاتے اور اونچی طاقتوں کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ وہ بار بار دوا تبدیل کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی جہالت سے ہومیو پیتھی کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں۔

بے شک ہر کوئی اپنی مرضی میں آزاد ہے۔ مگر ہومیو معالج کے لئے ہمہ وقتی مطالعہ لازم ہے اور یہ مطالعہ پوری عمر جاری رہے گا۔ فن کا حق صرف اسی صورت ادا ہو سکتا ہے۔

میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو ہومیو پیتھی کی روح سے واقف ہیں۔ وہ بہت سے امراض کے علاج کی اہلیت رکھتے ہیں حالانکہ انہوں نے کسی کالج سے فراغت حاصل کی اور نہ کسی

ہسپتال سے تجربہ۔ بہر حال اس بات سے خبردار رہنا چاہیے کہ اونچی طاقتوں کا غیر محتاط استعمال ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح افیون یا کچلہ کی مادی مقدار مہلک ہے۔ اونچی طاقتیں دوائی ایجنٹوں کی انتہائی طاقتور لہریں ہیں۔

(II)

سائنس کے قوانین

اور دواؤں کی اساسات

پوری کائنات قوانین کی پابند ہے۔ فلکیات اور موسمیات سائنسی حساب پر مبنی ہیں۔ ہومیوپیتھی کا ادھورا عالم، علاج کو محض اتفاق خیال کرتا ہے۔ وہ دوا اور علم العلاج کے قوانین کا ادراک نہیں رکھتا۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ علم العلاج ایک فن ہے۔ اور اس فن کا انحصار فن تشخیص پر ہے تشخیص ہی سب کچھ ہے۔ یہ معلوم کرلیں کہ مریض کو کیا تکلیف ہے، وہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا حقیقتاً ایسا ہی ہے؟ جبڑے، گردے اپینڈیکس یا کسی طرح کے خلیوں میں ایک ہی طرح کی علامات پیدا ہوسکتی ہیں۔ آپ ماہر تشخیص کے پاس جائیں یا گردے کے ماہر کے پاس، سرجن یا نفسیات کے ایکسپرٹ سے رجوع کریں۔ آپ ایک کے بعد دوسرے اعضا کی جراحت کرا کے بھی بیمار رہ سکتے ہیں۔ باری باری ماہر سرجنوں کے ہاتھوں تمام اعضا سے محروم ہو سکتے ہیں مگر پھر بھی صحت یاب ہونا ضروری نہیں ہوگا۔ صدیوں سے یہ ہو رہا ہے۔ یہاں صرف ایک عورت کی کہانی بیان کی جاتی ہے۔

اس خاتون کی ایک بارہ سالہ بیٹی تھی۔ وہ بے شمار معالجوں کے ستم اٹھانے کے بعد تہی دست ہوگئی۔ مگر مریض کی حالت کسی طرح بہتری کے قریب بھی نہ آئی۔

ہم نے درحقیقت بہت کم ترقی کی ہے۔ حضرت مسیح کے معجزات سے لے کر اب تک۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ معالجوں نے تشخیص پر انحصار کیا ہے، تشخیصی آلات کی مدد سے مریض کا امتحان لیا جاتا ہے۔ ایکس رے، برانکوسکوپ، الیکٹروسکوپ، گیسٹروسکوپ اور ریکٹوسکوپ، غرض کتنی ہی سکوپس ہیں مگر امراض کے عمل کے ساتھ ان تشخیصی آلات کا کیا واسطہ؟ مریض کے ساتھ ان آلات کے ذریعہ کیا گزرتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ مریض ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔

لیبارٹری ٹیسٹوں کو انفرادی مریض کے مقابلے پر زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ مریض کو کم ہی دیکھا جاتا ہے۔ اگرچہ قوانین معالج کی راہنمائی کے لئے موجود ہیں جن کی مدد سے مریض کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے ان قوانین کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔

پہلا قانون مثل ہے۔ جس کے بعد تقلیل کا اصول آتا ہے۔ اس کے تحت توانائی یافتہ

ادویہ تیار کی جاتی ہیں۔ علاج مثل کا اصول پہلی بار پاراسیلسس نے دریافت کیا تھا۔ اس اصول کو ہانیمین نے رواج دیا۔ انہوں نے اپنے علاج کو پورے سسٹم کی شکل دی۔ اس میں انہوں نے حیوانی، نباتاتی یا دھاتی مواد کو دواؤں کی تیاری میں استعمال کیا۔ ان اشیا کی مادی مقداروں کو صحت مند اشخاص پر آزمائش کی گئی۔ اس آزمائش میں پیدا کردہ متواتر علامات کو جمع کیا۔ اس عمل میں ہانیمین اور ان کے قریبا پچاس ساتھیوں نے حصہ لیا۔ ان میں سے زیادہ تر ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے اپنے مشاہدات میں بے حد احتیاط سے کام لیا۔ اگر کوئی بیمار دیکھیں جس میں یہ علامات پائی جائیں تو یہ علامات درست ہو جائیں گی۔ وضاحت کے لئے مثالیں دینا چاہتا ہوں۔

شہد کی مکھی کے ڈنک کا اثر خوب جانا پہچانا ہے۔ اس کی جلن، چبھن، کاٹنے والا درد، اس کے ساتھ سوزش تیزی سے شروع ہو کر تیزی سے پھیل جاتی ہے۔ گرمائش سے درد اور سوزش میں اضافہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات مزاجی علامات غیر رضا کارانہ آزمائش میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ سختی، سانس لینے میں تنگی، بے چینی اور عام ورم جس کے نیچے جلد کی تہ تلے پانی محسوس ہوتا ہے۔ وہ جوڑوں کی تکلیف میں ہو یا گردے، گلے کے غدود کی خرابی میں، یا اسے گلہڑ لاحق ہو۔ چند لمحوں میں اس دوا کی اونچی طاقت سے علاج ہو جائے گا۔

سیاہ مکڑے زیر زمین راستوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر کیوبا میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے ڈنگ سے مقامی لوگ خائف ہوتے ہیں۔ خوف کی وجہ ڈنگ کا درد نہیں ہوتا - ڈسنے سے اگلے روز تک کچھ محسوس نہیں ہوتا - تب ایک سوزش ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے ارد گرد سرخ رنگ کے خسرے جیسے دانے بن جاتے ہیں۔ یہ دانہ یا کیل پھیل جاتا ہے۔ سردی، بخار شروع ہو جاتا ہے۔ آخر کار یہ کیل ایک پھوڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس میں مختلف چھوٹے چھوٹے سوراخ ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے گاڑھا مواد خارج ہوتا ہے۔ یہ کیفیت کاربنکل کی طرح کی ہوتی ہے۔ اگر آپ کسی مریض میں کاربنکل دیکھیں تو سیاہ مکڑے ٹیرن ٹولا کی چند توانائی یافتہ خوراکوں سے اس کا علاج کر سکتے ہیں۔

ایک اور مثال، سپینی مکڑے کی۔ اس میں سانس کی تنگی، گھٹن اور جلد پر سیاہی ابھر آتی ہے۔ اگر موسیقی موجود ہو تو ہاتھ اور پاؤں میں حرکت شروع ہو کر پورے جسم کو گھیر لے گی۔ یہ شخص رقص پر مجبور ہو گا۔ تب ہاتھوں اور چہرے کی سیاہی ختم ہو جاتی ہے اور مریض درست ہو جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہر سال اسی موسم میں درد اور دیگر علامات پیدا ہوتی ہیں جو موسیقی سے دور کی جا سکتی ہیں۔ اگر کسی مریض میں بے چینی، رقص، ہسٹیریا، کبھی ہنستا اور کبھی چیختا ہے تو ٹیرن ٹولا ہسپانیہ کو ذہن میں لائیں۔ یہ دوائی صحیح کر دے گی۔ ہسٹریائی کیسوں میں جب کہ مریض تماشائیوں

کی موجودگی میں رقص پر مجبور ہو جاتا ہے مگر جب کوئی تماشائی نہ ہو تو رقص ختم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ رقص اور ہسٹریائی علامات موسیقی سے تیز ہوں تو ہسپانوی مکڑے کے ڈنگ سے تیار کردہ توانائی یافتہ دوائی کی چند خوراکیں صحت دے دیں گے۔

اٹروپا بیلا ڈونا

سیاہ رنگت والی پرکشش بیری جو کہ رات کی سیاہی سے مشابہہ اور بچوں میں عمومی طور پر زہریلے اثرات پیدا کرتی ہے۔ اس سے آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ جلد سرخ، خشک او رچمکدار ہو جاتی ہے۔ چہرہ سرخ، سرخ بخار سے مشابہت کی بنا پر یہ دوا غلط طور پر تجویز ہو سکتی ہے مگر بعض قسموں کا سرخ بخار جب جلد ہموار ہو، بیلا ڈونا ایک دو روز میں شفا کا باعث ہو سکتی ہے۔ کسی ڈاکٹر نے اپنے نسخے میں یہ الفاظ لکھے،

''سرخ بخار کی صورت میں ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں بیلا ڈونا ،اگلے ہی روز خراشدار گلا، سوزش، درست ہو گئی''۔

خسرے کی وبا میں بیلا ڈونا کی ایک دو خوراکیں بچوں کو دی جائیں تو حفاظتی مقاصد پورے ہو سکتے ہیں۔

علاج بالمثل کے قانون کی آزمائش ہانیمین اور ان کے ساتھیوں نے ایک سو تین سال پہلے کی تھی۔ ان تجرباتی امتحانوں کو اس نے آزمائش سے موسوم کیا۔ یہ آزمائش حیوانوں پر نہیں کی گئی جیسا کہ اس دور میں رواج تھا۔ بلکہ صحت مند انسانوں پر آزمائش سے دواؤں کے اثرات مرتب کئے گئے۔ آزمائش کے لئے مردوں اور عورتوں دونوں کا انتخاب کیا گیا۔ آزمائش سے پہلے ان کو دوا کے بغیر یعنی سادہ گولیاں دی گئیں۔ بعد ازاں بغیر بتائے دوائی شروع کرائی گئی۔ دوا کے ردعمل میں جو علامت بھی ظاہر ہوئی اسے لکھا گیا۔ اسی طرح طبی لٹریچر سے زہر خورانی کے ریکارڈ سے علامات جمع کی گئیں۔ اگر متعدد پرُوورز نے ایک ہی طرح کی علامات بیان کیں تو ان علامات کو بیمار میں پاکر علاج کے لئے اسی دوا کو استعمال کیا گیا۔ اس طریقے سے ایک سو چھ ادویات اس دور میں آزمائی گئیں۔ ہانیمین کے دور سے لے کر آج تک بہت سی ادویات کو بار بار پرُوو کیا گیا۔ ہر بار ہانیمین کے زمانے کی پرُوونگ کی تصدیق ہوئی۔ بہت سی مزید ادویہ بھی اسی طریقہ سے آزمائی گئی ہیں۔ اب تو ہمارے میٹریا میڈیکا میں کم وبیش دو ہزار ادویہ موجود ہیں۔ ان میں سے اصول مثل کے مطابق ہر مریض کے لئے دوا تجویز کی جا سکتی ہے۔

اصول بالمثل کی پیروی میں قانون تقلیل ترتیب دیا گیا۔ ہانیمین کا کہنا ہے کہ اگر ہم علامات پر صحیح دوا منتخب کر کے اس کی مادی مقدار استعمال کریں گے تو یہ مریض پر پرتشدد ردعمل پید

کرے گی۔ مثال کے طور پر بیلا ڈونا سرخ بخار میں بڑی مقدار میں دی جائے تو مریض کو تکلیف ہو گی۔ لہٰذا انہوں نے دوائی کی مقدار میں کمی کرنا شروع کر دی۔ یہ تقلیل ریاضیاتی اصولوں پر کی گئی۔ ہانیمین نے سب سے پہلے ایک اور سو کے پیمانے پر دواؤں کی تقلیل کی۔ جب کے اس کے شاگرد رشید ڈاکٹر ہیرنگ نے یہ تقلیل ایک اور نو کے پیمانے پر متعارف کرائی۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مریض جو مادی مقدار کی دواؤں سے حساس ہو گا وہ اس پیمانہ پر سکون سے شفایاب ہو جائے گا اور مرض کی علامات ختم ہو جائیں گی۔ اس طرح انتہائی تقلیل کا یہ کمال ہے۔

دوا بنانے کا طریقہ کم وبیش حسب ذیل تھا اور ابھی تک یہی طریقہ چل رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں کسی پیش رفت کا کوئی خاص امکان نہیں۔

دوا اور دوا کی تقلیل کے لئے استعمال میں آنے والے وہیکل یا بدرقہ کے دو اہم عناصر ہیں۔ بدرقہ خود کوئی دوائی اثر نہیں رکھتا۔ یہ تو صرف دوا کو طویل مدت تک محفوظ رکھنے کے کام آتی ہے۔ بدرقہ کے طور پر الکحل، شوگر آف ملک استعمال ہوتے ہیں۔ دونوں کا باہم تناسب ایک اور ننانوے ہوتا ہے۔ یعنی دوا ایک حصہ اور بدرقہ ننانوے۔ اگر دوا ٹھوس ہو گی تو اسے اسی تناسب کے ساتھ شوگر آف ملک کے ساتھ پیسا جائے گا۔ پیسنے کے اس عمل کو کھرل کرنا کہتے ہیں۔

اب اس عمل کے لئے مشینیں بھی استعمال ہوتی ہیں۔ مشین کے ذریعے دوا کو پیسنے کا عمل دوا کو کافی لطیف ہونے تک جاری رکھا جاتا ہے۔ اس طرح پہلی طاقت تیار ہو جاتی ہے۔ اس مکسچر سے ایک حصہ لے کر ننانوے حصہ بدرقہ کے ساتھ سابقہ طریقہ کے مطابق کھرل یا محلول، جس طریقہ کی ضرورت ہو، اس سے دوسری طاقت تیار کر لی جائے گی۔ دوسری طاقت کا ایک حصہ، بدرقہ ننانوے حصہ لے کر تیسری طاقت تیار ہو گی۔ قاعدہ یہ ہے کہ ٹھوس اشیا سے بننے والی ادویہ سے اس طاقت کے بعد بدرقہ کے طور پر الکحل یا کشید شدہ پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے تیار کردہ دواؤں کے شفائیہ اثرات بہت طاقت ور ہو جاتے ہیں۔ دوا کے اس عمل کو ہانیمین دوا کا شفائیہ عمل کہتے ہیں۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ ہومیوپیتھک دوا کا شفائیہ عمل صرف اس صورت میں سامنے آئے گا جب کہ دوا بیماری کی علامات سے پوری مشابہہ ہو گی۔

دوا کی تقلیل شدہ خوراک بوجہ تقلیل ہومیوپیتھی نہیں۔ مریض کی علامات اور دوا کے عمل میں مشابہت ہی اصل اصول ہے۔ یہ ہومیوپیتھک ادویہ خواہ قطروں کی شکل میں ہوں یا سفوف کی شکل میں، ریاضیاتی تناسب اور کیلکولیشنز کی بنا پر تیار کردہ طاقتوں میں عام دوائی زیادہ طاقت اور اثر رکھتی ہے۔ یہ بات دریافت کر کے ہانیمین خود بھی حیران ہوئے۔ دوا کی تیاری کا یہ عمل بہت اہم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس عمل کے بغیر دوا کے مالیکیولز (سالمے) ٹوٹ کر برق پارے (آئنز)

نہیں بنتے۔

جمادات، نباتات اور معدنیات کو تقلیل سے بے پناہ قوت حاصل ہو جاتی ہے۔توانائی حاصل کرنے کا یہ عمل بہت واضح اور صاف ہے۔ جب تقلیل کے عمل سے مادے کے ایٹم اور سالمے ٹوٹ کر باریک والطیف ہوتے ہیں تو ان کی توانائی آزاد ہو کر ریڈیائی لہروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے جو کہ کہیں زیادہ قوت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

ابتدا میں ڈاکٹر ہانیمین اور ان کے ساتھیوں نے طبی تجربات پر انحصار کیا۔لیکن ہم سائنسی طور پر ثابت کر سکتے ہیں کہ دوائی سالموں کو کھرل کرنے کے بعد بچے کھچے اجزا توانا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر نویں بار 1:99 کے تناسب پر تقلیل شدہ مادہ کے اجزا خوردبین کے ذریعہ 1862ء میں دیکھے گئے۔ 1914ء میں ایک فرانسیسی سائنسدان نے پیرس میں مذکورہ پیمانے پر تیار کردہ سویں تقلیل میں تانبے کی موجوگی کا مشاہدہ کیا۔

اس بارہ میں مزید تحقیق گلاسکو میں ڈاکٹر ای بائنڈ نے کی۔ انہوں نے ناحل پذیر معدنیات پر کام کیا اور یہ ثابت کیا کہ ایک اور نو کے تناسب پر ساتویں تقلیل میں سونا موجود تھا۔ اس طرح چھٹی اور ساتویں تقلیل میں ریڈیم برومائیڈ کی موجودگی معلوم کی۔ ان میں الیکٹروسکوپی امتحانات سے دسویں تقلیل تک بھی متحرک اجزا دیکھے گئے۔

ایک اور ننانوے کے پیمانے پر تقلیل میں توانائی کی موجودگی کا اعتراف قدامت پسندوں نے بھی کیا۔لینگڈال براؤن نے اس تناسب میں تقلیل شدہ دوا کی توانائی اور دوائی اثرات کا حال ہی میں اعتراف کیا اور ان کے ہارمونز اور وٹامنز پر اثرات ثابت کئے۔ مثال کے طور پر اندرونی کان کے گلینڈ سے نکلنے والے سیال کے ایک حصہ کو پندرہ ہزار ملین پانی میں شامل کیا گیا تو پھر بھی وہ رحم میں اینٹھن پیدا کرنے کا باعث ہے حالانہ کہ ایک گرین کی مقدار کو ایک ہزار ٹن پانی میں شامل کیا گیا۔

ہانیمین کے اصولوں پر یہ چند اشارے ہیں۔مگر ان تعلیمات کے موثر ہونے کے بارے میں اعتقاد قائم کرنے کے لئے ذاتی تجربہ حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

وبائی امراض میں تقلیل شدہ خوراکوں کا عمل

چند سال قبل ہومیو پیتھک کو بخار کے مقامی ہسپتالوں میں وبائی امراض میں علاج کا موقعہ دینے یا نہ دینے کے مسئلہ پر گرما گرم بحث ہو رہی تھی۔ ایک گروہ کی دیانتدارانہ رائے تھی کہ معمولی تکالیف میں تو ہومیو ادویہ کا کوئی ہرج نہیں مگر خسرہ جیسی وبائی امراض اور اس کی پیدا کردہ پیچیدگیاں، نمونیہ، ڈفتھیر یا (خناق) وغیرہ میں ماہر اور باقاعدہ تربیت یافتہ معالجوں کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ اس کے لئے علاج کا علم اور تجربہ لازم ہے۔ ایسے حالات میں ہومیو معالجوں کو علاج کی دعوت دینا مریضوں کو سنگین تر خطرات سے دوچار کرنے کے مترادف ہو گا۔ اس طرح شرح اموات میں اضافہ ہو گا۔

آیئے ہم ان اندیشوں کا جائزہ لیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون سی معمولی تکالیف ہیں جو ہومیو معالجوں کے علاج کے لئے بچیں گی؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایسا نزلہ جس سے لاپرواہی برتی گئی ہو چھتیس سے اڑتالیس گھنٹوں میں مہلک نمونیہ کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ معمولی ٹانسلز اچانک وائرس کی صورت میں مریض چند یوم میں موت کے منہ میں جا سکتے ہیں۔ ایڑی کا چھالہ اگر اتفاقاً نظر انداز کر دیا جائے تو تین چار دن میں ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک ہومیو پیتھ اس بات کا بھی اہل مانا جائے گا کہ وہ جب کسی معمولی مریض کو شدید تکلیف میں دیکھے تو اپنے کسی اہل تر معالج بھائی کو مدد کے لئے بلوائے۔

کیا حاد امراض میں ہومیو علاج کی کامیابی کا ریکارڈ موجود نہیں؟ مجھے ایک باقاعدہ تربیت یافتہ نرس نے بتایا کہ ایک فیور ہسپتال میں اس نے کچھ عرصہ کام کیا۔ اس دوران اس نے ہومیو معالجین کو کامیابی سے علاج کرتے دیکھے۔ اگر چہ عام طور پر ہومیو پیتھک کی باریک گولیاں اور پانی کے گھونٹ میں دیئے جانے والے چند قطروں کا لوگ مذاق اڑاتے ہیں۔ مگر حقیقتاً ان کے علاج سے نہ صرف کبھی پیچیدگی پیدا نہیں ہوئی بلکہ موت بھی واقع نہیں ہوئی۔ یہ ایک تربیت یافتہ شخص کا مشاہدہ ہے جو اس کی بے لاگ شہادت ہے۔

میں وبائی ہسپتالوں کے ریکارڈ سے اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے ہومیو معالجوں کی کارکردگی سامنے آ سکتی ہے۔ اگر کوئی چاہے تو ان اعداد شمار کی ہسپتالوں کے ریکارڈ سے تصدیق کر سکتا ہے۔ 1813ء میں وسطی یورپ میں جنگ سے پیدا ہونے والے ٹائیفائیڈ نے وبا کی

شکل اختیار کر لی۔ مروجہ طریقہ علاج ہزاروں اموات کو نہ روک سکا۔ لیپزگ میں نئے طرز علاج بانی ہانیمین پریکٹس کرتے تھے۔ انہوں نے ایسے 183 مریضوں کا اصول بالمثل سے علاج انہوں نے اپنے طریقہ کے مطابق بعض کو...... برائی اونیا 12x اور بعض کو...... رسٹاکس 12x تجویز کی۔ یہ کیس مرض کی ابتدا کے تھے۔ دوسرے اور تیسرے درجہ کے مریضوں کو...... ہائیوسائمس x دی گئی۔ ان ادویہ کے نتائج یہ تھے کہ 182 مریض صحت یاب ہو گئے اور علاج کے معجزاتی اثرات بیان کرنے کے لئے بچ گئے۔ صرف ایک شخص موت کا شکار ہوا جو کہ بہت بوڑھا اور لاغر شخص تھا۔ یہ سب کچھ اس زمانہ کے اخبارات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ہانیمین نے کوئی جادو نہیں کیا تھا بلکہ سب کچھ اپنے مضامین میں پوری وضاحت سے پیش کر دیا تھا۔ اس نے مختلف حالتوں میں تجویز دوا کے اصول تفصیل سے بیان کئے تا کہ دوسرے ڈاکٹر بھی استفادہ کر سکیں۔ اندازہ کریں کہ ہومیو پیتھک اس مہلک وبائی مرض میں کس قدر موثر اور کامیاب ثابت ہوئی۔

جو لوگ ہومیو پیتھی پر اعتقاد نہیں رکھتے ان کا کہنا ہے کہ ہانیمین نے جن مریضوں کا علاج کیا وہ ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہی نہیں تھے۔ مگر بیماروں کی علامات مکمل طور قلمبند کی گئی ہیں اور ان کا ریکارڈ موجود ہے۔ ان سے پوری طرح واضح ہے کہ یہ ٹائیفائیڈ کے شدید مریض تھے۔

آج کے فزیشن کا تمام تر آلات سے مسلح ہونے کے باوجود کیا ریکارڈ ہے۔ ا... لیبارٹریوں، سرنجوں اور ڈرپس کی کمی حاصل ہے۔ کیا طب کے شعبہ میں ہم نے کوئی ترقی کی ہے؟ وبائی امراض میں صحت یابی میں کیا کامیابی ہوئی ہے؟

میں مایوسی کی بات نہیں کرنا چاہتا۔ صرف حقائق پیں کرنا چاہتا ہوں۔ 1937ء میں انگلستان میں ٹائی فائیڈ کی وبا پھیلی۔ 282 کیس ریکارڈ پر آئے۔ اس مرض سے 25 اموات ہوئیں۔ کچھ مزید شدید بیمار بھی تھے۔ اس طرح فی صد شرح اموات 8 تھی۔ ٹائی فائیڈ، ٹائفس کی طرح مہلک مرض نہیں۔ 1813ء میں ہومیو علاج میں شرح اموات 0.5 فی صد رہی۔ مروجہ طریقہ علاج میں شرح اموات دس گنا زیادہ تھی۔ اعداد و شمار خود بولتے ہیں۔

آیئے ایک اور وبائی مرض کے بارے میں دیکھیں۔ یہ ایشیائی ہیضہ کا مرض تھا۔ یہ مرض 1854ء میں انگلستان میں خوب پھیلا۔ ایلو پیتھک علاج کے تحت مریضوں کی شرح اموات 59.2 فیصد تھی۔ جب کہ ہومیو پیتھک علاج میں یہ شرح 16.4 فی صد رہی۔ ہومیو علاج کی صحت یابی کی شرح ایلوپیتھی کے مقابلے پر تین گنا زیادہ تھی۔ اس کے باوجود ہومیو علاج کی اس کامیابی کو دبا یا گیا۔

ہمارے طرز علاج سے بے توجہی کی پالیسی جاری ہے۔ ایلو پیتھس ہمارے عودُں کی

تک نہیں کرتے۔ ہم لاکھ نہیں کہ ہومیو پیتھی فوری امراض میں تیزی سے شفا دیتی ہے اور اس سے پیدگیاں بھی پیدا نہیں ہوتیں۔ جب کہ مروجہ علاج سے افاقہ میں دیر بھی لگتی ہے اور بے شمار پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جب ہمارے علاج سے افاقہ ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ معمولی تکلیف تھی۔

انفلوئنزا کے بارے میں کیا صورت ہے؟ ہمارے ہاں ہر سال اس کی وبا پھیلتی ہے۔ پچیس تیس سال بعد اس کی شدید وبا دنیا کے چاروں کونوں کو گھیر لیتی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں ہلاکتیں ہوتی ہیں۔ گذشتہ وبا **1918**ء میں پھیلی۔ جب بہت سے لوگ ہلاک ہوئے۔ مجھے معلوم نہیں اس دور میں ہومیو علاج کے تحت لوگوں میں شرح اموات کیا تھی۔ اس بارے میں ریکارڈ موجود نہیں۔ البتہ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اس زمانے میں ہومیو ادویات کے کتنے شاندار نتائج پیدا ہوئے۔ یہ وہ کیس ہیں جو میرے زیر علاج آئے۔ میں نے قریب قریب ڈیڑھ سو مریضوں کا علاج کیا۔ ان میں بچے، جوان بوڑھے اور خواتین شامل تھیں۔ زیادہ تر مریض شدید درجہ کے تھے۔ بخار، کھانسی کافی زیادہ تھی۔ زیادہ تر مریضوں کو چوبیس سے اڑتالیس گھنٹوں میں بخار میں کافی کمی آئی۔ مریضوں کو آرام کرایا گیا۔ ان کو پھلوں کے جوس دیئے گئے۔ سنگترے اور انگور کے جوس، چائے دودھ بالکل بند۔ کوئی موت واقع نہ ہوئی۔ کوئی پیچیدگی بھی پیدا نہ ہوئی۔ البتہ ایک مریض نے مجھے بے حد پریشان کیا۔ یہ ایک ڈسپنسر تھا۔ اسے ایک بار شفا کے بعد تکلیف ہوگئی۔ وہ چھ ہفتے تک بیمار رہا۔ اس کا اصرار تھا کہ اسے تازہ ترین مکسچرز دیئے جائیں۔ اس کا بخار دن بدن اوپر جا رہا تھا۔ کئی ایک پیچیدگیاں پیدا ہوگئیں تھیں۔ مجھے نظر آ رہا تھا کہ مریض ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ دراصل وہ موسم کی تبدیلی کے لئے جلد صحت یابی کے لئے بے چین تھا۔ اس کے لئے علاج میں اپنی مرضی چلانا چاہتا تھا۔ میں ایسے مریض کا علاج کرنا کبھی پسند نہیں کرتا۔ مریض کو میری ہدایت پر عمل کرنا ہوگا یا علاج کے لئے کسی اور سے رجوع کرنا ہوگا۔

علاج کے شروع میں تکلیف معمولی نہیں بلکہ شدید ہوتی۔ مگر صحت یابی کے بعد عام طور پر یہی کہا جاتا کہ تکلیف معمولی تھی۔ وہ نہیں مانتے کہ ہماری معمولی دوائیں کتنی زود اثر ہیں۔

آرسینک البم اونچی طاقتوں میں ایسے کیسوں میں بہت موثر ثابت ہوئی۔ مگر یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ وبائی انفلوئنزا میں آرسینک ہمیشہ ہی کارگر ہوگی۔ آپ کو وبا کی کیفیت دیکھنا پڑے گی۔ ہر موسم میں اس کا فرق ہو سکتا ہے۔ مرطوب گرم موسم میں جیلسی میم، خشک ٹھنڈے موسم میں ایکونائٹ اور نکس وامیکا کام کریں گی۔ **1918**ء کی وبا میں ایک امریکی رسالے نے لکھا کہ آرسینک وبائی انفلوئنزا کی موثر دوائی ہے۔ ہومیو معالج اس بات سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ ہے

لہ علامات میں بہت تنوع ہے۔ علاج بالمثل کا مطلب ہی یہ ہے۔ علاج کے لئے پہاڑے کام نہیں
دیتے۔ کم وبیش ہر معالج کی اپنی پسندیدہ ادویات ہوتی ہیں۔ کسی زمانے میں ایک صاحب ثروت
شخص نے علامات کے ایک سیٹ پر مختلف بیس معالجوں سے تجویز طلب کی تو انہوں نے علیحدہ علیحدہ
دوائیں تجویز کیں۔ مگر ہومیو معالج علامات کے ایک مجموعے پر ایک ہی دوا تجویز کریں گے۔ در
اصل یہ ایک حقیقی سائنس ہے۔

افسوس ہے کہ ادویات کا علم روز بروز سکڑ رہا ہے۔ صدیوں سے آزمائی ہوئی ادویات کو
چھوڑ کر نت نئی دوائیں رواج پا رہی ہیں۔

ہر مرض میں مسکن ادویات کا استعمال عام ہوتا جا رہا ہے۔ معمولی تکلیف میں بھی سکون
آور دوا ضروری خیال کی جاتی ہے۔ اس پہلو سے ڈاکٹروں میں کافی یکسانیت پیدا ہوئی ہے۔ مگر یہ
بھی حقیقت ہے کہ اس طریقہ سے خوف ناک امراض پیدا ہوئی ہیں۔ حالانکہ چند عشرے پہلے
ڈاکٹروں میں اس طرح کا اتفاق نہیں تھا۔ نئی نئی امراض ان دواؤں سے پیدا ہو رہی ہیں۔ سلفونا
مائیڈز گروپ سے پیدا کردہ امراض نے انتہا کر دی ہے۔

کوئی بھی مرض ہو سوزشی ہو یا کسی دوسری قسم کا ہومیو پیتھک معالج اسے تیزی سے اور
موثر طور پر قابو کر سکتا ہے۔ جیسا کہ ہانیمین نے آرگینن میں لکھا،

''یہ سچا اور حقیقی طریقہ علاج ہے۔ مثالی علاج۔ زود اثر، شفا، آرام سے اور مستقل اور
مکمل۔ زیادہ سے زیادہ قابل اعتماد، بے ضرر اور اصولوں پر مبنی''۔

یہ واقعہ زیادہ پرانا نہیں۔ ایک ڈاکٹر تازہ تازہ ہومیو پیتھی کا قائل ہوا تھا۔ اسے خسرہ کی
وبا کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے تین سو بیماروں کا کامیابی سے علاج کیا۔ کوئی پیچیدگی پیدا نہ ہوئی۔
کوئی موت بھی نہ ہوئی۔ مریضوں کو شفا بھی انتہائی کم وقت میں ہوئی۔ کیا ایلو پیتھک علاج اس
ریکارڈ کو توڑ سکتا ہے۔

ایک اور ڈاکٹر نے لکھا کہ سرخ بخار میں بیلا ڈونا دیں۔ پر خراش گلا، بخار چوبیس گھنٹے
میں درست ہو جائیں گے۔ اس طرح کے واقعات روز کی بات ہیں۔

خناق میں ہومیو پیتھک معالجوں نے روئی کے پھاہے تجربہ گاہوں میں بھیجے۔ نتائج مثبت
تھے۔ علاج سے مریض صحت یاب ہوئے۔ ایک نرس کا قصہ کافی مشہور ہے۔ وہ گلے کے خناق میں
مبتلا تھی۔ لیبارٹری ٹیسٹ مثبت تھا۔ علامات کے مطابق دوا کی خوراک دی گئی۔ اگلے روز میڈیکل
آفیسر نے ہومیو معالج کو فون پر پوچھا کہ مریضہ کے بارے میں رپورٹ تو غلط نہ تھی کیونکہ گلے
میں خناق کی کوئی علامت باقی نہیں رہی۔ تب سلائڈ دکھائی گئی۔ وہ مثبت تھی۔ کالی کھانسی کا ہومیو

پٹھک علاج بھی بہت موثر ہے۔ میں نے کئی بار دیکھا۔ اس سے کبھی کوئی پیچیدگی نہیں ہوئی۔ دو تین ہفتے کے علاج سے بچے بالکل ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ پرٹوسین یا کاکیولیوچینم انتہائی کامیاب دوائی ہے۔ یہ دوا مرض کے مواد سے تیار کی جاتی ہے۔ میں نے یہ دوا علاج کے علاوہ حفاظتی طور پر بھی کامیابی سے استعمال کرائی ہے۔ یہ مرض کے ہر مرحلہ میں موثر ثابت ہوئی ہے۔ حتی کہ مرض کے نکتہ عروج پر بھی اس کی چند خوراکیں 12 طاقت میں افاقہ کا باعث ہوئیں۔ یہ دوا دوسری ادویات کے ساتھ بھی خوب کام کرتی ہے۔ مروجہ علاج میں نمونیہ کا اندیشہ رہتا ہے، مگر اس دوا سے اس کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ گلے اور سانس کی نالی کی شدید تکلیف جو کہ کھانسی سے پہلے ہوتی ہے فوراً کم ہو جاتی ہے۔ متلی اور قے پر قابو رہتا ہے اور وزن میں کمی بھی واقع نہیں ہوتی۔ اس طرح کالی کھانسی کے خوف ناک عواقب سے بچاؤ رہتا ہے۔ بعض اوقات ابتدائی حالتوں میں ڈروسرا 30x یا 200 سے تکلیف معجزانہ طور پر ختم ہوگئی۔ ڈروسرا کی بنیادی علامت یہ ہے کہ کھانسی دورہ کی شکل میں، بھونکنے کی آواز، شام اور نصف رات کو تکلیف میں شدت، بلغم نہ نکال سکے تو قے ہو جائے۔ سانس کی نالی میں شدید کھرکھراہٹ، بہر حال ہر کیس میں اس دوا کا کافی ہونا ضروری نہیں۔ علامات پر دوسری دوائیں تجویز ہوسکتی ہیں مگر اس مرض کی یہ ایک خاص دوائی ہے۔

گلپھڑے ایک اور وبائی بیماری ہے۔ یہ بہت آزار دینے والا مرض ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کے لئے کوئی دوائی موثر نہیں۔ حالانکہ اس سے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ موت کا باعث بھی ہوسکتی ہے۔

میرے علم کے مطابق بہترین دوائی کی ڈاکٹر برنٹ نے نشان دہی کی ہے۔ پائلوکرپین، دن میں تین بار دینے سے چوبیس سے چھتیس گھنٹے میں بخار کم ہو جائے گا۔ اڑتالیس سے بہتر گھنٹے میں غدود کی سوزش ختم ہو جائے گی اور ہفتے کے اختتام سے پہلے طبیعت بالکل معمول پر آ جائے گی۔ گلپھڑے کے لئے پائلوکرپین اس کی خاص دوائی ہے۔

جولائی 1937ء میں اس کی وبا میں ہم نے تیس مریضوں کا موثر علاج کیا۔ کوئی پیچیدگی پیدا نہ ہوئی۔

نمونیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہومیو علاج غیر موثر ہے۔ پروفیسر آسلر پریکٹس آف میڈیسن میں لکھتے ہیں کہ نمونیہ حاد امراض میں مہلک ترین مرض ہے۔ حتی کہ خناق سے بھی زیادہ ہلاکت خیز ہے۔ مروجہ علاج کے تحت اس میں شرح اموات چالیس فی صد ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس مرض کو کسی دوا سے ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس میں عرصہ علالت کو ہی مختصر کیا جا سکتا ہے۔ اس کی کوئی مخصوص دوائی نہیں۔ ہمیں ایڈن برگ میں یہ پڑھایا گیا تھا کہ

نمونیا میں معالج کا کچھ کام نہیں۔ اچھی دیکھ بھال مریض کو تندرست کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ نمونیا کا مریض وارڈ میں ہو تو مریض کے لئے نرس متعین کر دیں، جسے دو تین گھنٹے بعد تبدیل کر دیا جائے۔ ہر نرس صرف ایک ہی مریض کی دیکھ بھال کرے۔ آدھ گھنٹے بعد غذا دی جائے۔ مریض کی قوت بحال رکھی جائے اور جب نویں دن بخار ختم ہو جائے تو ہر کوئی خوشی سے وارڈ کا رخ کرتا ہے۔

میں ایک ہومیو ہسپتال میں معالج تھا، دورہ پر آئے ہوئے ایک فزیشن کو میں نے بتایا کہ ہمارے وارڈ میں نمونیا کا ایک مریض داخل ہے۔ وہ یہ سن کر حیران ہوا کہ ہم اسے ایک عام مریض کی طرح علاج کر رہے ہیں۔ اس نے فورا کہا کہ ہم ایسے مریض کا ایک ہفتے کے اندر اندر علاج کر دیں گے۔ مطلب یہ تھا کہ مرض پانچ دن میں شدت اختیار کرے اور مریض موت کی وادی میں پہنچ جائے گا۔ اس طرح وہ تکلیف سے نجات پا گیا۔

مجھے نمونیا پر کسی سند کا دعوی نہیں۔ میں نے اپنی ابتدائی پریکٹس میں چھ مریضوں کا علاج کیا۔ وہ سب بچ گئے۔ اس طرح ہومیو پیتھی میں نتائج سو فیصد ہیں۔ یہ مریض ایسے تھے کہ ان کی دیکھ بھال کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ مریض انتہائی مفلس تھے۔ دن رات میں ایک ہی نرس ڈیوٹی پر تھی۔ ان کیسوں میں شفا کا تمام تر کریڈٹ ہومیو ادویات کو جاتا ہے۔

میرے سامنے ایک کتاب پڑی ہے۔ اس کے مصنف دو امریکی ہومیو معالج ہیں۔ ان کا تعلق اوہیو سے ہے۔ ان کا نام اے اینڈ ٹی پلفورڈ ہیں۔ کتاب کا نام ''ہومیو پیتھک لیڈرز ان نمونیا'' ہے۔ انہوں نے کتاب کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ،

ہم نے نمونیا کے 242 مریضوں کا علاج کیا ہے۔ ان میں مرض کی شدت ہر مرحلہ کی تھی۔ زیادہ تر مریض براہ راست آئے جب کہ بعض مریض ایلو پیتھک سے مثبت تشخیص کے بعد پہنچے۔ ان میں سے کل تین اموات ہوئیں۔ ایلو پیتھی میں نمونیا کے کیسوں میں شرح اموات پچیس سے پچانوے فی صد ہے۔

آپ مانیں یا نہ مانیں، مگر مشاہدہ پر ماننا پڑے گا۔ نمونیا کے کیس میں بحرانی حالت تین سے پانچ دن میں کنٹرول ہوئی۔ اس طرح آسلر کا موقف غلط ہے کہ نمونیا کا دورانیہ کم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے اصل مسئلہ صحیح دوا کی تجویز ہے۔ علامات کے عین مطابق۔

ایلو پیتھک علاج میں حال ہی میں کافی بہتری ہوئی ہے۔ اب شرح اموات میں آٹھ فیصدی کمی ہو گئی ہے۔ یقینی طور پر یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔ مگر ہومیو علاج میں تو کامیابی کے ریکارڈ کے دفتر شروع ہی سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہومیو ہسپتالوں میں نمونیا کے چوبیس ہزار مریضوں کا

علاج کیا گیا۔ شرح اموات صرف پانچ فیصد رہی۔ ان میں ایسے بھی تھے جن کو ساتھ کے ساتھ انجکشن بھی دیے گئے۔ خالص ہومیو علاج میں شرح اموات تین فی صد ہے۔ ایک ہومیو معالج کا دعوی یہ ہے کہ اس کے ہاں شرح اموات ڈیڑھ فی صد رہا۔ کیا مجھے کوئی بتا سکتا ہے کہ سلفونا مائیڈ کے ذریعہ نمونیا کے علاج کے بعد بالعموم چند ماہ میں دوسرا اور تیسرا حملہ نہیں ہوتا۔ علاج کے بعد کمزوری بھی کافی ہو جاتی ہے جسے دور کرنے کے لئے ہفتوں لگ جاتے ہیں۔ اس کے بعد بہت سی دموی امراض لاحق ہو جاتی ہیں۔ یہ حیرانی کی بات ہے کہ صحت یابی کے بعد بعض اوقات چند دنوں میں ہی کئی مریض موت کے منہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ حرکت قلب بند ہونے سے۔ ہومیو علاج سے ایسی صورت کبھی پیدا نہیں ہوتی۔

ایک اور مثال، پرانی کہاوت ہے کہ مرض کا علاج کامیابی سے ہوا مگر مریض مر گیا۔

آرنیکا :- 6x - 30 -
فاسفورس :- 6x - 30x
ہیکسیز :- 30x - کافیا

(IV)

ہومیو پیتھی ...... دانتوں کے علاج میں

ایک روز ڈسپنسری میں ایک بچی لائی گئی۔ اس کا چہرہ سوجھا ہوا تھا۔ یہ سوزش، دانت کے آپریشن کا نتیجہ تھی۔ علامات یہ تھیں،

جبڑے میں درد، سختی، منہ کھولنے میں مشکل، آرنیکا-30 دن میں چار خوراکیں دی گئیں۔ ساتھ یہ ہدایت کی کہ وہ اگلے روز معالج دنداں کو دکھائے۔ میرے اندازے کے مطابق اگلے روز تمام سوزش ختم ہوگئی۔ نکالے ہوئے دانت کا خانہ صاف تھا۔ اس میں سوزش موجود نہیں تھی۔ ڈنٹل سرجن علاج کی سرعت سے بہت متاثر ہوا۔ ایک ہفتہ بعد سرجن نے مجھے پیغام بھیجا،

کیا آپ مجھے وہ دوائی دے سکتے ہیں جس سے مذکورہ بچی اتنی تیزی سے ٹھیک ہوگئی ہے۔ میرا ایک مریض ایسی ہی کیفیت سے دوچار ہے۔ اس کے چہرے پر سوزش ہے۔ سخت درد ہے۔ منہ کھولنا مشکل ہے۔

میں نے آرنیکا 6x اس ہدایت کے ساتھ بھجوا دی کہ دوا تکلیف کی شدت کے ساتھ بار بار دی جاسکتی ہے۔ البتہ شدت میں کمی کے ساتھ ساتھ دوا کی خوراک کا وقفہ بڑھایا جاسکتا ہے۔ سرجن نے چند دنوں بعد بتایا کہ مریض کو ایک ہی خوراک سے افاقہ اس کے لئے حیران کن تھا۔ دوا کی پہلی خوراک کے بیس منٹ بعد ہی منہ کھولنے میں مشکل ختم ہوگئی۔ دوا کی ہر خوراک کے بعد بہتری محسوس ہوتی رہی۔ مریضہ کا اپنا بیان یہ تھا کہ،

''مجھے کسی ماؤتھ واش کی ضرورت پڑی اور نہ مسکن دوا کے آزار کا سامنا کرنا پڑا۔''

ایک تیسری مثال جس سے آرنیکا کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔

یہ دوا **cut** کٹ کو روکنے اور درست کرنے میں ایک جیسی موثر ہے۔

ایک ڈاکٹر کی بیوی کے دانت جنرل انیستھیزیا کے اثر کے تحت نکالے گئے۔ توقع سے زیادہ تکلیف ہوئی۔ سرجن کو سابقہ تجربہ کی بنا پر اندازہ تھا کہ اس سے چہرہ بدنما ہوگا۔ چونکہ وہ ڈاکٹر کی بیوی تھی، اس نے کہا کہ جیسے بھی ہو اس بدنمائی کو روکا جائے۔ اس نے اسے آرنیکا **6x** کی ایک خوراک دے کر دو گھنٹے بعد آنے کے لئے کہا۔ دوبارہ آنے پر دیکھا گیا تو سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔ سوزش نہیں ہوئی تھی۔ اسے مزید ایک خوراک آرنیکا دی گئی۔ جب اسے دوا کی شیشی دکھائی جس پر لیبل موجود تھا۔

آپ یہ دوائی جس قدر چاہے دے سکتے ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ڈینٹل سرجن نے کہا:

آپ دیکھیں گے کہ ایک ہی خوراک کافی رہے گی۔'' اگلے روز اس کی بیوی بالکل نارمل تھی۔ سوجن تھی اور نہ ہی درد''۔

کیا ڈاکٹر اس کا معترف ہوا!

نہیں وہ اسے محض اتفاق قرار دے رہا تھا۔

خون تو بہترین جراحت میں بھی بہے گا۔ دانت نکالنے کے بعد ہر ایک کے لئے مشکل وقت آتا ہے۔ اس میں مریض کے والدین اور بچے سب ہی شامل ہیں۔ صبح کی ساعتوں میں جب ڈاکٹر کو بلایا جاتا ہے تو وہ بھی بدقسمت ڈنٹل سرجن کو موردالزام ٹھہرائے گا۔ جہاں تک ہسپتال کے سرجنوں کا تعلق ہے وہ ڈنٹل سرجنوں پر اور بھی برہم ہوتے ہیں۔ البتہ ہومیو پیتھی ایسی صورتوں میں مریض کو اپنے حال پر نہیں چھوڑتی بلکہ وہ تو خاموشی سے خون بند کر دے گی۔ روئی کی بندشوں یا سلائی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ سخت چیرے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ صرف اتنا کافی ہے کہ ایک یا دو گولیاں فاسفورس کی 6 یا 30 طاقت میں دے دی جائیں۔ خون بہنا بند ہو جائے گا۔ بالکل معجزہ کی طرح۔

ایک سال پہلے کا واقعہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ دانت سے خون جاری تھا۔ منہ میں ہر طرف غذا اور خون کے لوتھڑے جمع تھے۔ مریض کی ماں رو رہی تھی جیسے اس کی لاڈلی کا آخری وقت آن پہنچا ہو۔

مجھے پریشانی تھی کہ ایسی صورت میں جب کہ بیمار کے ساتھ محض ایک تیماردار خاتون ہے اور وہ بھی اس کی والدہ تو آیا اس کا علاج کرنا چاہیے یا نہیں۔ بہرحال میں نے ایک معمولی سی دوائی اور سفوف کی شکل میں بچی کی زبان پر رکھ دی۔ دس منٹ کے بعد میں نے دوا کی ایک اور خوراک کھلادی۔ بچی کا منہ صاف اور خوب تھا۔ مریضہ کی ماں بہت متاثر ہوئی۔ جہاں تک نرسوں کا تعلق ہے وہ کہہ رہی تھیں،

کیا یہ گولیاں کچھ کرتی ہیں؟ یقینی بات ہے کہ یہ گولیاں کام کرتی ہیں۔ یہ لازماً ہمارے پاس ہونی چاہیں۔ ان سے ہماری آدھی پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ مائیں پریشان ہی نہیں ہوں گی۔ اس طرح پیغام بھیجنے کی نوبت بھی نہیں آئے گی۔

میرا یہ مشورہ عام ہے کہ،

جب بھی ڈینٹل سرجن کے پاس جانے کا ارادہ کریں تو آرنیکا اور فاسفورس ساتھ لے کر

جائیں۔ آرنیکا درد کیلئے اور فاسفورس خون بند کرنے کے لئے۔
اس طرح ڈنٹل سرجن کے پاس جانے کا خوف ختم ہو جائے گا۔

ایک شخص ایک خوف ناک تجربہ بیان کرتا ہے۔

ایک خاتون کو ایک دانت نکلوانا تھا۔ اسے فاسفورس کی ایک خوراک خون روکنے کے لئے دانت نکالنے سے پہلے دے دی گئی۔ میں نے اسے آرنیکا 30x درد روکنے کے لئے بار بار لینے کی ہدایت کر دی۔

دوپہر کے بعد مجھے فون پر بتایا گیا کہ کہ خون بہت زیادہ بہہ رہا ہے۔ مریض کو مقامی ڈاکٹر نے ہسپتال لے جانے کا مشورہ دیا ہے اور کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ٹانکے لگانے پڑیں۔ ہومیو علاج کی خواہش کی گئی۔

میں نے اپنا بیگ ساتھ لیا اور مریض کے پاس پہنچ گیا۔ میں احتیاط کے طور پر جراحتی تیزاب اور ضروریات بھی ساتھ لے گیا۔ مریض کی مخصوص حالت تھی۔ خون کافی ضائع ہو چکا تھا، وہ بے جان، بے زار اور بےچین تھا۔

منہ کے اندر کے معائنے سے پتہ چلا کہ دانت کے خانے سے خون رس رہا ہے۔ خون کی ایک نالی زبان کے نیچے کٹی ہوئی ہے۔ اس موقعہ پر زبان کے نیچے بغیر انیستھیزیا کے ٹانکے لگانا ممکن نہیں تھا۔ میں بھی ہسپتال لے جانے کا مشورہ دینے ہی والا تھا مگر میں نے فاسفورس 1m کی خوراک ہر دس منٹ کے بعد دینا شروع کی۔ دانت کے خانے سے خون بند ہو گیا مگر زبان کے نیچے زخم سے خون جاری رہا۔ مجھے یہ شک ہوا کہ ہومیوپیتھی مکمل علاج نہیں۔ لیکن میرے ذہن میں آیا کہ مریض کا مزاج لیکیسز کا ہے۔ جنوبی افریقہ کے سانپ کا یہ زہر خون روکنے میں بہت موثر ہے۔ چنانچہ لیکیسز 30x کی ایک خوراک دی۔ خون فوراً ہی رک گیا۔ خون منجمد ہو چکا تھا۔ سامنے نظر آتا تھا۔ پندرہ منٹ بعد دوسری خوراک دی۔ میں کچھ دیر رکا رہا کہ کہیں خون دوبارہ نہ شروع ہو جائے۔ ہماری تدبیر خوب رہی۔ اب کمزوری اور سوجن باقی تھی۔ یہ قدرتی بات تھی۔ آرام اور لیکیسز کی مزید خوراکوں سے یہ تمام مہم مکمل طور پر سر ہوئی۔

ہومیوپیتھی کا ممنون ہونا پڑتا ہے جو ایسی خوف ناک صورت حال میں معاون ہوتی ہے۔
تمام اچھے سرجنوں کو علامات کے تحت ادویہ کے استعمال کا فن جاننا چاہیے۔ ہنگامی صورتوں میں یہ بہت مفید اور مددگار ہیں۔

کافیا ایک اور دوائی ہے جس کی اخراج دنداں کے بعد ضرورت ہوسکتی ہے۔ ایسے لوگ جو بہت جذباتی اور پریشان مزاج ہوں۔ وہ درد کو ناقابل برداشت محسوس کریں۔ مسلسل چیخ و پکار

کرتے نظر آئیں،

مجھے ہاتھ نہ لگاؤ، میں آپ کا قریب آنا بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ کسی آنے والے کو آہٹ سے محسوس کر لیتے ہیں۔ وہ شور اور روشنی سے بھی بے حد حساس، رات بھر جاگتے گزر جاتی ہے۔

چھونے سے بھی حساس، سردی بہت محسوس کرتے ہیں۔ تازہ ہوا، خزاں سے جان جاتی ہو۔ ایسی کیفیات میں جبڑے میں درد جسے منہ میں پانی رکھنے سے افاقہ ہو، پانی ٹھنڈا ہو تو اور بھی موثر، گرم چائے نہیں پی سکتا۔ گرم کھانا چھو بھی نہیں سکتا۔

یہ کتنی حیران کن بات ہے کہ ایسی کیفیتوں میں کافیا کی قلیل مقدار کتنا شاندار اور فوری اثر رکھتی ہے۔

(V)

گائنی اور ہومیو علاج

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حاملہ عورت بیمار رہے۔ اس کا بیماروں کی طرح خیال کرنا چاہیے۔ اس پر خود بھی احتیاط لازم ہے۔ مگر بعض لوگ اس خیال کو بالکل غلط سمجھتے ہیں۔

فطرت کا اپنا انتظام ہے۔ ان ایام میں خون کا دوران، اعضائے ولادت کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ انتظام کا تقاضا ہے کہ ہم بھی خیال کریں۔ خاتون کو بھی احتیاط کرنا چاہیے۔ اس دور میں طبیعت اور مزاج کی غلطیاں منفی اثرات سے خالی نہیں ہوسکتیں۔ حقیقت میں تو ان ایام میں نو ماہ تک مزاجی علاج جاری رکھا جائے تو بے حد مفید نتائج کا پیش خیمہ ہوگا۔ یہ فائدہ صرف خاتون ہی کو نہیں ہوگا بلکہ بچے کو بھی ہوگا۔ دراصل یہ مرحلہ دو افراد کی اچھی صحت کی تعمیر کا مرحلہ ہے۔ بلکہ اس سے پوری نسل کی صحت متاثر ہوسکتی ہے۔

ہومیو معالجین کے لئے اس شعبہ میں کارگزاری کے شاندار امکانات ہیں۔ شرط یہ ہے کہ انہیں موقع دیا جائے۔ پیدائش سے پہلے شفاخانوں کے فائدے ہیں مگر اصل کام سے بے توجہی کی جارہی ہے۔

اس زمانہ میں غذا کی بڑی اہمیت ہے۔ بوڑھی خواتین کیا کہا کرتی تھیں؟

''ماں کو دو افراد کی غذا لینی چاہیے''۔

مگر یہ بات بالکل غلط ہے۔ ایک لڑکی نے اس بات پر عمل کیا اور پہلے بچے کو جنم دیا۔ وہ دنیا بھر کی روغنیات استعمال کرتی رہی۔ کسی کام یا ورزش کے قریب نہ جاتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نومولود پندرہ پونڈ کا تھا۔ ولادت کا عمل بہت آہستہ اور کٹھن رہا۔ بڑے آپریشن کے نتیجہ میں ولادت ہوئی۔ بچہ ولادت کے دو دن بعد فوت ہوگیا۔ بچے کا وزن غذا سے کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ ولادت میں سہولت کے لئے بچے کا بہترین وزن ۶ پونڈ ہے۔ یقیناً یہ وزن دبلے بچے کا ہے۔ لیکن ابتدائی دنوں میں کمی وزن کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ جب کہ وزنی بچے ایک ہفتے میں ہی کم وزن سے دوچار ہو جاتے ہیں۔

حاملہ خاتون کے لئے بہترین غذا کیا ہوسکتی ہے۔ ابتدائی تین ماہ میں سبزیاں اور پھل ہیں۔ بغیر گوشت گذارہ ممکن ہو تو ہفتہ میں تین بار مچھلی کے گوشت کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر طرح کے گوشت سے بچا جائے۔

اس احتیاط کا فائدہ بہت ہو گا۔ ماں بالکل ٹھیک رہے گی۔ ولادت کے دوران کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ کسی آلے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ ولادت آسانی سے اور کم وقت میں ہو گی ۔ بچہ چھوٹا، پتلا مگر مضبوط ہو گا۔ یہ بات چالیس سال کی پریکٹس میں سچ ثابت ہوئی ہے۔ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے شرط یہ ہے کہ ماں ہدایات پر عمل کرے۔

بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے غذا کے بارے میں چند باتیں عرض کرتا ہوں:

سالم آٹے کی روٹی (چھان سمیت) جو کا دلیا، چھان، انڈے (دن میں زیادہ سے زیادہ ایک)، دودھ زیادہ سے زیادہ دس چھٹانک روزانہ، سبزیاں قدیم طریقے سے پکائی ہوئی یا ابالی ہوئی، کچی سلاد، آبی سلاد (اگر پسند ہو) اجوائن (بطور سلاد)، ٹماٹر شاغم، گاجر (مسلی ہوئی اور کدو کش) دیسی شاغم، بند گوبھی کا اندرونی حصہ، سبزیوں کی کونپلیں، گوبھی (سردیوں میں) پھلوں میں سے سیب، سنگترے، انگور، لیموں چھانٹ، کھجور، انجیر، تمام نرم پھل، (موسم میں زیادہ سے زیادہ)، مونگ پھلی (اچھی طرح کچلی یا چبائی ہوئی) اناجوں میں سے کسارا کی سوجھی، چاول وغیرہ، غیر مصفا چینی، (سفید چینی سے مکمل پرہیز کریں) مکمل آٹا، تازہ پنیر، کریم کا پنیر، گوشت سے مکمل گریز حتی کہ یخنی سے بھی۔ مارمائٹ اور سبزیوں کے جوس (ذائقہ کے لئے)

یہ خوراک چالیس سال کی عمر تک کے لئے بھی انتہائی مفید پائی گئی ہے۔ کوئی پیچیدگی کا باعث نہیں۔

کافی اور دیگر حرارت انگیز مشروب بالکل بند۔ دودھ، جو کا پانی اور پھلوں کے جوس۔

ادویہ میں صرف ہومیو پیتھک ۔ متوقع ماں کی صحت اس عرصہ میں ان احتیاطوں کے ساتھ بہترین معیار پر رکھی جا سکتی ہے۔ اگر عورت زمانہ حمل کے زمانے میں اچھی رہ سکتی ہے تو ولادت کے وقت معمولی تکلیف سے سرخرو ہو جائے گی۔ اس طرح سوسائیٹی میں صحت کی اعلیٰ مثال قائم ہو گی۔

سورائنم حمل کے زمانہ میں عورت کی عام صحت کو اور بھی شان دار بنا دے گی۔

مصنف کو ان دنوں کی یاد آ رہی ہے جب کہ اسے ولادت کے ایام کے قریب خواتین کی دیکھ بھال کرنا پڑتی تھی۔ ایک خاتون تپدق کے قریب تھی۔ انتہائی کمزور۔ خون کی کمی بہت نمایاں، دیکھنے میں بے حد لاغر، زرد رنگت، چپکنے والی جلد اور بال چکنے، چہرہ داغوں سے بھرپور، موٹی تازی، خوب توانا، جسم پر چربی چڑھی ہوئی، اسے قصباتی رہن سہن کبھی اچھا نہیں لگا۔ مزاج کے لحاظ سے وہ بہت تنہائی پسند ، بیزار اور روٹھی ہوئی۔ کلکیر یا کارب 30x اور بعد میں ٹیوبر کولینم نے اس کے رخساروں کو خوش نما رنگت دی۔ اس کے بعد اس نے شادی کا فیصلہ کیا۔ ان کا ایک بچہ ہوا۔ میں نے

خاندان کے ساتھ یہ طے کیا کہ جراثیم کش ایلوپیتھک ادویہ استعمال نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود ہم زچگی کے دوران تیز ترین لوشنز وغیرہ کے استعمال کی پوری تربیت رکھتے تھے۔ میں تجربہ کے لئے تیار تھا۔

مریض کو حمل کے دو ماہ بعد سے غذا کے استعمال میں سختی سے پابند رکھا گیا۔ مریضہ نے یہ پابندی پوری دلجمعی کے ساتھ کی۔ اس کی صحت بہتر ہوئی۔ پانچویں مہینے میں بدہضمی اور بعض ذہنی علامات ظاہر ہوئیں۔ خاوند سے بے رغبتی، اضطراب، رنجیدگی کے دورے، اپنے آپ کو زخمی کر لینے کی دھمکیاں، اس کے باوجود کہ وہ بچے کی ماں بننے جا رہی تھی۔ اس صورت میں اسے ...... سیپیا 1mx دی گئی۔ اضطراب، تند مزاجی اور اجتناب ختم ہو گیا۔ زندگی کی خوشگواری واپس آ گئی۔ کچھ عرصہ بعد انتڑیوں میں درد، ہلکی قبض اور ناف سے رسی کھنچنے کا احساس۔ یہ کیفیات ...... پلمبم سے ختم ہوئیں۔ اس کے علاوہ کوئی خاص شکایت سامنے نہ آئی۔ البتہ وزن میں کمی کی صورت بدستور تھی۔

یہاں تک کہ ولادت کا دن آن پہنچا۔ مجھے ہومیو طریقہ علاج پر مکمل بھروسہ تھا۔ میرا یقین تھا کہ سب کچھ معمول کے مطابق ہو گا۔ اگرچہ مروجہ دائیاں حیران تھیں کہ کسی جراثیم کش، لوشن، لیسول، ڈیٹول، یا مرکری لوشن تک کی ضرورت نہ ہوئی۔ وہ حیرانی سے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ ہم کچھ پاگل پن کا شکار ہیں۔ ان کے اندازے میں سب کچھ غلط ہو جانے کا خطرہ ہے۔ یقیناً ہم ہر طرح کی صورت سے نبٹنے کے لئے تیار تھے۔ ابلتا ہوا پانی، جراثیم کش پٹیاں، دستانے وغیرہ ہر چیز موجود تھی۔

ولادت کی دردوں کا حقیقی دورانیہ اٹھارہ گھنٹے سے کم تھا۔ ابتدا سے آخر تک ...... یہ پہلی ولادت تھی۔ دوسرے مرحلہ میں مریضہ کو کچھ بے چینی کی علامات پیدا ہوئیں۔ دردیں آہستہ تھیں، غیر موثر۔ اس کے لئے اس نے اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ کمر کے بل لیٹنے سے اس نے انکار کر دیا۔ اپنے کپڑوں کو پٹخنے لگی، گرمی کا احساس، کھڑکیاں کھول دینے کا مطالبہ، مزید ناقابل برداشت ہو گئی۔ پلساٹیلا کی ایک خوراک اونچی طاقت میں دینے پر پرسکون ہو گئی۔ درد زوردار ہو گئی۔ بچہ پیدا ہو گیا۔ بغیر کسی غیر معمولی تکلیف کے۔ کچھ خون بہہ رہا تھا۔ آرنیکا دی گئی۔ جس سے خون کا بہاؤ جلد ہی درست ہو گیا۔ پلاسینٹا نیچے آ گیا۔ معمولی سا پھاڑ پیدا ہوا۔ اس کی وجہ بچے کے کندھوں کی چوڑائی تھی۔ ہمیں دو تین ٹانکے لگانے پڑے۔ آرنیکا کھانے کیلئے اور کیلنڈولا لوشن استعمال کیا گیا۔ پٹیاں کیلنڈولا سے تر کر کے استعمال کی گئیں۔ زخموں کی صحت کا عمل تیزی سے شروع ہوا۔ روئی کے پیڈ استعمال کیئے گئے۔ بخار میں کوئی تیزی نہیں تھی۔ کسی طرح کی بے چینی بھی نہیں تھی۔ پاخانہ بآسانی سے ہو گیا۔ تین دن کے بعد چھاتی میں دودھ آ گیا۔ ہمیں کسی مرحلہ میں

کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ زخموں کی خرابی کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔ تمام زخم آسانی سے اور خوبی سے درست ہو گئے۔ اس کے لیئے ہمیں کسی غیر ضروری دخل اور اہتمام کی ضرورت نہ ہوئی۔ فطرت اپنے کام خود ہی انجام دے رہی تھی۔ دائیہ کیلنڈولا سے اندمال کے عمل پر حیران تھی۔ رحم سے معمولی اخراج پر بھی وہ تعجب کا شکار تھی۔

ایک اور کیس میں تمام مراحل بخیر وخوبی چل رہے تھے کہ ولادت سے چند یوم قبل خاوند نے کسی ماہر کے فوری انتظام کی خواہش کی۔ مریضہ کو ایسے ہسپتال کے پرائیویٹ وارڈ میں منتقل کر دیا جہاں ڈاکٹروں کو تعلیم دی جاتی ہے۔

وہاں اس کی پسلی ٹوٹ گئی۔ زچگی کی دردیں آہستہ اور سست رہیں۔ اسے مختلف ٹیکے لگائے گئے تاکہ اس مرحلہ کو تیز کیا جاسکے۔ کٹ بہت بڑا۔ بخار تیز ہوا۔ زخموں میں پیپ اور زہر کا اندیشہ ہوا۔ کمر درد مہینوں جاری رہا۔ رحم سے ڈسچارج سال بھر تک رہا۔ یہاں تک کہ ہومیو پیتھک علاج کی سفارش کی گئی۔ جس سے کمر درد اور لیکوریا ختم ہو گیا۔ اس کی وجہ رحم کی اینٹھن تھی۔ اس کے لئے اسے ---فریکسی نس امریکانہ اور سیپیا کی چند خوراکیں دی گئیں۔ تمام تکالیف ختم ہو گئی۔ پچکاری کے استعمال سے بچنا چاہیے۔ امریکہ جہاں زچگی کے لئے ہر مریض ہسپتال جاتا ہے۔ وہاں شرح اموات دوگنا ہے۔ بعض سالوں میں انگلینڈ میں یہ صورت اور بھی زیادہ گھمبیر ہے۔

گزشتہ ایک دو سال میں لوگوں کو باقاعدہ مہم کی صورت میں گھروں میں زچگی کے انتظام کی ترغیب دی گئی۔

بہرحال میں بطور مثال بیان کروں گا کہ لندن میں ایک میٹرنیٹی ہوم ہے۔ جس میں پندرہ ہزار ولادتیں ہوئیں مگر ایک بھی موت واقع نہیں ہوئی - ماؤں کو شروع ہی سے سبزیاتی غذا کے بارے میں ہدایات پر دے دی جاتی ہیں۔ اس کے لئے غذا کے اصول اچھی طرح ذہن نشین کرائے جاتے ہیں اور ان سے ان کی پابندی کرائی جاتی ہے۔

لندن کے مضافات میں ایک ہومیو پیتھک میٹرنیٹی ہوم ہے۔ (زچگی خانہ) جس میں پھلوں اور سبزیوں کی غذائی اور ہومیو ادویہ کے ذریعہ علاج کا انتظام ہے۔ یہاں بھی موت کے حادثات نہیں ہوتے۔

بہت سے گائینی ایکسپرٹ کہتے ہیں کہ پیدائش سے پہلے غذائی تخصیص کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ ملی جلی غذا بچے اور ماں دونوں کے لئے ضروری ہے۔

حقائق کا ادراک اور ان کی صداقت وقت کے ساتھ ہی واضح ہوتی ہے۔ یہ عمل بہت سست ہے مگر یقینی ہے۔ گوشت کے بغیر غذا زمانہ حمل میں اپنی افادیت ثابت

کر چکی ہے۔ فطرت نے ماں کو ماں بننے کی صلاحیت ودیعت کر رکھی ہے۔ سورج پھلوں اور غلے کو پکاتا ہے۔ جڑیں زمین کے نیچے موسم کے لحاظ سے آہستہ آہستہ پکتی ہیں۔

اگر خواتین معقول حد تک صحت مندانہ خوراک اپنا لیں اور ضرورت کے مطابق ہومیو علاج سے فائدہ اٹھائیں تو بیماری، اضطراب اور نا آسودگی سے چھٹکارا ہو جائے گا۔ شرح ولادت میں اضافہ ہو گا اور قوم میں صحت مند بچے پیدا کرنے کی صلاحیت بہتر ہو جائے گی۔ اعصابی معذور اور بیمار بہت ہی کم ہوں گے۔ ولادت کی اذیتیں اور وحشتیں ختم ہو کر حمل کی خوشیاں غالب ہوں گی۔ ہماری مائیں ولادت سے خوف نہیں کھائیں گی اور سوسائٹی میں اس کے فوائد عام ہو جائیں گے۔

زچگی میں شرح اموات دو سے چار فی ہزار تھی جو کہ سال ہا سال تک برقرار رہی۔ گذشتہ چار سال میں یہ شرح چار سے دو فی ہزار تھی۔

1939ء سے پہلے سے برطانیہ میں یہی کیفیت ہے۔ اس بارے میں زیادہ فرق غذا کا ہوا ہے۔ حاملہ خواتین ہر روز دس چھٹانک کا راشن پہلی ترجیح کے طور پر لیتی ہیں۔ وہ اضافی طور پر سنگترے کے جوس، مچھلی کا تیل اور ہفتے میں تین انڈے گوشت کی کمی دور کرنے کے لئے لیتی ہیں۔ ان کو زیادہ تر سبزیوں پر گذارا کرنا پڑتا ہے۔

شرح پیدائش میں عموداً اضافہ دلچسپ اور قابل نوٹس ہے۔ بہت سے لوگوں نے کچی سبزیوں کو خوراک کے کے طور پر اختیار کر لیا ہے۔ کچے، سبز پتے اور کچلی ہوئی کچی جڑیں بھی کھائی جاتی ہیں۔ غذائی کیمیا دانوں نے دریافت کیا ہے کہ سبز پتوں میں وٹامن ای کافی مقدار میں ہوتی ہے جو کہ تولیدی صلاحیت کو بہتر بناتی ہے۔ میں نے جو خیالات پیش کئے ہیں وہ درست ثابت ہوئے ہیں۔

مگر میں یہ گمان کرتا ہوں کہ جوں ہی گوشت کی فراہمی میں فراوانی آئے گی لوگ پھر سے گوشت فروشوں کے گرد ہجوم کریں گے۔

ہومیو علاج کی فطرت کی طرف مراجعت کی دعوت بے حد مفید ہے۔ ہزاروں پونڈ ریسرچ لیبارٹریوں پر خرچ کیے جا رہے ہیں تا کہ زچگی میں خون میں زہریلے اثرات پھیلنے کے اسباب معلوم کیے جا سکیں۔ جراثیم سے خوف و وحشت ختم ہو جائی گی۔ شرط یہ ہے کہ مائیں درست غذا اور سادہ رہن سہن سے صحت کی فطری صلاحیت پیدا کر لیں۔ اس کی مدد سے وہ بیماری کے جم جانے کے خلاف موثر سد باب کر سکیں گی۔ بیکٹیریا کے بارے میں بھول جائیں۔ صاف ستھرے پھلوں کے جوس کو غذا بنا کر ہومیو علاج اختیار کریں۔ کول تار سے تیار کردہ دواؤں کو استعمال نہ

کریں۔ گائنی پر ڈاکٹر گوریسی کی ایک کتاب ہے جس کا ذکر یہاں بہت مناسب ہے۔ بعض پہلوؤں سے اس کتاب کو قدیم خیال کیا جائے گا مگر میں اس کے بغیر رہنا پسند نہیں کرتا۔ یہ کتاب میرے لئے بہت معاون ہے۔ اور ہر قسم کی ممکنہ صورت حال پر حاوی ہے۔ اس سے مدد لی جائے تو زیادہ تر آپریشنوں اور ہلاکتوں سے بچا جا سکتا ہے۔

برطانیہ، آئر لینڈ اور امریکہ میں ایسے معالج موجود ہیں جنہوں نے طبی تجربات سے ہومیوپیتھی کی افادیت ثابت کی ہے۔ اس سے زچگی کے معاملات میں صحت مند اولاد پیدا ہوئی ہے۔ یقینی طور پر آئندہ زمانوں میں ہومیو پیتھک اصولوں کو دنیا بھر میں اختیار کر لینے کا رجحان قوی ہو گا۔

(VI)

ہومیوپیتھی-حفاظتی علاج

بیماریوں کی روک تھام ہوائی بات ہے۔ غذائی مطلب پھیل رہے ہیں۔ دودھ اور اضافی غذا مفت مہیا کی جارہی ہے۔ ہونے والی ماؤں کو ہر قسم کے صحت کے مسائل میں مشورے وائرلیس پر دیئے جارہے ہیں۔ مگر ہمیشہ کی طرح محفوظ اور یقینی حفاظتی طریقہ علاج کے طور پر ہومیوپیتھی کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ یہ موضوع متنازعہ ہوسکتا ہے۔ مگر میں یہ جانتا ہوں کہ سادہ اور پرانے طریقے سے پکی ہوئی سبزیاں کچھ کچی غذا جیسے سلاد، پھل اور سالم آٹے کی روٹی اور گوشت کے استعمال میں کافی کمی اور ہومیو علاج بڑی عمر میں بیماریوں سے بچت کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔ عشروں پر نظر ڈالی جائے تو اٹھارہ بیس سال پہلے کرائے گئے علاج کے برے اثرات یاد آسکتے ہیں۔

ایک اچھے سائز کے خاندان جس میں چارلڑکیوں اور دولڑکے ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑے کی عمر اٹھارہ سال ہے۔ شبکوری کے مرض میں ہومیو علاج کے لئے لایا گیا مگر جوڑوں کا درد اور عرق النسا کا مرض زیادہ پریشان کن تھا۔ ایلوپیتھک علاج سے وہ دو ہفتے تک رینگتا رہا۔ جس کے بعد اس کا سائنسی طور پر ہومیو اصولوں پر علاج کیا گیا۔ رسٹاکس اور برائی اونیا دوائیں تھیں۔ تین دن کی تکلیف کے بعد شفا ہوگئی۔ گوشت سے پاک غذا نے تکلیف کا اعادہ روکے رکھا۔

اسے انفلوئنزا اور کھانسی کی تکالیف جنوری کے شروع میں آتی ہیں۔ یہ امراض کم وبیش دو ہفتے تک گھر میں مقید رکھتے ہیں۔ کئی ہفتوں تک نزلہ، دائیں پھیپھڑے میں درد، گھیرے رکھتا ہے۔ اسے بتایا گیا کہ تکلیف کی ابتدائی علامات شروع ہوں تو کاربوویج، برائی اونیا یا اپیکاک نزلہ کو صاف کردیتی ہے۔ پھیپھڑوں تک پھیلاؤ کو روک دیتی ہے۔ کالی کارب ایک مزاجی دوائی ہے۔ انفلوئنزا کے اختتام پر دائیں جانب کے نمونیے کو تیزی سے ختم کردیتا ہے۔

مگر اس خاتون کا معمول کا روگ حیض کی تکالیف تھیں۔ حیض بافراط، پردرد، نتیجتاً شدید کمزوری اور نقاہت۔ اس نے مختلف دوائیں لیں۔ اپیکاک، سیپیا کافی لے چکی تھی۔ اسے ایک حادثے میں دائیں ٹخنے پر چوٹ لگی۔ سال تک اس کا ہر ہفتے معائنہ ہوتا رہا۔ ٹخنے کے جوڑ میں شدید موچ نے کئی ہفتے تک چلنا مخدوش بنا دیا تھا۔ پاؤں، ٹانگ اور کولہے کے پٹھے مجروح ہوئے اور مریضہ لنگڑانے پر مجبور تھی۔ بہرحال آرنیکا کے بعد رسٹاکس، روٹا اور پھر کلکیریا کارب کی مسلسل تکرار اور مالش، سینک اور ریڈیائی روشنی اور رسٹو الیکٹرک سے چوٹ درست ہوئی اور اب جوڑ

بالکل ٹھیک ہے۔ تکلیف دوبارہ ہوئی ہے اور نہ ہی جوڑوں کا مسئلہ پیدا ہو۔ ہومیو پیتھی اور فزیو تھراپی سے سب کچھ ٹھیک ہوا۔ حیض کی بندش کا مرحلہ بھی بغیر تکلیف سے گزر گیا۔ اب وہ سخت سے سخت کام کر سکتی تھی۔ اس کے بالوں میں مشکل ہی سے کوئی بال سفید تھا۔ وہ اپنی عمر کے لحاظ سے کم عمر محسوس ہوتی۔ اس کی والدہ تسلیم کرتی ہے کہ وہ حیران کن حد تک صحت مند لگتی ہے۔ وہ خود اس عمر میں ہمیشہ بیمار رہتی تھی۔

مریضہ مذکورہ کی صحت کا اس کی تین بہنوں کی صحت سے مقابلہ دلچسپ ہے۔ سب کو حیض کا مسئلہ رہا۔ حیض بافراط، پر درد، ایک کے رحم میں جوف بن گئی تھی، جس کی بنا پر رحم نکلوانا پڑا۔ دوسری بہن کے رحم میں ریشے دار رسولیاں تھیں۔ جس کی بنا پر رحم کا زیادہ تر حصہ کٹوا دینا پڑا۔ سب سے چھوٹی بھی اسی راستے پر جا رہی تھی۔ اسے بھی رسولی کے اندیشے کے تحت آپریشن کرانا پڑا۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ تمام بہنوں میں سے ایک ہی بہن صحت مند ہے جس نے ہومیو علاج کیا۔ یہ بات وہ خود مانتی ہی نہیں بلکہ اس کا ہر موقعہ پر اعتراف بھی کرتی ہے۔

اگر یہ ایک واقعہ ہو تو ہم اسے اتفاق کہہ سکتے ہیں۔ مگر ایسے اتفاقات آئے دن سننے میں آتے ہیں۔ ہومیو معالج مریضوں کو آپریشن سے بچانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس طرح دراصل وہ مستقل معذوری سے بچاتے ہیں اور مریض زیادہ صحت مند ہوتے ہیں۔ یہ حقیقی روک تھام ہے۔

خاتون جس کا اوپر ذکر ہوا ہے، سال ہا سال سے تجویز کردہ غذا لے رہی ہے۔ وہ سبز رنگ کی سبزیاں، سبزیوں کا پانی، سلاد اور پھل روزانہ لیتی ہے۔ اس طرح شاندار صحت سے لطف اندوز ہو رہی ہے۔ وہ ہومیو پیتھی اور مناسب غذا کا جیتا جاگتا اشتہار بن گئی ہے۔

دوسرا مریض ایک نوجوان عورت ہے۔ جب وہ ہومیو پیتھی کی جانب متوجہ ہوئی تو اولاً وہ ہومیو پیتھی سے ناواقف تھی۔ اچانک واقف ہوئی۔ وہ پتلی دبلی اور نازک تھی۔ اسے اکثر سردی لگ جاتی جو کہ انفلوئنزا کی شکل اختیار کر لیتی۔ وہ ایسی مخلوق تھی جو ہر وقت ہاتھ میں تھرمامیٹر رکھتی۔ تھرمامیٹر اس کے لئے ایسے ہی ناگزیر ہو گیا تھا جیسے کہ بہتے ناک کے لئے رومال کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب سے اس نے ہومیو علاج شروع کیا تو اسے ماننا پڑا کہ اس طریقہ علاج میں زیادہ اعتماد پایا جاتا ہے۔ اس کو یقین ہو گیا کہ چوبیس سے اڑتالیس گھنٹوں میں صحت یاب ہو جائے گی۔ گلپھڑے کی تکلیف میں وہ دو تین ہفتے تک بستر پر محدود ہو کر رہ جاتی۔ اسے بخار ایک، دو، اور چار درجہ تک رہتا۔ علاج میں اسے پسینے لائے جاتے۔ اس زمانے میں وہ ہومیو پیتھی سے آشنا نہیں تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے کہنے میں انتہائی کمزور، شدید دباؤ کا شکار، قولنج میں مبتلا ہو کر آئی۔ ذہنی دباؤ گلپھڑوں کے نتیجہ میں تھا۔ ہومیو علاج میں گلپھڑوں میں ذہنی دباؤ کا کوئی سوال ہی نہیں۔ حتیٰ کہ

کسی بچے کو بھی ایسی صورت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ مزید براں صحت ایک ہفتے کے اندر اندر ہو جاتی ہے۔

یہاں پوری تفصیلات غیر متعلق ہوں گی۔ البتہ اتنا ذکر کافی ہے کہ خاتون کو دباؤ کے علاوہ قولنج کی تکلیف تھی۔ مرض کے مواد سے ہومیو اصول کے مطابق 30 اور 200 طاقت کی دوا تیار کی گئی۔ اس کے ایک کورس کے بعد پلسا ٹیلا 30 اور 200 کے ذریعے تین ماہ میں قولنج اور ذہنی دباؤ دونوں سے نجات ہو گئی۔ رسٹاکس کے بعد گلے ہو جاتے۔ اس طرح اسے رسٹاکس کو سٹاک میں رکھنا پڑتا۔ تکلیف کے آثار ظاہر ہوتے تو وہ ایک دو خوراک لے لیتی اور معاملہ ٹھیک ہو جاتا۔ اس نے بتایا کہ گیارہ سال میں اسے ایک روز کے لئے بھی بستر پر رہنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ ایک بار گرمی کے موسم میں گلے خراب ہوئے، ٹانسلز سیاہی مائل پر درد اور بہت پھول گئے۔ پائیٹیا نے شروع میں فائدہ دیا مگر اندازہ ہوا کہ وہ بہت حساس ہیں۔ چھونے میں خاص طور پر زیادہ حساس۔ پیروں کو موڑنے میں حساس۔ بیلا ڈونا کی دو تین خوراکوں سے صحت یاب ہو گئی۔ اس کی مزاجی دوائی سلیکا تھی۔ اسے یہ دوا فوراً اثر کرتی۔ بچپن سے لے کر اب تک اس میں اچانک پھسلنے اور گر جانے کا رجحان موجود تھا۔ اس کے جسم پر اس کے بہت سے نشانات تھے۔ اس کے گھٹنے تو خاص طور پر زخم خوردہ رہتے۔ اسے سردی بہت لگتی، کپڑوں سے لدی رہتی۔ اس میں اعتماد کا فقدان تھا، وہ منظر سے پیچھے رہنے کی عادی تھی، لوگوں سے ڈرتی۔ بہت کچھ سلیکا کی تصویر تھی۔ سلیکا سے اس کا کردار تک بدل گیا۔

گذشتہ سردی میں گھریلو دباؤ اور پریشانی کے بعد اسے شدید خارش ہو گئی۔ تمام جسم پر شدید کھجلی، دھونے سے شدت اور اندرونی طور پر سردی محسوس کر رہی تھی۔ ہڈیاں برف کی طرح سرد محسوس ہوتیں۔ سلفر 1m صرف ایک علامت پر کہ خارش کو دھونے سے شدت۔ حیرانی یہ تھی کہ برف کی طرح سردی کا احساس بھی جاتا رہا۔ سلفر کی تفصیل کینٹ ریپرٹری میں:

''برف جیسی سردی کا احساس۔ میں نے سلفر کو ہمیشہ ایک گرم دوا خیال کیا ہے۔ ایک دوا جس میں گرمی کی شدت محسوس ہوتی ہے۔''

بہر حال سلفر بدلتی کیفیات کی دوائی ہے۔ اس کے بغیر گذارہ نہیں۔

اس مریض نے اگلی خزاں میں سردی کی شکایت کی۔ ابھی سردی کی شدت کافی باقی تھی۔ میں نے اسے دوائی کا وعدہ کر لیا۔ ...... سلیکا 10mx، ایک خوراک دی۔ بعض کہتے ہیں کہ اونچی طاقت میں کچھ نہیں۔ چوبیس گھنٹے میں شدید طوفان اور سردی کی لہر آئی۔ یقین کریں یا نہ کریں کہ میں نے مریضہ سے پوچھا کہ وہ اس سردی میں کیا محسوس کر رہی ہے۔ میرے لئے حیرانی کی بات

تھی کہ اس نے اسے ذرا بھی محسوس نہیں کیا۔

دراصل ہومیو ادویہ کی اونچی طاقتیں جسمانی میکانزم کو باقاعدہ بنا کر مزاج تک بدل دیتی ہیں۔ حتیٰ کہ مریض پہچانا بھی نہیں جا سکتا۔

میرا زور اس بات پر ہے کہ مرض کی پیشگی روک تھام میں ہومیوپیتھک ذرائع کی افادیت واضح کروں۔ اس خاتون کے جوڑوں کی تکلیف دور ہو گئی۔ اس کے گلے کی خرابی تھی، ماضی بن گئی۔ ٹانگ، کندھے کی تکلیف دوبارہ نہ ہوئی۔ اس طرح ہومیو علاج نے جوڑوں کی تکالیف کو مستقل مرض بننے سے روکا۔

کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اصول بالمثل کی کارفرمائی سے امراض کی روک تھام ہوتی ہے۔

سلیکا کا ایک اور عمل پسینے کے غدود پر بھی ہے۔ پسینہ بافراط اور بدبودار تھا۔ پھر یہ پسینہ سارا سال رہتا، یہاں تک کہ سردیوں میں بھی۔ بیشتر دوائیں آزمائی گئیں مگر کوئی خاص فائدہ نہ ہوا۔ سلیکا نے ان ناخوشگوار علامات کو دور کر دیا۔ اس کا علاج مسامات پر بیرونی دوائی لگانے میں نہیں۔ اس طرح مسامات بند ہوں گے۔ سلیکا بدبو کی مستقل دوا نہیں۔ یہ امر یاد رکھنا پڑے گا کہ ہومیوپیتھی میں علاج مریض کی انفرادیت کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ ہر شخص کو ایک یونٹ کے طور پر لیا جائے گا۔ اس طرح اس کا بھرپور مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جسم کی بدبو ایک علامت ہے۔ ضروری نہیں کہ بہت اہم ہو۔ یہ بدبو کسی بھی ایسی دوائی سے دور ہو جائے گی جو مریض کی اہم علامات پر حاوی ہو۔ یہ موقعہ ہے جب کہ معالج کی ذہانت اور تجربہ کام آتا ہے۔ اسے بنیادی علامات متعین کرنا پڑتی ہیں۔ اس طرح وہ درست دوا تک پہنچتا ہے۔ وہ حقیقی علاج انجام دیتا ہے۔ دل کا مرض، تپدق، حتیٰ کہ کینسر تک کو ابتدائی ایام میں روکا جا سکتا ہے۔

ٹانسلز کا علاج

موسمی تکالیف میں سے سردیوں کے بخار اور ٹانسلز نے 1933ء کی خزاں میں وبائی حملہ کی شکل اختیار کر لی۔ وجہ طویل گرمی اور خزاں کی طوالت تھی۔ گلیاں جراثیم سے بھر پور، گرد سے اٹی ہوئی تھیں۔ صحت کے حکام راستوں میں پانی پھینکنے میں بخیل واقع ہوئے۔ چنانچہ گلے کے امراض پھوٹ پڑے۔

میں نے خود کو تکلیف میں محسوس کیا۔ ابتدا میں شدید تھکاوٹ، سر درد، کمر درد، کبھی گرمی اور کبھی سردی، حرکت کے دوران کپکپاہٹ۔ ان کیفیات میں میری پسندیدہ دوائی...... نکس وامیکا۔ مگر دوا اچھی ثابت نہ ہوئی۔ تھکاوٹ نہ گئی البتہ سردی کا احساس ختم ہوا۔ چند علامات ختم ہوئیں۔ مطلب یہ نہیں کہ حاد مرض کی کسی دیگر تصویر کی تلاش ضروری ہے۔ میں نے نوٹ کیا کہ میرا نرم بستر سخت محسوس ہوتا ہے۔ جسم جیسے کچلا ہوا ہو۔ جیسے گرنے سے چوٹ لگی ہو۔ گلے میں درد اور خراش کانوں تک جاتی تھی۔ میں گرم چائے نہیں لے سکتا تھا۔ سنگترے کے ٹھنڈے جوس کو پسند کرتا ہوں۔ ٹانسلز نمایاں ہیں۔ سرخ، زرد تہ جمی ہوئی، یہ علامات ---فائی ٹولاکا میں مخصوص ہیں۔ فائی ٹولاکا 30x کی ایک خوراک دی گئی۔ زرد تہ ختم ہوگئی، بخار کم ہوا- بعد کے لئے ہر بارہ گھنٹے بعد اس کی مزید خوراک دی گئی۔ آخری خوراک کے طور پر 200 طاقت دی گی -وہ تین دن میں اپنے کام پر واپس آنے کے قابل ہوگیا۔ اس علاج میں کسی غرارے کی ضرورت ہوئی، نہ گلے ملنے کا مرحلہ ہوا۔ افاقہ کی رفتا بھی کافی زیادہ تیز تھی۔

(1)

میرے پاس ٹانسلز کے بہت سے کیسز ہیں۔ میں مختلف ادویہ استعمال کرتا ہوں۔ ایک نوجوان خاتون تھوک نگلنے میں دقت محسوس کرتی، گلا خشک، گلہڑ بھی موجود تھا۔ ٹانسلز کے مریضوں میں یہ عام علامات موجود ہوتی ہیں۔ ان کی دوا کے انتخاب میں کوئی خاص اہمیت نہیں۔ ٹانسلز کا رنگ بھورا سرخی مائل، ٹانسلز کی ابتدا بائیں جانب سے ہوئی۔ وہ گرم مشروب برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ چائے نگلنا ناممکن تھا۔ چائے تو ایسے تھی جیسے پھنس جائے گی۔ وہ رات کو تکلیف میں شدت محسوس کرتی۔ گلا جکڑا ہوا، جکڑن سے بیدار ہو جاتی، تھوک لیسدار اور لمبی لمبی تاروں کی طرح۔ دوائی علامات کے لحاظ سے--- لیکیسز -30 چار خوراکیں دن میں۔ شام تک مریض صحت مند قرار دیا جاسکتا تھا۔

(2)

ایک اور بچہ گلے کی خرابی کی شکایت کے ساتھ آیا۔ اسے تکلیف دائیں جانب سے شروع ہوئی تھی۔ وہ گرم مشروب پسند کرتا تھا۔ مزید کوئی علامت سامنے نہ آ سکی۔ اسے ...... لائیکو پوڈیم **6x** دی گئی۔ دن بھر کے لئے چار خوراکیں۔ ایک دن کی دوائی سے وہ درست ہو گیا۔

ٹانسلز کے شدید ترین حاد کیس میں عام ادویہ موثر نہیں ہوتیں۔ میں نے فائی ٹولاکا، مرک سال آزمائی، کیوں کہ زبان بے حد میلی تھی۔ کمزوری، منہ سے شدید بدبو کی علامات موجود تھی۔ کسی دوا نے کام نہ کیا۔ حالانکہ پسینے کے بعد کمزوری، نقاہت نمایاں تھی۔ مریض لیٹے رہنے پر مطمئن تھا اور کوئی علامت واضح کرنے سے قاصر تھا۔ صرف یہ بات،

''میرا گلا خراب ہے۔ نگل نہیں سکتا، آرام چاہیے'' کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

مریض پر کئی روز تک مختلف ادویہ آزمانے کے بعد میں نے مرکیورس پروٹیاڈیٹس کو دیکھا۔ دائیں جانب کا ٹانسلز سوزش زدہ تھا جو کہ بائیں جانب تک بڑھا ہوا تھا جس سے لائکو پوڈیم کی نشان دہی ہوتی تھی مگر وہ گرم مشروب پسند نہیں کرتی تھی۔ گردن اور کان کے ساتھ والے غدود بہت پھولے ہوئے اور دکھتے تھے۔ گلا بلغم سے اتنا پٹا ہوا کہ نظر ہی نہیں آتا۔ زبان جڑ کے مقام پر زرد اور موٹی تہ جمی ہوئی تھی۔ کھانا دیکھتے ہی متلی ہونے لگتی۔ مریض سے تیز بدبو آتی تھی۔ پیٹ سخت اور چھونے میں تکلیف کا باعث تھا۔ شدید قبض جو کم و بیش پاخانے کی بندش کی حد تک۔ زور لگانے سے چھوٹی چھوٹی گانٹھیں ہی خارج ہو سکتی تھیں۔

مریضہ کا ایک ڈاکٹر دوست اسے دیکھنے آیا۔ اس کا اندازہ تھا کہ مریض کو ٹھیک ہونے میں پندرہ دن لگیں گے۔ مرکیورس پروٹویاڈس **10-M** نے تیزی سے اس کی حالت بدل دی۔ رات گزرنے پر ہی سب کچھ بدل گیا۔ گلا بہتر تھا، ٹانسلز پر ابھار ختم ہو گئے، آواز صاف ہو گئی، زبان پہلے سے صاف، تیز بدبو محسوس ہی نہ ہوتی تھی۔ مرک سال نے کام نہ کیا تو مرکیورس پرو نے کسر نکال دی۔ مریضہ نے کھانا لطف و شوق سے کھایا۔ مرکیورس پرو کا اعادہ پر اثر ہوتا ہے۔

تین دن بعد ایک خوراک درد اور بدبو کے ظاہر ہونے پر۔

(3)

اس کیس کے ساتھ ہی مجھے ایک اور کیس بھی یاد آتا ہے۔ گلے کا کیس۔

مریض مردوں کی طرح پڑا ہوا، کوئی حس و حرکت نہیں، کوئی چیز نگل نہیں سکتا، آدھا ہوش میں، بائیں جانب زیادہ متاثر تھی۔ تھوک بافراط بہہ رہا تھا۔ گلے سیاہی مائل سرخ تھے۔ گلے کی خراب حالت سے وہ ڈوبتا ہوا نظر آتا تھا۔

مجھے بڑی تشویش تھی۔ مجھے سرجن کو بلوا کر پھنسی کٹوا دینا چاہیے تھے، گلے کے نیچے دیکھنا ممکن نہ تھا۔ وجہ یہ تھی کہ منہ کھلتا ہی نہیں تھا۔ یہی موقعہ تھا کہ میٹیر یا میڈیکا کی کتابوں کو کھنگال کر کچھ نکال لایا جائے۔ میں نے اسے مرکیورس بیاڈیٹس کی 10mx طاقت کی ایک خوراک دی۔ دس منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ مریض کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یہ ٹوٹ گیا۔

اس نے قے کرنے کی کوشش کی۔ چند لمحوں بعد بڑی مقدار میں تعفن والی پیپ الٹ دی۔ یہ حیران کن بات تھی کہ taxaemia کی علامات کتنی تیزی کے ساتھ ختم ہو گئیں۔ موت اس کے اردگرد منڈلا رہی تھی۔ مگر اگلے روز آپ اسے اس طرح سے نہیں دیکھ پائے۔

(4)

ٹانسلز کا ایک مریض اس سے مختلف نوعیت کا تھا۔ اسے سر درد بہت شدید تھا۔ روشنی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ گلا بے حد سرخ اور سوجھا ہوا، چہرہ سرخ اور گرم اور گردن میں پھڑکنیں، بیلا ڈونا دوائی تھی۔ اس سے گلا صاف ہو گیا۔

ٹانسلز کی کئی دیگر مہمات ذہن میں تازہ ہو گئیں۔

دکھتا ہوا گلا برے ہمسائے کی طرح ہے۔ وہ اپنی ضرورت کے وقت تو گدھے کو بھی باپ بنا لیتا ہے مگر جب صورت حال اس کے برعکس ہو تو پہچاننے سے بھی انکار کر دے۔ اس وقت وہ کوے سے چمٹ جاتا ہے۔

(5)

ٹانسلز سے متعلقہ ایک مہم دماغی ہسپتال میں پیش آئی۔ ہسپتال کے حکام مریضوں کو جواز سے زیادہ حد تک گرم اور دواؤں کا اسیر بنا دیتے ہیں۔ کھلی کھڑکیوں پر وہ تیوریاں چڑھاتے ہیں، ان کو بند رکھنے کے لیے ایک شخص پہرہ پر رہتا ہے۔ ایک روز میں باہر لیٹے ہوئے گلے میں خرابی محسوس کرنے لگا۔ جو تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ صدر فزیشن نے چار بار مجھے دیکھا، وہ پریشان تھا۔ بخار 104 درجے تھا۔ وہ بڑبڑایا اور اس نے اپنے سر کو جھٹکا۔ اس نے سلی سائکیٹ اور گلے کی گدیوں کے استعمال کی ہدایت کی۔ میں نے اس کی ہدایات کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔ نرسوں کی دیکھ بھال نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس طرح میں اکیلا ہی رہا۔ چھتیس گھنٹے بعد مجھے اپنے پیشے کے افتخار اور زندگی کی محبت نے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ میں نے اپنی مدد آپ کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے ایک مریض کو چوری چھپے باہر بھیجا تا کہ میں دوسروں کے علم کے بغیر مرضی کی دوا لے سکوں۔ میں نے بیلا ڈونا-3x اور مرکیورس ڈیولس -3x ادل بدل کر لینا شروع کی۔ ہومیو علاج میں دواؤں کو ادل بدل کر لینا ایک پرانا فیشن ہے۔ میں لڑکھڑاتے ہوئے باتھ روم میں آیا۔ مجھے اچھی طرح یاد

ہے کہ میں نے گیلے تولیوں سے اپنی کمر اور چھاتی کو لپیٹ لیا۔ وزٹنگ فزیشن کے لئے یہ بات حیران کن تھی کہ اگلی ہی صبح کو بخار نیچے آ گیا۔ گلا بھی تیزی سے درست ہو رہا تھا۔ اس کی حیرانی چھپ نہ سکی اور اس نے کہا کہ اس کے اندازے کے مطابق مجھے کم از ایسٹر تک بستر میں محدود رہنا چاہیے تھا۔ ایسٹر میں ابھی پانچ دن باقی تھے۔ میں نے ناتوانی میں مسکرانے پر اکتفا کی۔ دو دن بعد اس نے مجھے بستر چھوڑنے کی اجازت دے دی۔ میری حالت کے پیش نظر اسے یہ اجازت دینا پڑی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس نے سٹیو وارڈ کو یہ ہدایت کی کہ مجھے ٹانک کے طور پر روزانہ دو بوتلیں بیئر کی بطور ٹانک مہیا کی جائیں۔ یہ بوتلیں میرے بجائے سٹیو وارڈ پی لیتا۔ میں خود بھی ہومیو ادویہ کے تیز رفتار اثر پر حیران تھا۔ ایک روز میں گور کنارے نظر آتا تھا مگر اگلے ہی دن میں ہشاش بشاش تھا۔ اس تیز رفتار صحت یابی کا تمام تر کمال اور کریڈٹ ایلو پیتھ میرے جسم کی مضبوطی کو دیتے۔ مگر ایلو پیتھک ہسپتال نے میرے اعتماد کو آسمان سے تحت السرا تک پہنچا دیا۔

(6)

تھوڑا عرصہ پہلے مجھے ایک اور چیلنج کا سامنا کرنا پڑا۔ مجھے بخار نے دوبارہ گھیر لیا۔ زبان پر موٹی سی تہ، تھکاوٹ، کمر میں رگڑ جیسی درد، پورے جسم میں دکھن، نگلنے میں مشکل، خاص طور پر زبان کی جڑ میں بایاں ٹانسلز پر بڑا زرد زنگ کا کیل، کھانے کی خواہش ختم، گرم مشروب کا نگلنا ناممکن، سنگترے کا ٹھنڈا جوس بہت اچھا لگے۔ یقیناً یہ علامات ...... فائی ٹولاکا کی ہیں۔ چونکہ چوبیس گھنٹے میں میرا کام پر واپس آنا ضروری تھا۔ لہذا میں نے اسے دو دو گھنٹے کے وقفے سے 30 طاقت میں لینا شروع کیا۔ اصول کے تحت کوئی شخص اپنے آپ پر تجربہ کر سکتا ہے اور اسے دیکھنا چاہیے کہ ایک خوراک سے اس پر کیا اثر ہوتا ہے۔ دوا کی خوراک لے کر انتظار کرنا چاہیے۔ چوبیس گھنٹے بعد میں بالکل درست تھا اور گھنٹے بھر کا لیکچر دے سکتا تھا۔ اس لیکچر کے بعد مجھے تکلیف واپس آتی ہوئی محسوس نہ ہوئی۔ دو دن تک میں نے فائٹو لیکا لینے کے بعد دوا بند کر دی۔ کسی دیگر دوا کی ضرورت نہیں پڑی۔ کیونکہ میں بالکل تندرست تھا۔

عام طور پر وقتی ادویات کے بعد خاص طور پر ٹانسلز میں یا خراب گلے میں مزاجی ادویہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن کسی دوائی کا جسم علامات کی بنا پر تقاضا نہ کرے تو تھکاوٹ، کمزوری، معمولی کام پر حرارت، بستر میں حرکت، ٹیلیفون پر بات یا کام کا سوچنے پر طبیعت کا غیر آمادہ اور گرانی محسوس کرنا جیسی صورتوں میں بہترین دوائی ...... سلفر ہے۔ یہ حرارت اور بے آرامی، تھکاوٹ اور کام سے بے زاری کو مختصر وقت میں ختم کر دیتی ہے۔ ٹانسلز کے بعد کی کمزوری میں سلفر کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

مجھے ایک ڈاکٹر دوست یاد ہے۔ اسے ٹانسلز کی خرابی کے دورے پڑتے رہتے تھے۔ وہ ہمارے دائرہ علاج سے باہر تھا۔ وہ سیلی سائیلیس اور تیز ترین جراثیم کش غرارے استعمال کرنے کی شوقین تھی۔ غرارے میں کلورین اور ہائیڈروجن پراوکسائیڈ کے غرارے جن کو وہ ادل بدل کر استعمال میں لاتی۔ پھر کمزوری کے لئے کونین کو بطور ٹانک لیتی۔ اس طرح وہ اپنی صحت کو ایک سطح پر رکھتی۔ بیماری اور اس وجہ سے کام سے غیر حاضری کا دورانیہ دس دن تھا جب کہ ہومیو علاج میں یہ مدت چوبیس گھنٹے سے بہتر گھنٹے ہے۔

عقل عام تو یہی کہتی ہے کہ ہومیو علاج خراب گلے کی ہر صورت میں بہترین علاج ہے۔ مروجہ طریقہ علاج اس میدان میں ہومیو پیتھ علاج کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیوں نہ ہومیو علاج کو پورا موقعہ دیا جائے۔

ہماری مرطوب آب و ہوا میں گلے کے جوڑوں کی دکھن بہت عام ہے۔ اس کا عام علاج ٹانسلز کی قطع و برید ہے۔ مگر اس سے مرض کے اعادہ کو نہیں روکا جا سکتا۔ یہ بدقسمتی ہے۔ اس وجہ سے اس جراحتی عمل پر اطمینان کیسے ہو سکتا ہے۔ ٹانسلز اور گلے میں بار بار تکلیف ہوتی ہے جو کہ ٹانسلز کٹوانے سے پہلے کے مقابلے پر زیادہ شدید ہو جاتی ہے۔ آپ خود روز دیکھتے ہیں کہ بیماری کا مواد دور کر دیا جاتا ہے مگر سبب برقرار رہتا ہے۔ جب کہ ہومیو پیتھی کے ذریعہ سبب آسانی سے بلا درد اور کانٹ چھانٹ کے دور کیا جا سکتا ہے۔

(7)

میرا ایک دوست گلے کی مفاصلی تکلیف میں تھا۔ سال ہا سال سے وہ اس روگ سے پریشان تھا۔ ٹانسلز کاٹ دیئے گئے۔ گلا کھل گیا۔ مگر وہ لنگڑے پن کا شکار ہو گئی۔ کئی بار تو نوبت معذوری تک پہنچ گئی۔ گلے اور ٹانسلز کی تکالیف مرطوب موسم میں عام طور پر واپس آ جاتی ہیں۔ (کلکیریا، ڈلکامارا، ہیپر، رسٹاکس) گلا سوجھ کر بند ہو گیا ہو۔ نگلنے میں گھٹن اور درد کا احساس اور ایسے جیسے گلا پھٹ جائے گا۔ یہ تمام علامات رسٹاکس میں موجود ہیں۔ رسٹاکس **6x** تکرار کے ساتھ دی گئی۔ گلا جلد ٹھیک ہو گیا۔ کسی علالت کے ابتدائی اثر پر یہ دوائی ایک دو خوراکوں سے تکلیف کے دوبارہ حملہ کو روکنا آسانہ ہو گیا۔ ہومیو علاج کی یہ کتنی زبردست کامیابی ہے کہ مریضہ کو کبھی ایک روز کیلئے بھی کام سے غیر حاضر رہنے کی ضرورت نہ پڑے۔

حاد یعنی وقتی تکالیف کے علاج میں بہت خوشی ہوتی ہے۔ ہومیو پیتھی ادویہ ایسے کیسوں میں بے حد تیزی سے اثر کرتی ہیں۔ اس صورت حال سے ناواقف ڈاکٹر اور پبلک پر ترس آتا ہے۔ اسپرین اور اس کی دوسری صورتیں اور پوٹاشیم کلورائیڈ کے غرارے بہت آہستگی سے عمل کرتے ہیں۔

میں نے ان کو ایک سرجن کے مشورہ سے آزمایا مگر ہومیو ادویات کے خوش گوار اور تیز رفتار اثرات کی بنا پر ان کو چھوڑ دیا۔

ٹانسلز اور گلے کی تکالیف کے پے در پے حملوں پر وقتی تکلیف کا علامات کے لحاظ سے علاج کیا جانا چاہیے۔ حاد دوائی کا دورانیہ تھوڑے وقت کے لئے ہوتا ہے۔ تکلیف کے اعادے کو روکنے کے لئے مزاجی دوائی ضروری ہے۔ اس کے لئے بہت سی ادویات سے انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ یہ سلفر، کلکیریا، برائٹا کارب، سلیکا، لائیکو پوڈیم، فاسفورس یا کوئی دوسری دوائی علامات کے مطابق ہوسکتی ہے۔ کبھی عمومیت اختیار نہ کریں، جیسا کہ میں نے بار بار کہا ہے کہ ہومیو پیتھی میں دوائیں امراض کے لئے مخصوص نہیں۔ ہر فرد کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ بڑھا ہوا یا خراب ٹانسلز مطلوبہ دوائی سے ختم ہو جائے گا، شرط یہ ہے کہ دوا کو اس کا موقعہ دیا جائے۔ ٹانسلز میں بہت سے کیسوں میں آپریشن کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے مگر اس سے بچنا چاہیے۔ مریض کو اس کی مزاجی دوائی کے ساتھ استوار کریں۔ اس عمل کے دوران ٹانسلز ختم ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ٹانسلز ریشے دار ہیں تو ان کو نکلوا دینا چاہیے۔ کیونکہ بڑھے ہوئے ٹانسلز خارجی جسم ہیں۔ مگر ایسے ٹانسلز بمشکل 23 فی صد ہیں۔ ہسپتال کے بستر کیوں نہ بچائے جائیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ٹانسلز بہت عام مرض ہے مگر ہمارے ہاں کسی مرض کے لئے کوئی مخصوص دوائی کا تصور ہی نہیں۔ آپ کو دوا بہت سی ادویات میں سے چننا پڑیں گی۔ جونہی صحیح دوائی ملی صحت یابی تیزی سے ہوگی۔

مقامی علاج کی ضرورت نہیں ہے۔ جراثیم کش، آئیوڈین کے غرارے، ہائڈروجن پر اوکسائڈ کا ماؤتھ واش، یہ سب غیر ضروری ہیں۔ حقیقتاً یہ علاج میں دیر کا سبب ہیں۔ البتہ دباؤ برداشت ہوسکتا ہو تو گرم گدی باہر کی طرف لپیٹنے کا مشورہ دیا جاسکتا ہے۔ اس سے بہت سے لوگوں کو افاقہ محسوس ہوتا ہے۔ ٹھوس غذا بخار کی حالت میں بند رہے۔ سنگترہ اور لیموں کا جوس بہترین ہیں۔ گلے کے لئے میرے علم میں بہترین چیز اناناس ہے۔ ٹین میں پیک شدہ استعمال کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔ تازہ ہونا چاہیے۔ اناناس میں بعض ہاضم اجزا ہوتے ہیں جو بلغم اور میلی زبان کو صاف کرتے ہیں۔ ٹانسلز پر موجود دھبے بھی اس سے دور ہوتے ہیں۔ اجوس پڑا رہے تو خراب ہو جاتا ہے۔ اس کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

چائے کے غرارے مفید ہیں جب کہ پھلوں کے جوس مہیا نہ ہوں۔ ایک کپ پانی میں ایک چمچہ چائے ڈال کر پندرہ منٹ تک پکائیں۔ اس سے ٹینک ایسڈ کا ایک کمزور محلول بن جائے گا۔ اس محلول کا ایک چمچہ گرم پانی کے کپ میں شامل کریں اور ہر چار گھنٹے بعد غرارے کریں۔

ٹانسلز اکثر اوقات مہلک ہوتے ہیں۔ مریض ایک ہفتہ سکتے کی حالت میں رہ سکتا ہے۔ زہروں کے جذب ہونے اور نگلنے سے محرومی کی بنا پر کمزوری درجہ بدرجہ بڑھتی رہتی ہے۔ لیکن ہماری وسیع الاحاطہ ادویات کا شکریہ کہ ہم اس حالت سے بھی مریض کو واپس صحت کی طرف لا سکتے ہیں۔ بلکہ ہم قبر کے کنارے سے بھی واپس لا سکتے ہیں۔ کچھ ان ادویات کے بارے میں جو ایسے مواقع پر کام آ سکتی ہیں۔

ایپس

گلے کی سرخی اور سوزش جس کے ساتھ چبھن، درد، جلن، جس کو ٹھنڈک سے افاقہ ہو۔ زبان اور حلق کا کوا متورم، چھالے پڑے ہوئے، ورم کی سمت دائیں سے بائیں جانب، مریض ٹھنڈے کمرے کی خواہش کرتا ہے۔ گرمی کو ناپسند کرتا ہے۔ جیسے آگ، پیاس کے بغیر بخار۔

نوٹ: بعض خطرناک حالتوں میں گلے کی سوزش اور درد بھی ہو سکتی ہے۔

بیلا ڈونا

دائیں جانب کی ایک دوا ہے۔ گلا خشک، سرخ اور چمکدار، جلن، نگلنا ناممکن، خاص طور پر مائعات نتھنوں سے واپس آ جائیں۔ نگلنے والے پٹھوں کے فالج سے ملتی جلتی صورت حال، مریض بے حد گرم، چہرہ سرخ، جلتا ہوا۔ خون کی نالیوں میں پھڑکن، گلے میں درد جو کان تک ہو، درد میں بہت حساس، روشنی سے حساس، شدید پیاس، لیموں کے جوس کی زبردست خواہش، گردن کے غدود بڑھے ہوئے اور کچے۔ یہ کیفیت ٹانسلز کی ابتدا میں ہوتی ہے۔ جو کہ بعد میں ختم ہو جاتی ہے۔

آرسینک

نقاہت نمایاں، گلے میں جلن، ٹھنڈے پانی کی پیاس گھونٹ در گھونٹ، (آرسینک کی مخصوص پیاس) بے چینی اور اضطراب، نصف رات یا مابعد شدت۔

بپٹیشیا

سیاہی مائل سرخ ٹانسلز، زبردست سوزش، گلے میں درد نہیں، زبان سوجھی ہوئی، خراب اور سیاہی مائل سرخ جس پر بھورے رنگ کی میل کی موٹی تہ جمی ہو، مائع غذا نگل سکتا ہے مگر ٹھوس غذا نگلنا ممکن نہیں۔ مریض کی عام حالت بہت گری ہوتی ہے جو تیزی سے گراوٹ کی طرف جا رہی ہے۔ انتہا درجے کی کمزوری جو ڈوبتے ڈوبتے مدہوشی تک پہنچ جائے۔ بے چینی اور الجھاؤ اپنے آپ کو دو محسوس کرتا ہے۔

کروٹالس ہاری ڈس

بائیں جانب گلے کی خرابی جس میں نچلی سطح کے خون کا زہریلا پن، جسم کے سوراخوں سے خون کا بہنا، جسم دھبے دار ہوتا ہے، درد، گلا نیلا، گنگرین یا خناق سا، غدود بہت پھولے ہوئے، مائع کا نگلنا ناممکن، گلا تھوڑا سا سکڑا ہوا، کمزوری، آواز آہستہ اور بدبو آئی ہوئی۔

لیکےسس

بائیں جانب یا بائیں سے دائیں۔ گردن میں بھرے پن کا احساس، سانس میں تنگی، نگلتے ہوئے یا سوتے ہوئے سانس کا پھنس جانا، گرم مشروب سے گلے میں علامات میں شدت، نگلنا ناممکن، خالی نگلنے پر درد شدید تر، گلا سیاہی مائل سرخ۔

لیک کینم

تکلیف کا گلے کے جانبین میں ادل بدل (دائیں سے بائیں یا بائیں سے دائیں)، گلا دیکھنے میں سرخ، شیشے کی طرح چمک دار ہونے کے ساتھ ساتھ چاندی جیسی تہ جمی ہوئی، ٹھنڈا گرم مشروب نگلنے سے افاقہ۔

لائیکوپوڈیم

دائیں جانب کی دوا یا تکلیف دائیں سے بائیں جانب جاتی ہوئی۔ گرم مشروب نگلنے سے افاقہ (لیکیسس کے برعکس) سوتے میں شدت نہیں، گلا بھی جکڑا ہوا نہیں ہوتا، درد کان تک جاتی ہے (جیسا کہ بیلاڈونا، ہیپر سلف، لیکیسس، لیک کینیم، اور فائٹولیکا میں)۔

فائٹولیکا

نباتاتی پارہ خراب گلے میں واضح ہوتا ہے۔ غدود سوجھے ہوئے، تمام ہڈیوں میں درد، جسم کچلا ہوا اور دکھتا ہوا محسوس ہو رہا ہو، بستر سخت لگتا ہے۔ منہ میں بدبو، زبان پر تہ جمی ہوئی، ٹھنڈے مشروب افاقہ کا باعث، گرم مشروب سے تکلیف میں اضافہ (لیکیسس)، جڑوں میں سختی اور درد۔

مرکیورس

گلا اسفنج دار، گردن میں سختی اور بھراؤ، گلا خشک، نگلنا مشکل، پارے جیسی بو، زبان پر موٹی تہ، جس پر دانتوں کے نشان، جڑوں کے نچلے غدود بڑھے ہوئے، سرخی مائل سیاہ رنگ، وقتی نقاہت

اور کمزوری، بد بودار پسینہ، رات کو تکلیف میں شدت، بازو میں لرزہ۔

مرکیورس پروڈٹا ئیوڈیٹس

دائیں جانب کی موثر دوائی، دائیں جانب ہی اثر کرتی ہے، زبان کی جڑ بہت زرد یا بھورے رنگ کی موٹی تہ، گلے میں بلغم بہت زیادہ مقدار میں اور چپکنے والی، جسے خارج کرنا مشکل خاص طور پر صبح کے وقت ناگوار ہو، گرم مشروب درد میں شدت کا باعث (لائکو پوڈیم کے برعکس)، مریض بہت تھکا ہوا اور نڈھال ہے۔ کھانا دیکھنے پر متلی۔

مرکیورس بنیاڈی ٹس

بائیں سے دائیں، ہمہ وقت گھومنے کی خواہش، گلے میں گلٹی، چپکنے والی بلغم، خالی نگلنے کی کوشش سے تکلیف میں شدت، غدود سوجھے ہوئے، کوا سیاہی مائل سرخ، خواب تکلیف دہ، سر ایسے محسوس ہو جیسے تیر رہا ہے اور ہلکا۔

ہیپر سلف

گلے میں السر، گلے میں مچھلی کے کانٹوں یا نوکدار لکڑی کی موجودگی کا احساس، درد کان تک جاتی ہے، جمائی لی جائے یا نگلنے کی کوشش کی جائے یا سر موڑا جائے یا گرم مشروب سے افاقہ (لائکو پوڈیم کی طرح)، مریض بے حد سردی محسوس کرتا ہے، جب بھی باہر ٹھنڈی، خشک ہواؤں میں جاتا ہے تو برا اثر قبول کرتا ہے۔ بخار پسینے کے ساتھ اور اوڑھنے کی خواہش، پسینہ بافراط، اس کے باوجود وہ کئی کمبل اوڑھنا چاہتا ہے۔ خزاں پر نالاں، دروازے اور کھڑکیاں کھول دیتا ہے۔

کالی بائیکرومیکم

ٹانسلز پر گہرے گڑھے کی شکل کا السر، تھوک لیس دار، چپکنے والا، دھاگے کی شکل کا۔

(VIII)

کان درد

کان کا درد، ہڈیوں کے تمام دردوں کی طرح پاگل کر دینے والا ہے۔اس کا سبب انفلوئنزا، خسرہ، سرخ بخار وغیرہ جیسے حاد امراض ہیں۔ اس کے فوری محرکات میں ٹانسلز، خزاں یا سخت آندھی کے تھپیڑے شامل ہیں۔ آج کل عام سبب کاریں ہیں، خاص طور پر سیلون کاریں۔ صورت یہ ہوتی ہے کہ ڈرائیور کی کھڑکی کے سوا تمام کھڑکیاں بند ہوتی ہیں۔ البتہ چھت میں ہوا کے اخراج کا معمولی سوراخ ہے۔ اس طرح ڈرائیور اور مسافر ٹھنڈی تیز ہوا کی زد میں رہتے ہیں۔ اس طرح گردن کی پشت اور کان کو تیز ٹھنڈی ہوا ٹکراتی ہوئی کان درد کا باعث بنتی ہے۔اس کا نتیجہ سوزش اور درد ہے۔ علاج کے طور پر آپریشن ایک معمول سا بن گیا ہے۔

آج نوجوانوں میں موٹر ڈرائیونگ کی بنا پر کان کی تکلیف بہت عام ہے۔ کان کے پردے اور دیگر حصوں کا آپریشن روزمرہ بن گیا ہے۔ اگر کان کے مرض کی ابتدا میں ہومیو علاج سے فائدہ اٹھایا جائے تو ان آپریشنوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اس کے ثبوت میں بعض کیسوں کا ذکر مفید ہوگا۔

(1)

ایک درمیانی عمر کی خاتون ہفتہ بھر کی ڈرائیونگ کے بعد کان کی تکلیف میں مبتلا ہوئی۔ایک ہفتہ سے تکلیف تھی۔ کان میں درد، بوجھل پن، کند پن، لیٹنے کا احساس، چھونے اور دباؤ سے تکلیف میں شدت۔ تکلیف کے پس منظر میں ہوا کے تھپیڑوں کی وجہ سے ......مرکیورس بن 6x کے بہت خوش کن نتائج ہیں۔ اس پریشان کن تکلیف سے جو ایک مہینہ سے جاری تھی اور

(2)

اس سے مجھے ایک اور واقعہ یاد آ گیا۔ کئی سال پہلے جب کہ میں ابھی بچہ ہی تھا۔ ایک صبح بچوں کے سکول میں افراتفری پھیل گئی۔ میری چھوٹی بہن کو رات بھر اضطراب، رخساروں کی جلن اور کان درد کی تکلیف ہوئی۔ اسے فوراً ہی ماہر امراض کان کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے کان کو دیکھ کر کان کے پردے کے آپریشن کا مشورہ دیا۔ والدین ہومیو علاج کے بہت مداح تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپریشن کا مشورہ قبول نہ کیا۔ انہوں نے چوبیس گھنٹے کی مہلت مانگی۔ جو بہت ہچکچاہٹ کے ساتھ عنایت خسروانہ کے طور پر دی گئی۔ آپریشن کے مشورہ سے خوف زدہ ہوئے بغیر ہومیو معالج نے بچی کو---بیلا ڈونا۔3x ہر آدھ گھنٹہ بعد تجویز کر دی۔ چوبیس گھنٹے بعد سپیشلسٹ نے بچی کو دوبارہ دیکھا اور کان کے پردہ میں اسے کسی طرح کی سوزش نظر نہ آئی تو وہ اپنے اشارات پر نگاہ ڈالنے کے بعد کہنے لگا،

''محترمہ، کیا آپ کو یقین ہے کہ یہ بچی وہی ہے جسے میں نے ایک روز پہلے دیکھا ہے؟''

انہوں نے اپنے معاون کو بلوایا اور اس سے بھی تصدیق چاہی کہ آیا بچی وہی تھی۔ دراصل انہوں نے اتنی شدید سوزش جس کے آپریشن کے بغیر چارہ نہ ہو اتنے تھوڑے وقت میں ٹھیک ہوتے نہیں دیکھی تھی۔

بچی کی ماں یہ قصہ سنانے میں کبھی نہیں چوکتی تھی۔ وہ ہومیوپیتھی کا چلتا پھرتا اشتہار بن گئی۔

اس واقعہ نے کافی وسیع اثرات پیدا کئے۔ میں نے اس دن سے بہت سے مریضوں کو آپریشن سے بچایا۔ بیلا ڈونا کان درد یا سوزش کے لئے کوئی مخصوص دوائی نہیں۔ نہ ہی کوئی اور دوائی مخصوص ہے۔ دوا کا انحصار علامات پر ہے۔ مریض کی کیفیات، درد کی نوعیت، کمی بیشی وغیرہ پر دوا تجویز ہو گی۔

(3)

ہم نے ایک شام ایک بچے کو دیکھا۔ اس کے بال بہت خوبصورت تھے۔ کان میں درد تھا۔ وہ سخت پریشان تھا اور گڑگڑا کر مدد کا مطالبہ کر رہا تھا۔ وہ ہنگامے پر آمادہ تھا۔ درد دوروں کی صورت میں تھی۔ درد دائیں جانب جبڑے کے نچلے دانت تک جا رہی تھی۔ یہ تمام علامات پلساٹیلا کی نشان دہی کر رہی تھیں۔ پلساٹیلا کی اونچی طاقت کی چند خوراکوں نے چوبیس گھنٹے سے بھی پہلے سوزش زدہ کان کا پردہ درست کر دیا۔ دو یا تین سال بعد اسے دوبارہ تکلیف ہوئی۔ یہ تکلیف پاؤں

دھونے کے بعد ہر بار ہو جاتی تھی۔ یہ بھی پلسا ٹیلا کی ایک مزید علامت ہے۔ یقیناً ہر بار پلسا ٹیلا کام کرے گی۔

(4)

ایک اور کیس، ایک نوجوان طالبہ نے جرمن خسرہ کے بعد پلسا ٹیلا کی مخصوص علامات ظاہر کیں۔ یہ علامات جتنی تیزی سے پیدا ہوئیں تھیں اتنی ہی تیزی سے ختم ہو گئیں۔ بہرے پن یا نزلہ پیدا ہی نہ ہوئے۔ جرمن خسرے کے بعد ایلو پیتھک علاج سے عام طور پر بہرہ پن پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں بیلا ڈونا، پلسا ٹیلا، مرکیورس بن، کان درد کی حاد دوائیں ہیں، مگر دیگر ادویہ کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ درست دوا کی تجویز میں میٹیریا میڈیکا کا گہرا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

(5)

ایک بار ایک لڑکا دانت نکالنے کی عمر میں کان درد کے ساتھ آیا۔ وہ درد کے ساتھ نیچے کی طرف سکڑا جا رہا تھا۔ تھوک بہت زیادہ آ رہا تھا۔ کوئی دوا واضح نہیں تھی۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ اسے اٹھائے رکھا جائے۔ وہ اپنی ماں کو مار رہا تھا۔ اس کے چہرے کی ایک جانب سرخ اور دوسری جانب زرد تھی۔ وہ بول نہیں سکتا تھا۔ زیادہ سوالات کی ضرورت بھی نہ تھی۔ ابتدائی نظر میں اس کی دوا کیمومیلا تھی۔ اگلی صبح جب وہ دوبارہ آیا تو انتہائی شائستہ، بالکل فرشتہ بن کر آیا۔ کان درد ختم تھا۔

(6)

ایک اور بچہ قریباً چودہ ماہ کی عمر، مخصوص علامات کا حامل تھا۔ وہ پریشان، مشتعل مزاج، چھونے کی اجازت نہ دیتا تھا، جب کان کی پشت پر چھوا جاتا تو وہ چیخ مار دیتا، اس کا چہرہ زرد اور سر کو گھما رہا تھا۔ میں نے اوٹائیٹس میڈیا کی تشخیص کی۔ کان کے اندر سپیکولم کے ذریعے معائنہ کیا تو مرض کی تصدیق ہو گئی۔ دوائی سائنا تھی۔ بدقسمتی سے یہ دوا میرے پاس موجود نہ تھی۔ دوا منگوائی جا سکتی تھی۔ مگر بچے کی ماں بچے کو ہسپتال لے گئی۔ جہاں اگلے روز کان کے پردہ میں چیرہ دیا گیا۔ پھر مسٹائڈ نکال دیا گیا۔ تین چار دن کے بعد بچہ پوسٹ مارٹم روم میں تھا۔ ماں کو الزام نہیں [illegible] نے جو بہتر سمجھا وہ کیا۔

کہا کہ کیک سے مریض خراب ہوگا۔ میں جانتا تھا کہ سہٹونین (سائنا) کی تقلیل شدہ دوائی سے مریض یقینی طور پر صحت یاب ہو جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ صحت مند شخص پر اس دوائی کی بالکل یہی علامات مرتب ہوتی ہیں۔ میں پرورز کی علامات درج کرنا چاہتا ہوں۔

بچہ پرجوش ہوتا، چھونے سے حساس، بستر میں اپنا سر اٹھاتا ہے اور گھماتا ہے، چہرہ زرد مگر سفید لائن منہ کے ارد گرد، دانت رگڑتا ہے، ناک چنتا ہے، بخار 101 درجہ تھا۔ کان کا پردہ سرخ اور پھولا ہوا۔

ایسے مریض کو دیکھنا کتنا مشکل ہے۔ سائنا 30x چار چار گھنٹے بعد مریض کی حالت جلد ہی بہتر ہوگئی۔ تین دن بعد وہ نرم و نازک بچہ روشنی طبع کے ساتھ موجود تھا۔ کان درد درست ہو گیا۔ سوزش ختم۔ کوئی ذہنی پیچیدگی کے بغیر۔

آپ اسے محض اتفاق کہہ سکتے ہیں۔ اگر کوئی کیس پر کیس لے جن سے مختلف دواؤں کی مخصوص علامات متعلق ہوں اور جانتے ہوئے وہ ان دواؤں کو استعمال کرائے اور وہ مخصوص تکالیف ختم ہو جائیں تو معقول ذہن کو اسے دوا کا نتیجہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ لیکن بعض لوگوں کو قائل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ ہر دلیل کو رد کر دیں گے، اگر ان کو وہ دلیل پسند نہ آئے۔

(8)

''کان درد میں بڑوں کے کیس بیان کرنے سے پہلے ایک اور بچے کا کیس''

ایک پہلو سے بچوں کا علاج مشکل ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس میں آپ کو اپنے مشاہدے پر ہی انحصار کرنا پڑتا ہے۔ آپ اس سے سوال نہیں کر سکتے۔ وہ درد کی سمت، نوعیت اور مقام اور کمی بیشی کی علامات واضح نہیں کر سکتا۔ مگر دوسری جانب اس کی بنیادی علامات صاف ہوتی ہیں۔ دوا کی مادی شکل پرورز سے چھپی نہیں ہوتی۔

یہ بچہ آٹھ ماہ کا تھا۔ دانت نکالنے کی کٹھن عمر سے گزر رہا تھا۔ ماں کے دودھ پر انحصار تھا، ویسے بھی ماں بہت محتاط تھی، خوش، مطمئن، ہمیشہ ہنستا کھیلتا رہتا، اچانک کیفیت بدل گئی۔ چہرہ زرد اور لب گرم، بخار 102، پریشان، رات کے وقت تکلیف میں شدت، سکڑتا جا رہا تھا، گلا اور لب سرخ، بایاں کان کا پردہ سرخ اور پھولا ہوا۔ مروجہ علاج کی تعلیم کا تقاضا یہ تھا کہ میں پردے پر نشتر زنی کرتا۔ مگر میں نے ہومیو دوا پر انحصار کیا۔ اس کیس میں دوا بیلا ڈونا تھی۔ نرس کو مریض کی دیکھ بھال کی ہدایت کی۔ سادہ سی دوا نے شدید مرضیاتی کیفیت کو فتح کر لیا۔ بخار اگلے روز ہی ۹۹ درجہ پر آ گیا، جو دوبارہ اوپر نہ گیا۔ بہت جلد درست ہو گیا۔

(9)

میری پریکٹس کے ابتدائی دنوں میں اس طرح کا ایک کیس تھا۔

کان درد، پردہ سرخ اور سوزش زدہ، دکھن مسٹائڈ کے اوپر۔

میں نے خوف اور لرزے کے عالم میں علاج شروع کیا۔ دوسری ملاقات کے موقعہ پر گیس بیگ اور کان کے آلات وغیرہ جو کچھ میرے پاس تھا، ساتھ لے گیا۔ مگر مجھے اس کی ضرورت نہ پڑی۔ مجھے کبھی بھی اس طرح کے چھوٹے آپریشن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ میڈیکل ٹیکسٹ کی کتابیں یہ بتاتی ہیں کہ مریض کے اندرونی کان تک جانے سے بچا جائے۔ جس کا مطلب مہینوں کی تکلیف، کان کا بہرہ پن حتی کہ موت تک واقع ہو سکتی ہے۔

یہ کتنا آسان ہے کہ مناسب دوائی کی چند خوراکوں سے کان کے پردہ کی سوزش درست ہو جائے۔ شاید یہ بہت آسان ہے۔ یہ محض دعوی نہیں۔ اس سے تو آپ کو تیار نرس، انیستھیز یا دینے والے ماہر، سرجن جو آلات کے ساتھ موت اور زندگی کا کھیل کھیلتا ہے کے ہاتھوں سے بچ سکتے ہیں۔ ان کی ہوشیار معیشت پر بہت کچھ منحصر ہے۔ لیکن اگر ہومیو پیتھی کو مناسب طور پر جانا جائے اور مناسب تجربہ سے کام لیا جائے تو سرجن کی اہمیت دوسرے درجہ میں ہو جائے جو کہ کسی زمانے میں حجام کی ہوتی تھی۔

(10)

کان کے سرجنوں کے سلسلہ میں مجھے ایک دوست یاد آ گیا۔ وہ ماہر سرجن تھا۔ اسے بتایا گیا کہ ایک نرس کان درد میں مبتلا ہے، بہرہ پن بھی موجود ہے، کان درد کے ساتھ پورا چہرہ درد کی لپیٹ میں ہے، گردن کے غدود اور ٹانسلز بڑھے ہوئے ہیں۔ مذکورہ نرس کی خطرناک صورت حال کے پیش نظر سرجن نے ہسپتال میں داخلہ اور آپریشن کی سہولت اور ہر طرح کی مدد کی پیش کش کی۔ مریضہ نرس نے یہ تمام پیش کش ماننے کے بجائے ہومیو علاج سے چمٹ گئی۔ دو ہفتے کے بعد نرس تندرست ہو کر کام پر واپس آ گئی۔ اسے دیکھ کر سب حیران ہو گئے۔ وہ بالکل درست تھی، کان، گلا اور چہرہ کا درد اور سوزش اور بہرہ پن غرض سب تکلیف ختم ہو گئی تھی۔

''مذکورہ سرجن نے نرس سے کہا''

آپ نے کیا علاج کیا؟ دو ہفتے پہلے حالت اتنی خراب تھی، صحت کیسے ہوئی، عجیب بات ہے کہ آپ نے صرف دوائیں لی ہیں اور کوئی خاص علاج نہیں کرایا۔ معلوم ہوتا آپ جسمانی طور پر بہت مضبوط ہیں۔

میں اسے بتا سکتا تھا کہ یہ تیز رفتار صحت یابی بیلا ڈونا کی بدولت تھی۔ وجہ یہ ہے کہ مریض میں بیلا ڈونا کی تمام علامات موجود تھیں۔ اچانک تکلیف، اونچا بخار، سر میں پھڑکن، سب کچھ تیز اور

سرد ہوا کے نتیجہ میں ہوا، جبکہ وہ سارا دن ڈیوٹی کیپ میں رہی اور رات بھر بغیر ٹوپی کے رہی۔

اسے پچھلے تین مہینوں میں معمولی حملے ہوتے رہے۔ کان کے تین سرجن اس ہسپتال میں موجود تھے۔ انہوں نے اسے تین ماہ کی رخصت کا مشورہ دیا تا کہ تکلیف کا رجحان ختم ہو سکے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بیلا ڈونا کا کیس نہیں۔ یہ دوائی اعادہ مرض پر کام نہیں کرتی۔ یہ دوائی گہرے اثرات کی حامل نہیں۔ آخری حملہ میں بیلا ڈونا سے افاقہ کے بعد اسے مرکیورس بن دی گئی۔ صبح شام پندرہ روز کے لئے۔ اس سے شفا کا عمل تکمیل کو پہنچا۔ موسم کی تبدیلی سے متاثر ہونے کا رجحان ختم ہوا۔

سرجن حیران ہوا مگر اس نے مریضہ کی اچھی صحت یا خوش قسمتی کو شفا کا محرک قرار دیا۔ وہ ہومیو علاج کے اثرات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔

دراصل وہ غریب ہومیو علاج کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ وہ خود خزاں اور طوفان کے دائرہ میں قید رہتا، سردی اور زکام کی زد میں رہتا، ہمیشہ نمونیہ سے خائف رہتا۔ ایسا شخص سردی اور خزاں سے احتیاط کے مشورہ کے سوا کیا کر سکتا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ بچاؤ کی صورت کیا ہو۔ کیا اپنے آپ کو لپیٹ لینے سے بات بن جائے گی؟ اس سے تو وہ خود بھی نہیں بچ سکتا تھا۔

(11)

ایک اور نرس، کان درد اور بہرہ پن میں مبتلا ہوئی۔ کان بوجھل اور شل، لپیٹے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ان علامات سے چہرے کی دائیں جانب تین ہفتے سے متاثر۔ عام فزیشن نے اسے تبدیلی حیات کی وجہ بتایا اور ویلیرین اور برومائڈ استعمال کرائیں۔ مگر بہتری کی صورت نہ ہوئی۔ دن بدن بہرہ پن میں اضافہ ہو رہا تھا۔ شل چہرے میں بھی شدت آ رہی تھی۔ تکلیف میں جھکنے سے شدت ہو جاتی۔ مرکیورس بن 6x دن میں دو بار دی گئی۔ ساتھ ہی کان سے مواد خارج کرنے کے لئے کیتھیٹر استعمال کیا گیا۔ ایک ماہ کے علاج سے مریض درست ہو گئی۔ بہرہ پن کی کوئی علامت باقی نہ رہی۔

ان دنوں میرے پاس کان کے مریضوں کی قطار لگی رہتی۔ سب میں مرکیورس بن کی علامات واضح تھیں۔ بائیں جانب کان درد جو ٹھنڈ کا نتیجہ تھی۔ بے حس اور شل، چوٹی کے اندر گرمی محسوس ہوتی، گرم ہونے پر بہرے پن کا احساس، چکروں کی وجہ سے جھکنا ناممکن۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ خاص وبائی صورت میں ایک ہی دوا کام کرتی چلی جاتی ہے۔ لیکن چند ماہ بعد بیماری دوبارہ شروع ہو جاتی ہے۔ مرض پہلے ہی ہوتا ہے مگر اب کے دواؤں کا سیٹ بدل جاتا ہے۔ علامات سے تازہ وبا کی تصویر مختلف ہو جاتی ہے۔ مجھے دو نرسوں اور ایک ہیڈ ماسٹر اور ایک خاتون ڈاکٹر کے

کیس یاد آ رہے ہیں۔ سب کان درد مرکیورس بن کے مریض تھے۔

مرکیورس بن کے زیادہ ذکر سے آپ اسے کان کی تکلیف سے مخصوص نہ کرلیں۔ یہی وہ چیز ہے جسے میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ ہومیو علاج میں بیماریوں کی مخصوص دواؤں کا کوئی تصور نہیں۔ میں مثال دے کر اس کی وضاحت کرتا ہوں:

(12)

پندرہ سال پہلے، ایک دایہ جو اونچے بخار سے مبتلا تھی۔ گلا السر زدہ تھا، دائیں جانب کان درد۔ میں نے بیلا ڈونا دی۔ اگلے روز کان درد ختم ہو گیا۔ پردہ کی سرخی بھی ختم ہوگئی۔ مریض بظاہر روبصحت تھا۔ اگلے روز وہی تکلیف دوبارہ ہوگئی۔ مگر اس بار بائیں کان میں درد، بخار اوپر چلا گیا، بایاں کان کا پردہ سرخ اور سوجھا ہوا تھا۔ پھر سرجن کو بلوانے کا ارادہ کیا مگر لائیکو پوڈیم کی علامت یاد رہی کہ مرض دائیں سے بائیں جانب سفر کرتی ہے۔ میں نے اس علامت پر لائیکو پوڈیم دی۔

(13)

اسی طرح کے ایک مریض کو لائیکو پوڈیم دی۔ اگلے روز میں گیس بیگ اور دوسری ضروریات کے ہمراہ کان کے پردہ کو چیرہ دینے کی تیاری کے ساتھ گیا مگر وہ درست ہو چکا تھا۔ بخار نیچے آ گیا تھا اور وہ دونوں خوش تھے۔ اس بار میں فاتحانہ جوش میں آ گیا۔ ایک اور کیس میں لائیکو پوڈیم نے خوب کام کیا اور مزید کسی دوائی کی ضرورت نہ رہی۔ مگر دایہ کے کیس میں بخار پھر اونچا چلا گیا۔ اگلی وزٹ پر کان درد دائیں کان میں دوبارہ ہوگیا۔ اس طرح دایاں ٹانسلز پھول گیا۔ ٹانسلز چمک دار تھا۔ جبکہ بایاں کان بالکل ٹھیک تھا۔ مجھے یاد ہے کہ لیک کینم میں یہ علامت موجود ہے۔

(14)

ایک اور کیس اور ایک اور دوائی۔

ایک خاتون کئی سال پہلے جو بائیں کان کے مسٹائیڈ کا آپریشن کروا چکی تھی لیکن ابھی تک اس کے کان اور چہرہ میں درد رہتا تھا۔ چند ہفتے پہلے اسے شدید تکلیف ہوئی۔ تفصیل یہ ہے۔

بائیں جانب فوری کاٹنے والی درد، بہرے پن، چھونے والی درد کان کے اوپر، جو بچلے جبڑے میں گولی کی طرح داخل ہو جاتی تھی اور کھوپڑی کی چوٹی تک جاتی۔ دن کے وقت بہت شدید، رات کو کچھ کمی رہتی، کسی طرح کی حرکت، جھکنے وغیرہ ناقابل برداشت تھا۔ کاٹنا، چبانا ناممکن حتی کہ نرم ترین غذا چبانا مشکل تھا۔ گرمی میں وہ بہت اداس اور دبا دبا رہتی۔ حرکت یا کام سے

مجتنب، مسٹائیڈ کی سوزش کے بارے میں حساس۔ دو تین دن کی تکلیف کے بعد اسے سپائجیلیا 30x دی گئی۔ اس سے تمام تکالیف اور درد ختم ہو گئی۔ اس کا ایک اور عجیب نتیجہ ہوا، کان کے میل کی ایک بڑی سخت گولی روئی کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ یہ روئی مریضہ نے اپنے کان کے اندر ہوا سے بچنے کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ میل کان کے اعصاب کو دباتے ہوئے درد کا باعث تھی۔ میل کا دباؤ ختم ہو اتو درد ختم ہو گئی۔ کیا یہ امکان تھا کہ میل جو کان کے اندرونی جوف (کیویٹی) میں موجود تھی اچانک نکل آئے۔ یا یہ سپائجیلیا کا عمل تھا جو بارہ گھنٹے قبل دی گئی تھی۔ آپ جو چاہیں مان سکتے ہیں۔ اس خاتون کو درد کے شدید دورے دو تین سال سے تھے۔ تکلیف ہر بار حقیقی دوائی کے بغیر دبا دی جاتی تھی۔ حتی کہ یہ اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ اس موقعہ پر سپائی جیلیا دی گئی۔ تمام تکلیف ختم ہو گئی۔

جیلسی میم

کان کا درد، سن یاس میں جیلسی میم سے آرام آ جاتا ہے۔ اینٹھن دار درد ہوا لگنے سے شروع ہوتا ہے ہاتھ اور پاؤں ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ کان اور چہرے کی اس طرح کی درد میں جیلسیمیم سے فورا افاقہ ہو جائے گا۔ افاقہ کے ساتھ مریض کو کافی مقدار میں پانی کی طرح کا پیشاب آئے گا۔

گلونائن

گلونائن بھی سن یاس میں متشنج سر درد اور کان درد میں کام آتی ہے۔ کان کے اندر اور سر میں شدید دھڑکن، درد کھلی فضا میں کم ہو جاتا ہے۔ لیٹنے سے اور گرمی سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ بستر میں اونچا ہو کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ ٹھنڈی پٹیاں لگانے سے افاقہ، گلونائن کی چند خوراکوں سے افاقہ ہو جائے گا۔ علامت یہ ہو کہ گرمی اور سورج کی دھوپ برداشت نہیں ہو سکتی۔ ایسا مریض سائے اور سایہ دار ہیٹ کے بغیر نہیں رہتا۔

ہیپر سلف

ایک خاص قسم کا کان درد ہیپر سلف سے شفایاب ہوتا ہے۔ جہاں کان کا پردہ پھٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مریض تکلیف سے پاگل پن کے قریب ہوتا ہے۔ ٹھنڈی خزاں اور کھلی ہوا تکلیف میں شدت پیدا کرتی ہے۔ رات کے وقت درد نا قابل برداشت ہوتی ہے۔ کان اور سر کو گرم چادر لپیٹنے سے افاقہ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ کیمومیلا سے متشابہہ ہے۔ کیمومیلا کا مریض بھی زیادہ تھوکتا ہے۔ وہ رنج کے اظہار کی راہ پا لیتا ہے۔

(13)

فیرم فاس تو میرے ذہن ہی سے نکل گئی ہے۔ اس کا ایک کیس،

بارہ سال کی ایک لڑکی، دو سال سے کان درد کے پے در پے حملوں کی زد میں تھی۔ چھٹا حملہ تھا۔ کان کے پردے کو دو تین بار چیرہ دیا جا چکا تھا۔ کان میں درد ٹھنڈی ہوا سے شدید ہوتی۔ جلد گرم اور خشک، سرخ رخسار، نصف کھلی ہوئی آنکھیں۔ بیلا ڈونا سے تبدیل شدہ کیس۔ ہر بار درد کے ساتھ ناک سے خون پھوٹ نکلتا ہے۔ حملہ شروع ہوتے ہی فیرم فاس 12x۔ بارہ سے چوبیس گھنٹے میں درست ہو جائے گی۔

میں اسے تین سال سے دیکھ رہا تھا۔ یہ دوائی لینے کا جب بھی اتفاق ہوا تکلیف دور ہو گئی۔ پچھلی بار اٹھارہ ماہ قبل دیکھا تھا۔ اس دوران اسے تکلیف نہیں ہوئی۔

کیپسیکم کان میں متوقع پھنسی کی اہم دوا ہے۔ کان درد رات کو زیادہ، کان کے اندر کے راستے میں سرخی، رخسار سرخ اور ٹھنڈے۔ اس دوائی سے میں نے کئی آپریشن ڈالے ہیں۔ اس دوائی کا کان کی اندر کی ہڈی پر خصوصی اثر ہے۔

میں نے مختلف ادویہ کے انفرادی مطالعہ کی بنیاد پر بعض ادویہ کا ذکر کیا ہے۔ میں پھر کہوں گا کہ مرض اور اس کے لئے مخصوص دوا کا کوئی تصور ہومیو پیتھی میں موجود ہی نہیں۔ آپ کو ہر تکلیف میں مریض کو مقامی اور مجموعی طور پر لینا پڑے گا۔ تمام تفصیلات اکٹھی کریں، تب آپ شدید تکالیف کو روکنے میں کامیاب ہوں گے۔

کان کے علاج کے نتیجہ میں طویل معذوری سے بچاؤ کے میں نے وسیع تجربات کئے ہیں۔

(IX)

مشکل بچوں کا علاج

ایک اتوار صبح فون کی مسلسل گھنٹی سے بورڈنگ ہاؤس کی انچارج خاتون بیدار ہوئی۔ دوسری جانب بورڈنگ ہاؤس کی ایک مقیم مخاطب تھی۔ اس کا مطالبہ تھا کہ فوری طور پر فلاں ڈاکٹر کو بلوایا جائے وہ شدید بیمار ہے۔

اسے بتایا گیا کہ مذکورہ نام کا کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ نام کے بارے میں اسے غلط فہمی ہے۔ مریضہ کا اصرار تھا کہ ڈاکٹر مذکورہ کا نام لائبریری میں پچھلے ہفتے ہی وہ کتاب میں دیکھ کر آئی ہے۔ مریضہ کے رنج اور اصرار پر ڈاکٹر مذکورہ سے ملتے جلتے نام کے ڈاکٹر کو فون پر اطلاع دی گئی اور اس طرح وہ بورڈنگ ہاؤس میں پہنچ گیا۔

یہ ڈاکٹر بورڈنگ ہاؤس کے مکینوں سے شناسا تھا مگر مریضہ مذکورہ کی ذہنی کیفیت سے آشنا نہیں تھا۔ وہ موقعہ پر پہنچا اور جونہی مریضہ کے کمرے میں داخل ہوا تو مریضہ نے شوخیاں شروع کر دیں۔ ڈاکٹر اس طرح کی صورت حال کے کے لئے تیار نہیں تھا۔ بہرحال اس نے درمیانی دروازے کو کو اندر سے مقفل کر لیا۔ دوسری جانب سے خاتون نے دروازہ کو ٹھڈوں سے پیٹنا شروع کر دیا۔ وہ رنج اور غصے میں فرنیچر توڑ رہی تھی۔ ڈاکٹر نے بڑی مشکل سے مسلسل شور کر کے باہر سے پولیس والے کی امداد سے رہائی حاصل کی۔ اس کے بعد مریضہ کو دماغی علاج کے ایک پرائیویٹ ہاؤس میں داخل کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ خاتون جواب کافی معمر ہو چکی ہے، بچپن ہی سے اس طرح کے پاگل پن کے دوروں میں مبتلا ہے۔ جب وہ اپنی نرس کے ساتھ چل رہی ہو گی تو اچانک اپنے آپ کو زمین پر گرا لے گی اور زمیں پر ٹانگیں مارنے لگے گی۔ چلانے اور چیخنے سے آسمان سر پر اٹھا لے گی۔ آخر کار گرفتار کر کے گھر پر لائی جائے گی۔ گھر آتے ہوئے بھی پولیس کے ساتھ دھینگا مستی جاری رکھے گی۔ اس میں ظلم کی کوئی بات نہ تھی۔ اسے کھلی چھٹی تھی کہ اپنے آپ کو خوش کر سکے۔ قیاس یہی ہے کہ ڈاکٹروں سے مشورہ کے بعد خاتون کے والدین کو یہی مشورہ ملا ہو گا کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔

جوانی کے زمانے میں وہ اکثر و بیشتر لنچ پارٹی کو الٹ دینے پر تل جاتی اور ایسا طوفان بد تمیزی برپا کرتی کہ اسے دارالاماں بھیج دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔ اس طرح اس کے والدین

اور اہل محلہ اس کی ہنگامہ آرائی سے بچ جاتے۔ یہ بیان مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

میں اس طرح کے کیسوں کا بیان کروں گا جن سے مجھے خود واسطہ ہی نہیں پڑا بلکہ میں نے خود ان کا علاج کیا۔

(1)

اونچی کلاس کے خاندان کا ایک بچہ بالکل بیزار اور بدمزاج۔اس کی یہ کیفیت پہلے سال ہی سے تھی۔ اس کے چہرہ پر کبھی مسکراہٹ دیکھی نہیں گئی۔ وہ کھیلنا تو جانتا ہی نہیں تھا۔ جسے دیکھتا اسے ٹھوکریں مارتا۔کوئی اسے روک نہیں سکتا تھا۔حتیٰ کہ اس کا والد بھی بے بس تھا۔اسے جس کام سے روکا جائے وہ اس نے لازمی طور پر کرنا اور جس کام کے کرنے کے لئے کہا جائے اس سے اس نے انکار کرنا ہی تھا۔عمر بڑھنے کے ساتھ اس کا مزاج بگڑتا چلا گیا۔

میں نے اسے بہلانے کی بہت کوشش کی اور اس کے والدین کو مشورہ بھی دیا۔مگر اس کے لئے پیار اور سختی دونوں حربے بیکار ثابت ہوئے۔

وہ بچہ مشکل ہی رہا۔ اس کا بڑا بھائی انتہائی خوش مزاج تھا۔ اس نے اس کے ساتھ معقولیت سے بات کرنا چاہی مگر بے فائدہ۔ وہ اپنی بے ہودہ اطوار پر قائم رہا۔ میں نے میٹیریا میڈیکا میں ایسے بچوں کا تفصیلی مطالعہ کر رکھا تھا۔ میں نے اس کے علاج کی پیش کش کی جو اس کے والدین نے قبول کر لی۔

میں نے اسے ......ٹیوبرکولینم 30x دی۔ ہفتہ ہفتہ بعد کئی ہفتوں کی دوائی۔ پہلی خوراک نے ہی بہتری کے آثار نمایاں کر دیے۔ چند ہفتوں کے بعد رنجیدہ اور انتہائی بدمزاج بچے نے مسکرانا شروع کر دیا۔ جس وقت بھی بدمزاجی کی کوئی علامت دوبارہ ظاہر ہوتی تو دوائی کی ایک خوراک کا اعادہ کر دیا جاتا۔ بچہ ٹھیک ہو گیا اور اس کے والدین بے حد ممنون تھے کہ انتہائی بیزار بچہ شائستگی اور خوش مزاجی کی تصویر بن گیا۔

(2)

ایک اور کیس

ایک روز کلینک میں ہنگامہ بپا ہو گیا۔ ساتھ والے کمرہ سے بے بہا شور۔ آخر کار دروازہ کھلا اور ایک نوجوان انگریز خاتون اپنے جڑواں بچوں کو اندر لانے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ دو سال سے کم عمر کی معلوم ہوتی تھیں۔ جس طرح ان کی ماں دکھانے پر مصر تھی اسی طرح وہ وہ سفید کوٹ والے ڈاکٹر کے پاس بھی آنے پر آمادہ نہ تھیں۔ یہ اینگلو چینی لڑکیاں، خوبصورت، ہیرے جیسے آنکھوں والی، گلابی رخسار، زیتونی جسم۔ ابھی ابھی شیلٹن ہسپتال سے سوکھے پن کے کئی مہینوں کے

علاج کے بعد آ رہی تھیں۔ ملی جلی نسل کے بچے یہاں پیدا ہونے کے باوجود ہماری آب و ہوا میں مطابقت پیدا کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ میں نے نیگرو یا چینی والدین اور انگریز والدہ میں بدترین قسم کا سوکھا پن دیکھا ہے۔ ہسپتال میں انتہائی خوبصورت بچے نرسوں کے حد سے زیادہ پیار کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔ ان کی ماں بچیوں کو گھسیٹ کر کسی نہ کسی طریقہ سے لانا چاہتی تھی مگر بچیاں دوسری جانب بھاگ نکلنے کی کوشش میں تھیں۔ وہ شور اور احتجاج کر رہی تھیں۔ دونوں بچیاں زمین پر تھیں مگر ان کی ٹانگیں ہوا میں تھیں۔ وہ ٹھوکریں مار رہی تھیں اور چیخ و پکار سے کلینک سر پر اٹھا رکھا تھا۔ جب بچیوں کا شور ذرا کم ہوا تو میں نے ٹیوبر کولینم 30x کی ایک خوراک ان کی زبان پر ڈال دی۔ اس وقت یہی کچھ ممکن تھا۔ ہمارے کلینک میں اس طرح کی سرکشی پر فوری طور پر قابو پا لینے کا کوئی اہتمام ممکن نہیں تھا۔

ان کی ماں جیسے تیسے ان کو سرزنش کرتے ہوئے لے گئی۔ ایک ہفتہ بعد دروازہ کھلا اور دونوں بچیاں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے اپنی مرضی سے پوری آمادگی کے ساتھ آ گئیں۔ معائنہ کے دوران ان کی طرف سے معمولی سی سرکشی کے کوئی آثار نہیں تھے۔ وہ ٹیوبر کولینم سے بالکل بدل چکی تھیں۔ اب ان کا طرز عمل بالکل اصلاح شدہ تھا۔ ان کو ہم نے دوبارہ پہلی حالت میں کبھی نہیں دیکھا۔ اگرچہ ٹیوبر کولینم کئی ماہ تک جاری رکھی۔ وجہ یہ تھی کہ ان کی زندگی میں ابھی بے ترتیبی اور بیوقوفی کی علامات پائی جاتی تھیں۔ کھانے کے وقت میز کھینچنا، برتنوں کی الماری میں چینی، صابن اور نمک کو ملا دینا۔ ایسی شرارتوں کو وہ پسند کرتیں۔ وہ ہر وقت نئی سے نئی شرارت پر آمادہ تھیں۔ مگر مزاج صحت یاب ہو چکا تھا۔ ان کی ماں بہت باقاعدہ تھی۔ وہ ہر ماہ بچیوں کو لاتی۔ شاید ہم نے ان کی پانچ چھ بچوں کا علاج کیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ تمام بچے اٹھارہ ماہ کی عمر کے بعد اس طرح کی بدمزاجی کا شکار ہو جاتے۔ مگر ٹیوبر کولینم کی چند خوراکوں سے درست ہو جاتے۔ کسی چھڑی کی ضرورت تھی اور نہ ہی طویل علاج اور مشاہدے کی۔ وہ ٹیوبر کولینم سے ہی درست ہو جاتیں۔

(3)

ایک خاتون کو بچہ سولہ سال کے وقفہ کے بعد نصیب ہوا۔ ظاہر ہے کہ اسے بے حد لاڈ پیار کیا گیا۔ جب اس کی عمر چار سال تھی تو کم و بیش وہ بے قابو ہو چکا تھا۔ دیکھنے میں وہ خاموش طبع اور صوفی منش لگتا تھا۔ جب کہ اس کی ماں دوسری ہی داستان کہہ رہی تھی۔ اس کی ماں اسے پارک میں لے جائے گی۔ تھوڑی دیر کھیلنے کے بعد اچانک اپنی بدمزجی کی طرف لوٹ جائے گا۔ وہ چیخنے اور چلانے لگے گا۔ اپنے آپ کو زمین پر پٹخ دے گا۔ اس طرح وہ اپنی بدمزاجی کا اظہار شروع کر دے گا۔ ہمسائے ماں پر ظالم ہونے کا الزام لگائیں گے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ اپنے

آپ کو مقامی ویلفیئر سنٹر یا ہسپتال لے جائے گی۔ وہاں بھی وہی کچھ ہوگا۔ چلانا، مارنا، ماں کو مارنا، ماں اپنی بے بسی پر رونے لگے گی۔ وہ اسے کہیں لے جا نہیں سکتی۔ وہ پتلا دبلا چھوٹے سائز کا بچہ، بال خوب، جسم نیلا اور سخت، سرخ ہونٹ، رس بھری زبان، کندھوں کے درمیان بالوں کی لکیر ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ساتھ، ان کی والدہ نہیں سمجھتی تھی کہ وہ کیا کرے۔ وہ اس کے لئے بے حد تکلیف و آزار کا باعث تھی۔ وہ جسمانی طور پر ٹیوبرکولینم کی تمام صفات کی مالک ہے۔ ذہنی علامات میں بے قابو غصہ کی علامت بھی دوا مذکورہ میں موجود ہے۔ میں نے ماں کو حوصلہ دیا اور اسے یقین دلایا کہ بچے کا علاج ہو سکتا ہے۔ ٹیوبرکولینم کی چند خوراکیں اور ہفتہ وار الٹرا وائیلیٹ ریز کی مدد سے اس کے مزاج کو کافی حد تک درست ہو گیا۔ وہ اب ایک خوش مزاج لڑکا بن گیا۔ اس دوائی کی علامات جو ایلن کی میٹیریا میڈیکا میں درج ہیں:-

لوگوں کی جانب سے چھیڑ چھاڑ پسند نہیں کرتا، ہاتھ لرزتے ہیں۔ عجیب محسوس کرتا ہے، ذاتی طور پر مجتنب طبع ہے، خولیہ کی حد تک۔ معمولی باتوں پر رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ بہت برہم، لڑنا چاہتا ہے، کوئی چیز کسی پر بھی پھینکنے میں حجاب محسوس نہیں کرتا، حتیٰ کہ بغیر وجہ کے۔

(4)

ایک اور لڑکا جو اپنے آپ کو میز کے نیچے پھینک لیتا، اپنے پاؤں کے ساتھ زور سے ٹھوکریں مارتا، چیختا اور چیختا ہی جاتا، اکثر میز کو برتنوں سمیت الٹ دیتا ہے۔

ٹیوبرکولینم ایسے ذہنی طوفان کو فرو کر دیتی ہے۔ چھوٹے بچوں کو ٹیوبرکولینم دینے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ،

ایک سال سے چھوٹے بچے کو دوا کے بغیر گولیاں پیش کرتا ہوں، اسے یہ کہہ کر بھی ضرورت ہو تو ترغیب دیتا ہوں کہ یہ میٹھی گولیاں ہیں، لیکن اگر وہ اس ترغیب کے باوجود لینے سے انکاری ہو، تو پھر اس کے منہ میں گولیاں ڈال دی جاتی ہیں۔ اگر وہ ان کو نگلنے سے بھی انکار کرتے ہوئے باہر اگل دے۔ اس کی ماں اسے یہ گولیاں کھلانے کی کوشش میں ناکام ہو جائے اور وہ اپنی ماں کا ہاتھ چبا ڈالے، اگر گولیاں اس کے منہ میں زبردستی ڈال دی جائیں تو وہ اگل دے تو ٹیوبرکولینم اس کی یقینی دوائی ہے۔ اس کی چند خوراکیں لینے کے بعد اس میں یہ طوفانی رجحانات ختم ہو جائیں گے۔

اس طرح کی علامات کے کافی مریض پرانے ہومیو معالجین کے پاس آتے ہیں اور ٹیوبرکولینم 30x بلا امتیاز فائدہ دیتی ہے۔

ممکن ہے کہ یہ رنجیدگی طبع کے دورے دانت نکالنے کی وجہ سے ہوں۔ یہ بھی ضروری

نہیں کہ بعض خاندانوں میں تپدق کی تاریخ بھی ہو۔ لیکن ایسی تاریخ کا شک بہر حال موجود ہوسکتا ہے۔ غریب طبقات اپنے خاندانوں کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض ایسے پس منظر کو چھپانے کی غرض سے جھوٹ بھی بولتے ہوں۔ میں نے کافی خاندانوں میں تپدق کا پس منظر دریافت کیا ہے۔

ایسے بچے جو ٹیوبرکولینم کے نتیجہ میں اچانک رنج وغصہ کے طوفانی اثرات سے نکل آتے ہیں بعد میں دیگر ادویات کی طلب کے مظہر ہو سکتے ہیں۔ ان کا شرارتی پن آسانی سے کنٹرول ہو سکتا ہے۔

(5)

ایک بچی نو دس سال کی میرے پاس دو سال پہلے لائی گئی۔ بتایا گیا کہ وہ کافی عرصہ سے رات کو خراٹے لیتی ہے اور اس کی ماں یہ جاننا چاہتی ہے کہ کہیں یہ خراٹے بڑھے ہوئے ٹانسلز کی وجہ سے تو نہیں۔ وہ اسے گلے کے چار مختلف ہسپتالوں میں دکھا چکی تھی۔ ان سرجنوں میں سے کوئی بھی اس کا منہ کھلوانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ میں نے محسوس کیا کہ بچی ناقص غذا کا شکار ہے۔ کھائی گئی غذا جسم کا جز نہیں بنتی۔ وہ دوستانہ انداز میں رہی۔ میں نے اسے منہ دکھانے کے لئے کہا تو اس نے منہ بند کر لیا۔ وہ بے پناہ خوف و دہشت کا شکار تھی۔ وہ ہاتھ تک لگانے نہ دیتی۔ چیختی ہوئی اور روتی ہوئی۔ چار جوانوں نے اسے قابو کرنے میں کامیابی حاصل کی تو وہ فرش پر لیٹ گئی۔ دو تو فرش پر اس کے ساتھ گر پڑے۔ میز، کرسیاں، اور ادویہ بکھر گئیں۔ اس کی آنکھیں شیشے کی طرح ہو گئیں۔ وہ چلاتی، "میں تمہیں قتل کر دوں گی"۔ میں نے اپنے آپ کو اس کی برستی ہوئی ٹانگوں کے دائرہ سے نکالا اور ٹیوبرکولینم 30x منگوائی۔ اسے دوا دینا ایک وحشت ناک مرحلہ تھا۔ پہلی گولی زبردستی اس کے منہ میں داخل کی گئی تو اس نے نکال پھینکی۔ دوسری بھی تھوک دی اور کمرے کے دوسرے کونے میں پہنچ گئی۔ تیسری گولی اس کے منہ میں مضبوطی سے ٹھونس دی گئی اور اس کا منہ اور ناک بند کر دیا گیا۔ تاکہ وہ نگلنے پر مجبور ہو جائے۔ وہ نڈھال ہو گئی اور ہم سب بھی۔

اگلے ہفتے وہ واپس آئی۔ اس کے منہ میں spatula ڈالنے پر اسے کوئی تردد نہ ہوا۔ اس نے مجھے منہ بخوشی دکھایا۔ میں مشکل ہی سے مان سکتا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو تھوکنے اور کاٹنے والی بلی کی طرح سے ایک ہفتہ پہلے وارد ہوئی تھی۔ چونکہ اس کے ٹانسلز زہر آلود تھے لہٰذا میں نے آپریشن تجویز کیا۔ کسی نے اسے ٹیوبرکولینم دیئے جانے سے پہلے کا کھیل کھیلتے نہ دیکھا۔ لہٰذا ٹیوبرکولینم کی علامات میں یہ اضافہ کر لیں،

بچے میں نامعقول دہشت، ڈاکٹری ملاحظہ کے وقت یا اجنبی کے روبرو۔

ایک اور مشکل بچہ ذرا مختلف علامات کے ساتھ آیا مگر اسے بھی ٹیوبرکولینم کے ساتھ ہی صحت ہوئی۔ میں نے اسے ذرا مختلف دوا دی۔ یہ کوچ کی تیار کردہ ٹیوبرکولینم تھی۔ مارکیٹ میں مختلف ٹیوبرکولینز ہیں۔ وہ ٹیوبرکولینم کے طالب بچے پر اثر کرتی ہیں اگر وہ درست طور پر تجویز ہوئی ہوں۔

یہ لڑکی ستمبر 1936ء میں لائی گئی۔ کیفیت یہ تھی۔

عمر ساڑھے پانچ سال، نازک، رات کو چیختی و چلاتی، بالکل چھوٹے بچوں کی طرح، سال کے شروع میں گردن پر بڑھے ہوئے غدود کے آثار سامنے آئے۔ غدود کا آپریشن ہوا تو کان کی اندرونی راستے کا بھی ایمرجنسی آپریشن کرنا پڑا، آپریشن کے بعد سے اسے بخار کے حملے ہر چھ ہفتے بعد ہوتے ہیں۔ ساتھ قے بھی۔ تیزابیت کے مخصوص دورے، مسٹائڈ بھی درست نہ ہوئے اور کان کے نچلا زخم تک ٹھیک نہیں ہوا۔ داغ صاف طور پر موجود ہے۔ مخصوص سوزش موجود ہے۔ اس کو غذا کنٹرول کے ساتھ دی جاتی ہے۔ چکنائی سے پاک، بلا ملائی، دودھ، ابلی ہوئی سبزیاں، براؤن بریڈ، ٹماٹر، سلاد، جو کا دلیا، جوس، اس کے باوجود قے کے دورے۔

خاندانی پس منظر کے لحاظ سے ماں جوانی میں ہی margate میں مبتلا رہی۔ چھ ماہ تک تپ دق سے پہلے کی کمزوری میں۔ نفسیاتی طور پر مشکل مگر مختلف۔ بہت پر جوش، بحث کرنے والی، ہر وقت تردید پر آمادہ ہونے کی بنا پر اسے مسٹر نو Miss no کہا جا سکتا ہے۔ منتقم، جو کہا جائے اس کے مخالف عمل کی عادی، بے چین، چلبلی (چین سے نہ بیٹھنے والی) میرے کمرے میں شوشک کے ساتھ کھیلتا رہی حالانکہ اس کی ماں منت سماجت سے روکتی رہی، آخر کار شوشک ٹوٹ گیا، وہ تمام دروازوں تک پہنچی، ان میں سے چیزیں نکالتی اور پھینکتی، کتابوں میں تصویریں دیکھتی اور پھینکتی، اپنا ہاتھ دکھانے اور کپڑے اتارنے سے بھی انکاری، اسے قابو کرنا مشکل، بحث کرتا ہے، سرکش اور ضدی، ہمدرد اور ہمدردی کو پسند نہیں کرتی، چھلاوا، شور و غوغا، حتیٰ کہ میں اس کی ماں سے محو گفتگو تھا، وہ پتلی، سیاہ بچی تھی، ہمیشہ بھوکی رہتی مگر پھر بھی بڑھوتری سے عاری، ہسپتال میں بہت مشکل کا باعث، آپریشن کے بعد مرہم پٹی میں بہت سے حادثات، بہت مصنوعی شرمیلی، نہانے سے چالو، بے صبر، کتوں سے خائف، اس کا وزن چودہ کلو۔

ٹیوبرکولینم (کوچ) 30x تجویز کی گئی۔ اس سے تیزی سے بہتری ہوئی۔

ایک ماہ بعد اس کے وزن میں ایک پونڈ کا اضافہ ہوا۔ اسے سر درد کی شکایت نہ ہوئی۔ بخار، قے (عام غذا پر بھی) ختم ہوئے۔ اندرونی کان کا زخم بھر گیا۔ رات کے پسینے ختم ہو گئے۔

اگر چہ بھاگ دوڑ میں جسم گرم ہو جاتا تھا، صبح کے وقت اس کے کمرے سے بدبو اور قبض جو کہ ایک پرانی علامت تھی، کافی بہتر ہوئی۔

تیسرے مہینے آئی تو بالکل پر جوش نہیں تھی، بہت خاموش انتظار گاہ میں منتظر، اب وہ خاموشی سے کتابیں دیکھتی ہے۔ کسی چیز کو نہیں چھیڑتی، وزن میں تین کلو کا اضافہ، قے بخار اور کان کا زخم کا داغ بھی صاف ہو گیا۔ ٹیوبرکولینم 1m۔

پانچ ماہ بعد 2 فروری 1937ء میں وزن میں پانچ کلو اضافہ۔ طبیعت کی ہیجانی کیفیت سکون سے بدل گئی، بخار، سردی ختم، اگر چہ موسم بہت سرد تھا۔

29 مارچ 1937ء، قبض بہت زیادہ، چھان اور agar agar کا اضافہ کیا۔ اندھیرے اور کتوں کا خوف ختم، زیادہ خاموش اور زیادہ باتونی بھی نہیں رہی۔

15 ستمبر 1937ء، وزن برابر بڑھ رہا ہے۔ چھ کلو کا اضافہ، قبض رہتی ہے۔ ہر چیز کھا سکتی ہے۔ جلد تھک جاتی ہے۔ آنکھوں کے نیچے اندھیرا، بھاری جسم، سوتے میں بدبو، گرمیوں میں گردن کے غدود بڑھ گئے، کوئی تکلیف نہیں۔

بچی کا مزید علاج ضروری ہے۔ مگر اس کی ذہنی علامات کافی درست ہو گئی ہیں۔ وہ اب ہر ایک کے لئے قابل برداشت ہو گئی ہے۔ اس کے والدین پر کوئی زیادہ بوجھ نہیں رہا۔ اب وہ طاعت گذار اور ضدی نہیں رہی۔ غصہ کے دورے بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ وہ سکول میں ٹھیک جا رہی ہے۔ دسمبر 1937 سے بمشکل حاضر ہوئی۔ ٹیوبرکولینم 1mx دوبارہ تجویز کر دی گئی۔

بچی ہومیو علاج سے نمایاں طور پر بہتر ہوئی، غیر معمولی طور پر صحت یاب ہوئی۔ اب بچی انتہائی اچھے طرز عمل کا آئینہ بن گئی ہے۔

اسے پابند رکھنے کی ضرورت نہیں۔ دوران علاج بھی اسے اپنے ہی ماحول میں رکھا گیا۔ اہتمام صرف اتنا تھا کہ ہومیو علاج باقاعدگی سے کیا گیا۔

ٹیوبرکولینم ایک حیران کن دوا ہے۔ لیکن بچوں میں دیگر اقسام بھی ہیں۔ اس وجہ سے ان کے لئے دیگر ادویہ بھی اسی طرح موثر ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ دوا بالمثل ہو۔

(7)

چند سال پہلے ایک لڑکی تین سال کی میرے پاس قبض کے علاج کے لئے لائی گئی۔ وہ گول مٹول اور بہت خوبصورت تھی۔ وہ چیختی تھی۔ اسے چھوا نہیں جا سکتا تھا۔ اس کا معائنہ بہت مشکل تھا۔ اس کی آنکھیں شیشے کی طرح چمک دار، چلاتے ہوئے کہتی ہے "میں اپنے ڈیڈی کو بتاؤں گی"۔ اس کا بہت زیادہ پیچھا کرنا پڑا۔ وہ شروع سے آخر تک چلاتی رہی۔ پوری طاقت سے

احتجاج کرتی رہی۔ اگرچہ اس کا مزاج ٹیوبرکولینم کا تھا۔ مگر صرف ایک علامت پر دوائی تجویز نہیں ہو سکتی۔ بہت سی علامات جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ زرد، افسردہ، گول مٹول، یہاں تک کہ وہ جتنی اونچی تھی اتنی ہی چوڑی تھی۔ وہ گرمی محسوس کرتی تھی، وہ چکنائی نہیں لے سکتی تھی، وہ لوگوں کے لئے بہت دلکش تھی۔ ٹیوبرکولینم میں پائی جانے والی خوبصورتی جس میں نزاکت اور نرمی ہوتی ہے مگر یہاں کیفیت مختلف تھی۔ دراصل اس کی دوا..... پلساٹیلا تھی۔ پلساٹیلا کافی عرصہ تک جاری رکھنے سے اس کا متشددانہ مزاج بہتر ہوا اور اس کی بد مزاجی جس سے ہمسائے بھی تنگ تھے -اب وہ بہت شائستہ ہوگئی۔ اس کی عمر سات سال ہوگئی۔ اب تک وہ بہت اچھی اور اپنے آپ پر قابو رکھنے والی ہوگئی۔

یہ درست ہے کہ ہم پلساٹیلا کے ساتھ ڈرپوک اور رتھکا ہارا شخص کا تصور کرتے ہیں مگر جونہی جھجھک ایک طرف ہوئی تو اس دوا کا مریض طوفان، غصہ کی انتہاؤں کو چھو سکتا ہے اور اپنے والدین کی زندگی کو بہت ہی ناخوشگوار بنا سکتا ہے۔ وہ بہت آسانی سے ڈر جاتے ہیں۔ وہ لوگوں کی نگاہوں میں ناپسندیدہ ہوتے ہیں۔ وہ ضدی، ہمہ وقت بدلتے ہوئے اور بہت غصیلے ہوتے ہیں۔

ایک اور چھوٹی لڑکی غصے اور اونچی اونچی رونے کے شدید دورہ سے مغلوب تھی۔ جونہی اسے کان درد کا دورہ پڑتا ہے تو وہ ہاتھ لگانے نہیں دیتی۔ اور نہ ہی کان کو دیکھنے کا موقعہ دیتی۔ اس نے اپنے امی کو یہ دھمکی دی کہ اگر وہ گندے ڈاکٹر کو معائنہ کی اجازت دی تو وہ اپنا بیگ اٹھا کر گھر چھوڑ جائے گی۔ وہ صرف تین سال کی تھی مگر یہ کشمکش اس کے مزاج کے ساتھ گھنٹوں کے حساب سے جاری رہتی اور اس کی ماں کو بیدار رکھنے کے علاوہ ہمسائیوں کو بھی پریشان رکھتی۔ پلساٹیلا-1m کی ایک خوراک کان درد کے لئے دی گئی اور کان پھاڑ دینے والا چیخنے چلانے اور انتہا درجہ کی بدمزاجی اگلے روز سے متوازن مزاجی کے روپ میں آ گئی۔ ایسے بدمزاج بچے، پاؤں چلاتے، چیختے، ڈینٹل سرجنوں کی کرسی یا انتظار گاہ میں اکثر دیکھے جاسکتے ہیں۔

ڈینٹل سرجنوں کے بے جا خوف کا عمومی علاج ٹیوبرکولینم یا پلساٹیلا یا سے ہو جاتا ہے، البتہ کبھی کبھی دیگر دواؤں کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔ ایک بار علاج کے بعد وہ بہادری سے معالج کے پاس جاتے ہیں۔

(8)

علاج دنداں کے ذکر پر مجھے پندرہ سالہ نوجوان لڑکی یاد آ گئی۔ جب اسے پہلی بار دیکھا تو اس کے دانت نکلتے ہی سیاہ ہو گئے تھے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ نرم ایسے کے بھونے جا سکیں۔ دانت میں درد بہت شدید ہوتا تھا۔ وہ اکثر ڈنٹل سرجن کے ہاں رہتی۔ جس سے اسے خوف آ تا تھا۔ اس

کے والدین اس کے بے قابو رویہ پر بہت پریشان رہتے۔ اس پر تنقید نہیں کی جا سکتی تھی۔ وہ آسانی سے برہم ہو جاتی۔ اس کے لئے اسے کوئی بڑی وجہ کی ضرورت نہ تھی۔ معمولی بات بھی اسے برہم کرنے کے لئے کافی ہو سکتی تھی۔ وہ بہت نازک، ضدی اور عجیب تھی۔ ساری دنیا غلط تھی۔ وہ بے معنی بات پر بھی نالاں ہو سکتی تھی۔ جب وہ ناراض ہو جاتی تو وہ وحشی ہو جاتی۔ چیزیں ہر کسی پر پھینکتی۔ اس میں وہ واقف اور ناواقف کی بھی تمیز نہیں کر سکتی تھی۔ اسے کسی نے چھیڑا ہو یا نہ چھیڑا ہو، وہ سب کے ساتھ برہم ہو جاتی۔ اس پر معقولیت کی کوئی بات اثر نہ کرتی۔ بلکہ وہ الٹا اور بھی تلخ ہو جاتی۔ اس کے والدین تشویش میں تھے کہ اس کا کیا بنے گا اور پاگل پن میں وہ کیا کچھ کر گزرے گی۔

میں نے اس کیس کو ہومیو علاج کا امتحان خیال کیا۔

مریض کے والد اگرچہ ایک کیمسٹ تھے مگر پھر بھی انہوں نے ایسی صورت حال میں ہومیو علاج کا مذاق اڑانے کے بجائے تعاون پر آمادہ ہوئے۔ سٹیفسگیر یا 30x نے مریضہ کے مزاج کا تانا بانا درست کر دیا۔ اس کام میں دو دن ہی لگے۔ پہلی خوراک کے دو دن بعد مریض کی مزاجی کیفیت بدل گئی۔ اس نے والدہ کو دوستانہ لہجے میں کہا کہ

''دنیا دو دن میں کتنی بدل گئی ہے۔ مجھ پر ہر کوئی شفیق و مہربان ہو گیا ہے۔''

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے بے قابو غصہ کو درست کرنے کی دوا دی گئی ہے۔

یہ بھی حقیقت اپنی جگہ ہے کہ دوا دانت کے درد کے لئے دی گئی تھی۔ یہ دوا شیشے میں روشنی کا عکس نہیں تھا کہ روشنی ہٹانے سے غائب ہو جائے گا۔ بلکہ اس کا اثر اس وقت تک رہا جب تک وہ لڑکی خوش مزاج نہ بن گئی۔ وہ مذاق کرنے اور مذاق برداشت کرنے لگی۔ زندگی کی بعض ناہمواریوں کے باوجود وہ خوش رہنے لگی۔ کوئی اس کی علاج سے پہلے اور علاج کے بعد کی صورت حال کا تقابل کرے تو حیران رہ جائے۔ ایک طرف رنج اور غصہ کی انتہا اور اب دوسری کیفیت میں وہ متحمل و بردبار بن گئی۔

(9)

ایک اور لڑکی کا کیس بھی یاد آ رہا ہے۔ وہ شروع ہی سے میرے زیر علاج تھی۔ اب وہ بارہ تیرہ سال کی ہو گئی۔ اسے آتشک والدہ سے مزاج ورثہ میں ملا تھا۔ زود رنج، آسانی سے ڈر جانے والی، درد اور خون سے خائف، اپنے کانوں کو چھونے کی اجازت نہیں دیتی، لڑتی، نوچتی، اگرچہ اس کے کان بہتے تھے، وہ مجھے کان کے معائنہ میں مزاحم تھی، میں وزٹ کی دہشت کا عادی ہو گیا۔ اس کی کم سنی کی تکالیف کو نوٹ کرتا، کالی کھانسی، خسرہ اور سرخ بخار۔ ہر ملاقات ایک طرح کی

سزا ہوتی۔اس کا مطلب لڑائی جھگڑا اور آنسو، دلائل کا شور اور غصہ۔ میں اب بھی اسے گرم، گلناری، تمتماتے ہوئے رخسار، سیاہ نیلی آنکھیں، بڑی سیاہ پتلیاں، موٹی خوبصورت بالوں کی لٹیں، اس کے سر پر سے اُلجی جا رہی تھیں۔ جس پر اسے کوئی کنٹرول نہ تھا۔ وہ بھاگنے کی تیاری میں ہو۔

یہ کہتے ہوئے ''میں اپنے کانوں میں پچکاری نہیں لگواؤں گی''

اس کے کانوں میں پچکاری لگانے کے لئے تین مضبوط افراد کی ضرورت تھی۔کان میں میل جمع ہونے سے وہ کم قیش بہری ہو رہی تھی۔ وہ آگ بگولا ہو کر تھوکتی، اپنے پہلو کی جانب، شدید غصہ اور بے قابو لہجہ میں مریضہ کے مزاجی عوارض کا ایک سیٹ ٹیوبرکولینم کی نوعیت کا تھا۔ اسے رات کو ہمیشہ کھانسی ہوتی، اسے آسانی سے سردی لگ جاتی، جو کہ سینہ کی طرف مرکوز ہو جاتی۔ اس کی چھاتی میں کھڑکھڑاہٹ اور مرطوب آوازیں آتیں۔ وہ کہتی ''میری چھاتی ہمیشہ کھڑکھڑاتی رہتی ہے۔''

اس کے والدین اس کا بہت خیال کرتے۔ وہ اسے خزاں اور گرم موسم سے پوری طرح بچاتے، اس پر کمبل ڈالتے، وہ ہمیشہ فلالین کا دوہری پرت کا کوٹ پہنتی۔ میں نے اسے ہمیشہ اس طرح دیکھا، اس کے باوجود اس کو سینہ کی تکلیف رہتی۔ میں نے اسے کھلی فضا کی عادات اپنانے کی ترغیب دی۔ مگر آئرلینڈ والوں کی ضد جو اس کی ماں کی جانب سے اسے ملی تھی آڑے آتی۔ اس کے والد کو گرمیوں بھر میں کھلی فضا میں سونے پر آمادہ کیا۔ تاکہ بچوں کو کھلی فضا سے روشناس کیا جاسکے۔ پہلی رات وہ اور اس کا بھائی باہر سوئے۔ بچہ چارپائی سے گرا اور اس کا سر پھٹ گیا۔ قدرتی طور پر مجھے الزام دیا گیا۔ جب رات کو والد نے کھڑکی کھولی تو والدہ نے بند کر دی۔ یہ مشکل بچے کا کیس ہی نہیں تھا بلکہ مشکل ماں کا کیس بھی تھا۔ والدین درست ہو جائیں تو بچے خود بخود درست ہو جائیں۔ اکثر میں نے دیکھا کہ جب کسی مشکل بچے کو ماں سے علحدہ کر دیا جائے وہ بھیڑ کی طرح اطاعت شعار اور زیادہ خوش مزاج ہو جاتا ہے۔ علیحدگی کی کوئی وجہ یا صورت ہو قدرتی طور پر ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ ایک بار ایک بالکل سرکش بچہ فرشتہ الطبع بن گیا - ہوا یوں کہ اس کی ماں اور باپ علاج کے دوران مر گئے۔ میں آئرش خواتین کے مزاج کی طرف لوٹتا ہوں۔ ان کو کھلی فضا کا عادی بنانے کے لئے سال ہا سال کی صبر آزما اور محتاط کوششوں کی ضرورت ہے جس میں والد کی چابک دستی کی بھی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ اسے یہ سمجھانا کہ بچے کے لئے ضروری ہے کہ وہ تازہ ہوا اور موسم کی سختی برداشت کرے۔ جلدی امراض کے تمام ٹیسٹوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے۔ اس پر ٹیوبرکولینم نے بہت کم اثر کیا۔

رات کی کھانسی کی علامت پر اسے ڈروسرا دی گئی۔ جس سے مذکورہ علامات دور ہو گئیں۔

سینہ کی کھڑکھڑاہٹ، ختم ہو گئی۔ اور اس کا مزاج بھی تبدیل ہو گیا۔ دائیں جانب نمونیہ جس میں چبھن دار درد ہوتا تھا، جو صبح کے وقت شدت اختیار کر لیتا، انتہائی جذباتی بچہ مزاج کے لحاظ سے خاموش اور فلسفلیانہ مزاج بن گیا۔ جب اس کے کان سے ڈسچارج شروع ہوا اور والدین اسے بورڈنگ ہاؤس سے مجھے دکھانے کے لئے لائے تو مجھے محسوس ہوا کہ ڈروسرا جو کہ تپدق کی دوائی ہے مریض کے مزاج کو بھی بہتر بنا دے گی بشرطیکہ باقی علامات ملتی ہوں۔ برسبیل تذکرہ یہ بھی درست بات ہے کہ سلیکا نے اونچی طاقت میں کان کے بہاؤ کو ایک مہینہ میں درست کر دیا۔ اس کیلئے کسی مقامی علاج کی ضرورت نہیں ہوئی۔ صرف کان کو خشک کیا جاتا رہا۔ چند دن میں کان درست ہو گیا۔ کان کے ڈسچارج میں یہ دوا بہت کارآمد ہے۔ بشرطیکہ ڈسچارج بہت زیادہ تیز اور زہریلا نہ ہو۔ حتی کہ کان کی گلنے کی صورت میں بھی یہ دوا کام کرتی ہے۔ بہرحال مریض کا انفرادی مطالعہ ضروری ہے۔ علامات کے مطابق مناسب دوا کی تجویز اصل الاصول ہے۔

مشکل بچوں کے بارے میں مزید

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ والدین کا ٹیو برکولینم مزاج طوفانی مزاج کے بچے پیدا کرتا ہے۔ ٹیو برکولینم ٹھنڈے اور کہر آلود طوفانوں میں باہر نکلنے کے شیدائی ہوتے ہیں۔ طوفانوں سے لڑنا، ان کے لئے شوق میں فراوانی پیدا کرتا ہے۔ جسمانی یا طبعی خواہشات ذہنی پسند یا ناپسند پر منحصر ہیں۔ جنگل مزاجی، غصہ، تندی، تیزی اور شوریدگی مناسب دوا سے ڈھل جاتی ہے۔ اس مزاج کی ایک اور دوا فاسفورس ہے۔ اس میں بھی شدت پائی جاتی ہے۔ آسانی سے غصہ آ جاتا ہے۔ برہم، خائف، خوف، وہ بھی کئی چیزوں کا، اور سال ہا سال سے۔

(1)

میں ایک بچے کو جانتا ہوں جو عملاً تنہائی کی کیفیت سے دوچار ہے۔ وہ اٹھارہ سال کے وقفہ کے بعد پیدا ہوا۔ قدرتی طور پر بہت سی محرومیاں اس کے ساتھ تھیں۔ بدقسمتی سے وہ نرم ولطیف نوجوان تھا اور بالآخر برباد ہو گیا۔ اس طرح وہ ایک سرکش کے طور پر پروان چڑھا۔ سکول میں ہر ایک کے لئے مشکل تھا اچانک اسے غصہ کے دورے پڑ جاتے۔ جب کوئی اس کے لئے کچھ نہ کر سکے گا تو وہ خاموش ہو جائے گا۔ کسی سے بات نہیں کرے گا۔ کمرے میں بیٹھے بیٹھے اچانک نکل جائے گا اور غسل خانہ میں مقفل پایا جائے گا۔ عام طور پر مزدور پیشہ گھروں میں واحد جائے سکون۔ باہر نکلنے سے انکار کر دے گا یا جواب ہی نہیں دے گا۔ اس کی ماں اسے ہوش کرنے کے لئے کہے تو وہ چپ سادھ لے گا۔ وہ خوف کے ساتھ کانپتا اور لرزتا ہے۔ چیختا اور چلاتا ہے۔ لوگوں سے خائف ہے، اکیلا ہونے پر ڈرتا ہے، تاریکی، گھن گرج، طوفان اور ہوا سے خوف زدہ ہے۔ سکول میں مطابقت پیدا نہیں کر سکتا۔ دوستوں سے بھی بے جوڑ ہے۔ صرف اس وقت کوئی بات سمجھے جب احساس کی سطح پر آ جائے۔ کلینک پر کمی خون کے باوجود نہیں جائے گا۔ ماں سخت پریشان ہو گی۔ اسے یہ حکم ملے گا کہ وہ اسے نفسیاتی علاج کے لئے لے جائے۔ مگر اسے نہیں لے جا سکتی۔ جب اسے پناہگاہ سے نکالا جائے تو وہ چھپ جائے گا۔ ٹھڈے مارے گا۔ آخر میں میرے کہنے پر باہر آئے گا۔ وہ مجھ سے کچھ مانوس ہو چکا ہے۔ بارہ سال کا ہو گیا ہے۔ شاید مجھ سے غیر ہونے کی بنا پر خوف کا باعث نہیں۔ وہ پست قامت ہے۔ پتلا، صاف رنگت، سرخ، شور سے حساس، چھونے سے حساس، بہت ضدی، نچلا نہیں رہ سکتا، سردی کو بہت محسوس کرتا ہے۔ وہ ہمدردی پسند کرتا ہے۔

ہنگامہ پسند ہے۔

اس کا مزاج فاسفورس سے اتنا مطابق ہے کہ میں نے جلد ہی اس کو شناخت کر لیا۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ ماضی میں بھی اس کا مزاج فاسفورس ہی کا تھا۔ اس کی والدہ نے بتایا کہ وہ فاسفورس سے ہفتہ دو ہفتہ میں مکمل طور پر بدل جاتا ہے۔ خوش و خرم، بڑھنے پر آمادہ، جو کچھ کرنے کو کہا جائے اس پر آمادہ، اس کے ذہنی خوف ختم ہو جاتے ہیں، دو تین سال سے وہ بے قاعدہ رہتا ہے۔ جب سے وہ جھٹکے لینے لگا ہے۔ جب سکول والوں کو بتایا گیا تو وہ بالکل مجروح اور قابو سے باہر ہو گیا ہے۔

جب سے اسے فاسفورس دیا جاتا رہے وہ ان ہیجانی کیفیات سے باہر رہتی ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ آج کل وہ سکول میں ٹھیک ہے اور حقیقتا بڑھ رہی ہے اور موٹی ہو رہی ہے۔ میں نے چاہا کہ اس کی والدہ اسے باقاعدگی سے ہر ماہ لاتی رہے۔ وہ مزدور پیشہ مصروف خاتون ہے۔ جب تک وہ خاتون کے قابو سے بالکل باہر نہیں ہو جاتی وہ اسے لے کر نہیں آتی۔ اس طرح وہ حالات کو ہاتھ سے نکل جانے کا موقعہ دیتی ہے۔ یہ صورت حال بچے کے لئے قابل رحم ہے۔ اس کی حساس طبیعت، اچانک خوف، اس میں پختہ ہو جائیں گے، اور وہ اس کیلئے آزار ہو گا اور ماں کیلئے عذاب، یہاں تک کہ اسے خوب مزاج آشنا ڈاکٹر مل جائے، جو ہومیو پیتھی میں بے پناہ ریاضت سے حاصل ہوتا ہے۔

فاسفورس اور ٹیوبرکولینم کے قریب سلیکا ہے۔ اس کی فطرت بھی بہت مشکل ہے۔ اگر چہ یہ بعض پہلوؤں سے بہت مختلف ہے۔ پتلا، سفید چاک کی طرح، شفاف، بڑا سر خاص طور پر ماتھا مینار کی طرح ابھرا ہوا، سر میں جیسے پانی پڑا ہوا ہو، پرانے فزیشنوں سے مشابہ سر، سوکھا پن ساتھ، بڑھا ہوا پیٹ، کمزور ٹانگیں خاص طور پر ٹخنے۔ مزاجی طور پر وہ زود رنج ہے۔ بے ہمت، ڈرپوک، سبکدوش، ہر چیز سے کٹنے کے رجحان پر مگر جونہی بات کریں تو وہ دوغلا، شوریدہ، مزاحم اور مضبوط سر والا، اس سے جتنی نرمی سے بات کریں گے وہ اتنا ہی زیادہ چیخے گا۔ وہ اپنی ماں کے سکرٹ کیساتھ جھولتا رہے گا۔ گلے کے معائنے میں وہ اتنا سرکش نہیں ہوتا۔ جس طرح کے ٹیوبرکولینم کا مریض چیختا ہے اور ہاتھ پاؤں چلانے لگ جاتا ہے اور وہ مزاحمت اور ہمت کے انداز میں کچھ نہیں کرتا۔ آپ دیکھتے ہیں،

''منہ سختی سے بند، بیزار اور پھر رونے لگے گا۔ وہ ہفتہ وار ملاقاتوں میں مجھ سے ہفتوں بات نہیں کرے گا۔ اچانک ایک روز وہ دلیر ہوا اور اس نے مزاحمت چھوڑ دی اور اسنے دوستانہ رویہ اختیار کر لیا۔ اس نے مجھے دھکیلا اور میرے منہ پر چپت لگائی اور پھر مجھ سے چمٹ گیا۔ مگر خاموش ہو گیا۔ کئی ملاقاتوں پر بات نہیں کی لیکن ہر بار وزن کرنے پر اصرار کرتا۔ جب تک اسے نرس دیکھ نہ

لے وہ نہیں جاتا تھا۔ سر پر پسینہ اور بازوؤں میں جلن، پاؤں سے بدبو، گرمیوں میں، قبض جو کہ دیگر علامات کے ساتھ بہتر ہوئی تھی۔ چھوئے جانے سے نفرت، بدمزاجی کے دورے، بڑے بھائی سے جھگڑتا ہے۔ دائیں کان میں کئی سوراخ، سینے کی ہڈی دوھری بنی ہوئی، کندھے کی ہڈیاں سپرنگوں کی طرح کی، انتہائی مشوش، چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ بیزار ہو جاتا، سردی بہت محسوس کرتا۔ ......
سیلکا 30x دی گئی۔ 11 اپریل 1935ء ضرورت کے وقت دوا کا اعادہ کیا گیا۔ 5 ستمبر کو کھانسی، سر کا پسینہ دوبارہ شروع ہو گیا۔ پھپھڑوں میں مائع چھلکنے کی آواز۔ دسمبر میں سرکشی، جس کے لئے اینٹم ٹارٹ اور سلفر کھانسی کے خاتمہ کے بعد۔ کرسمس کے بعد دم کشی اور کھانسی شدید تر ہو گئی۔ کئی دن کے لئے بخار بھی آ گیا۔ باہر جانے پر سردی لگ جاتی۔ ایسی کھانسی کے لئے آرسینک 30x رات کے وقت۔ جنوری 1936ء بہت پریشان، ہلکا یہاں تک کہ وزن اکیس سیر۔ عمر چھ سال، ٹیوبرکولینم 30x شامل کی گئی۔ کیونکہ سیلکا کے ساتھ بہت اچھا کام کرتی ہے۔ ہفتہ وار خوراک کو ٹیوبرکولینم سے وہ طاقت ور ہو گیا۔ پریشانی بھی کم ہوئی۔ مگر وزن یکساں رہا۔ سردی کی نئی لہر فروری 18 کو شروع ہوئی۔ 25 فروری کو خسرہ شروع ہو گیا۔ پھر کھانسی، دم کشی جس کے لئے ڈروسرا۔ 5 مارچ 1936ء کو کھانسی ختم ہوئی، خسرہ صاف ہو گیا۔ 12 مارچ کو ڈروسرا کی خوراک دہرائی گئی۔ خسرہ کے باوجود وزن میں کمی نہ ہوئی۔ اگلے ہفتے نصف پونڈ وزن بڑھا۔ 14 مئی تک دو پونڈ اضافہ ہوا۔ پسینے دوبارہ۔ سیلکا سے وزن بحال رہا۔ سر کی شکل بدل رہی تھی۔ ستمبر تک وزن میں سیلکا کے استعمال سے مزید تین پونڈ اضافہ ہوا۔ اس طرح علاج کے شروع سے اب تک کل اضافہ پانچ پونڈ تھا۔

سیلکا کی وجہ سے وزن اچانک تیزی سے بڑھنے لگا۔ اب وہ بچپنے سے نکلتا محسوس ہوا۔ وہ اپنے بارے میں خود بولنے لگا۔ ماں کے بغیر ڈسپنسری میں آنے لگا۔ دوسرے بچوں سے باتیں کرنے لگا۔ آٹھ سال کی عمر میں اس کا جسم بھر چکا تھا۔ اس کا آٹھ پونڈ وزن زیادہ ہوا۔ اس سال

میں ہو جاتی ہے۔ تکلیف دہ حد تک شرمیلا، کونوں میں چھپتا ہے، اپنی ماں کے پیچھے چھپتا ہے، بچپن میں اپنا منہ اپنے ہی ہاتھوں سے چھپاتا، شرمسار اور خائف، بزدلی، بے ہمتی، غیروں سے خائف، دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلا نہیں جاتا، خود کو لیٹے میں ڈھانپنا چاہتا ہے۔ سوال کا جواب نہیں دیتا۔

(2)

جب پہلی بار برائیٹا کارب کا مریض دیکھا تو وہ آٹھ سال کی عمر کا تھا۔ وہ پڑھ نہیں سکتا تھا یا پڑھنے پر آمادہ نہیں تھا۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ اپنی بھوری آنکھوں سے مجھے دیکھتا رہا۔ پانچ منٹ کے بعد مشکل سے جواب پر آمادہ ہوا۔ جواب دیتے وقت وہ ہمیشہ رک رک کر ہلکا ہکلا کر بولتا۔

سکول میں وہ کچھ نہیں کر سکتے، زیادہ ڈرے اور شرمیلے۔ اس کی بڑی بہن اس پر بھونکتی ہے۔ وہ بالکل غریب ہے، ذہنی طور پر غیر مستحکم ہے۔ ایک چھوٹے سے چھوٹا جملہ بھی بغیر ہکلاہٹ کے نہیں ادا کر سکتا۔ ایسے بچے کے لئے زندگی کا کیا موقع ہے۔ برائیٹا کارب اس کے لئے بہت کچھ کر سکتی ہے۔ اٹھارہ ماہ تک وہ باقاعدہ آتا رہا۔ اس نے جسمانی طور پر وزن اور جسم خوب حاصل کیا۔ ہکلاہٹ بھی چھوڑ دی۔ اب وہ پڑھ سکتا تھا۔ وہ اپنے سکول کے بچوں سے آزادانہ بات کر سکتا تھا۔ بلکہ اب تو وہ گلی میں بچوں کے ساتھ لڑتا بھی تھا۔ افسوس کہ گندی گلیوں کے خاتمے کی سکیم کے تحت وہ بچہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی تعمیر برائیٹا کارب کے بغیر نہیں ہو سکے گی۔

(3)

مجھے ایک اور خاندان یاد ہے۔ جو ہماری ہم جماعت تھی۔ وہ اس انتہائی تکلیف دہ خاموشی اور شرمیلے پن کی مریضہ تھی۔ وہ مجھ سے چند سال بڑی تھی۔ اس طرح میرا اور اس کا رابطہ بہت کم تھا۔ مگر میں نے اسے کسی سے بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔

اگر کسی وقت کوئی پروفیسر یا انسٹرکٹر اس کی جانب دیکھتا تو وہ شرما جاتی اور دوسری جانب دیکھنے لگتی۔ وہ کچھ بھی جواب نہ دیتی۔ وہ کالج میں مستقل طور پر نشانہ مذاق بنتی۔ ممتحن کو جواب دینے کے لئے وہ کس طرح حوصلہ پا لیتی، میں نہیں جانتا۔ عجیب بات ہے کہ پانچ سال کے کالج کے زمانے میں اس نے اپنے کسی ہم جماعت سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ میں یہ بھی تصور نہیں کر سکتا کہ وہ طب کے پیشہ میں کام کس کس طرح کرے گی۔

(4)

ایک اور چار سالہ بچے کی بیماری کی کہانی ان صفحات میں بیان کر چکا ہوں۔ اس کا بچوں

کے ماہرین کے ہسپتالوں میں چھ ماہ تک علاج ہوتا رہا۔ اسے مچھلی کے تیل اور شیرہ کے مرتبان کے مرتبان پلائے جا چکے تھے۔ تا کہ اس کے اعصاب مضبوط بنائے جا سکیں۔ مگر ذرا برابر بھی فائدہ نہ ہوا۔ اس کا وزن بھی بہتر نہ ہوا۔ نمونیا اور سرخ بخار اور خناق کی کیفیات بھی باقی رہیں۔ اس کا وزن 1933ء میں 36 پونڈ تھا۔ اگست 1934ء میں 35 پونڈ۔ وہ ایک شرمیلا، پریشان، اجنبی کی طرف نگاہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلتا نہیں تھا۔ اپنے آپ کو کونے میں چھپائے رکھتا۔ وہ ایک لفظ بھی نہیں کہتا تھا۔ حالانکہ وہ ایک روشن، خوبصورت، خوش باش کھلنڈرانہ روح اور مذاق سے بھرپور شخصیت کے طور پر پیدا ہوا تھا۔

سب سے پہلے اسے بگڑے ہوئے نمونیہ کیلئے چند خوراکیں کالی کارب کی دی گئیں۔ پھر برائٹا کارب 6x (صبح وشام) چند ہفتوں کے لئے دی گئیں۔ جس کے بعد برائٹا کارب 1m- دی۔ ایلوپیتھی ڈاکٹروں نے نفسیاتی علاج تجویز کیا۔ اور خاص مشاہداتی ذرائع اختیار کئے۔ ہومیو علاج نے اسے توانائی دی۔ اس کے مزاج کو تبدیل کیا۔ اس نے نو پونڈ وزن دس مہینے میں اضافہ کیا۔ کھانسی اور نمونیہ سے نجات ملی، اس کا خوف ناک شرمیلا پن اور غیروں سے خوف دور کیا۔ کیا ہومیونفسیات کا ماہر معالج ہونا ایک اثاثہ سے کم ہے۔ میں اس کی والدہ کو اب بھی کبھی کبھی دیکھتا ہوں۔ وہ دیگر ضلع میں چلے گئے ہیں۔ بچہ سکول میں خوب ہے۔ روشن، مستعد، بچوں والی تمام حرکات کے ساتھ۔

میں طالب علمی کے زمانہ میں ہاؤس سرجن کے طور پر بچوں کے ہسپتال میں کافی عرصہ رہ چکا ہوں۔ ایلوپیتھک مقویات (tonics) جس کا زمانہ پتھر سے آغاز ہوا۔ آئرس فوڈ، سٹرجن اور کونین مکسچرز تیل اور شیرہ اور دوسرے مرکبات سے اسے تھوڑے وقت میں اس طرح کے نتائج میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ اگر اس طرح کے نتائج دیکھتا تو کبھی ہومیوپیتھی پڑھنے کی زحمت نہ کرتا۔ کیوں کہ ایسا سخت کام کرنا، نصف نصف رات کے بعد مطالعہ ومحنت کوئی آسان کام نہیں۔ مگر اچھے نتائج اپنی قسمت خود بناتے ہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہومیوپیتھی کو بہتر طور پر جانا جائے۔، زیادہ ڈاکٹروں کو تعصبات پر قابو پالینا چاہیے۔ ان کو چاہیے کہ وہ تحقیق کریں۔

(5)

اب ایک اور مشکل بچہ، شرمیلا، خاموش مگر برائٹا کارب کے بالکل مختلف۔ یہ نیٹرم میور کا مریض ہے۔ نیٹرم میور عام نمک ہے۔ یہ نمک روزمرہ استعمال میں اتنا عام ہے کہ بہت سے لوگ اور خاص طور پر ڈاکٹر اس کی تقلیل شدہ مقدار میں کسی دوائیت اور افادیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ڈاکٹر برنٹ اس دوا کے بارے میں بہت ہی متجسس تھے۔ انہوں نے اس کے استعمالات پر خوب [illegible] لیا

ہے۔ انہوں نے نیٹرم میور پر ایک کتاب میں اپنے نتائج تحقیق درج کئے ہیں۔

نیٹرم میور کا بچہ ہر کام میں دیر کرتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جب ایسے بچوں کو ہسپتال لے جایا جاتا ہے تو چالاک ہوشیار نرسیں کہتی ہیں کہ تشویش کی کوئی بات نہیں۔ بچہ بڑھ جائے گا وہ یقیناً بڑھتا ہے مگر بہت سست روی سے۔ اسے نیٹرم میور دیں یا کوئی دیگر مطلوبہ دوا، تو بچہ بولنا شروع کر دے گا جیسے معمول سے بولنا سیکھا ہو۔ نیٹرم میور کا بچہ عام طور پر پیلا ہوتا ہے۔ اس کی جلد چاک، چکنی، میلی چمک دار، وہ لاغر، کمزور، پتلا ہے، خوب کھاتا ہے مگر وزن نہیں چڑھتا۔ بہت سے ایسے بچے ہیں۔ میں ایک کو جانتا ہوں وہ اکیلا رہتا ہے۔ اگر کسی نے اس سے بات کرنا چاہی تو وہ اپنا منہ دیوار کی جانب کر لے گا۔ اگر پھر دیکھا جائے یا اسے سرزنش کی جائے تو وہ آنسو بہانے لگ جائے گا۔ جتنی اس کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی جائے گی وہ اتنا ہی ناراض اور متضاد اثر قبول کرے گا۔ وہ ہنگامے سے نفرت کرتا ہے۔ وہ ناراض، چڑچڑا اور چلاتا ہے۔ وہ سیکھنے میں بہت پیچھے ہے۔ آہستہ، خائف، کند ذہن، بیوقوف، بے ڈھنگا، ہمیشہ چیزیں گرا دیتا ہے۔ چلتے ہوئے ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ ہر معاملے میں بہت پیچھے۔ بولنا، چلنا سننا غرض سب کچھ دیر سے سیکھ پاتا ہے۔ وہ نقب زنوں کے مفروضہ خوف میں رہتا ہے۔ شور پر ناراض ہوتا ہے۔ اس طرح اچانک دروازہ کھلنے پر برہم ہو جاتا ہے۔

وہ نمک کا مریض ہوتا ہے۔ مگر چکنائی کو پسند نہیں کرتا۔ طوفان سے ڈرتا ہے۔ اس کے ہونٹ آسانی سے پھٹ جاتے ہیں۔ خاص طور پر نچلا ہونٹ درمیان سے جب وہ نو سال کا تھا۔ وہ کن آنکھوں سے دیکھنے کے عارضہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جس کے لئے سرجن آپریشن کرنا چاہتے ہیں۔ صبح کے وقت بیدار نہیں ہوتا۔ وہ کبھی ٹھیک نہیں ہوتا۔ جب تک دن کچھ گرم نہیں ہو جاتا وہ بیدار نہیں ہوتا، یعنی دس بجے تک۔ سکول میں غبی ہوتا ہے۔ نیٹرم میور نے اس کے لئے معجزہ سر انجام دیا۔ اس کا جسمانی و ذہنی بے ڈھنگا پن ختم ہو گیا۔ وہ سکول میں زیادہ تیز ہو گیا۔ سبق میں اچانک نمایاں ہونے لگا۔ بھینگا پن بھی ختم ہو گیا۔ حیرانی کی بات تھی کہ اسے مزید چھ ماہ سرجنوں سے بچایا گیا۔ اگرچہ اس کی آنکھیں سیدھی نہ ہوئیں۔ اس سے زیادہ معاملات درست ہو گئے ہیں۔ بھینگا پن دراصل آنکھ کے پٹھوں کے مختلف سمتوں میں کھچاؤ اور دباؤ ہی تو ہے۔ اس کی وجہ کمزوری ہے۔ جب معلوم دوا سے فطرت کو تحریک دی جاتی ہے تو آرام آ جاتا ہے۔

میں نے ایسے بہت سے بچے دیکھے ہیں جو کمزور، پتلے، سکول میں کند ذہن، ذہنی طور پر پیچھے، نیٹرم میور سے برق رفتاری سے بہتر ہو گئے۔ واقعی ہومیو پیتھی جادو اثر ہے۔ بلاشبہ سینکڑوں میں سے ایسے بچوں کا ریکارڈ منتخب کرنا پڑتا ہے اور نام یاد رکھنا بعض اوقات ممکن نہیں ہوتا۔ صرف

معمولی نوعیت کے بیماروں کی کیفیات ترتیب دیئے جاسکتے ہیں۔ شاید اگر مجھے کچھ فرصت ملے تو میں نیٹرم میور کے بعض مزید کیس بھی ڈھونڈ سکتا ہوں جو اور بھی زیادہ شاندار ہوں۔

جب ہم یہ مان لیں کہ نمک مادی مقدار میں بچے میں کوئی تبدیلی نہیں لاتا لیکن اس کی اونچی طاقتیں ایسا کرتی ہیں۔ اس طرح 6 سے نچلی طاقت دوائیہ اثرات نہیں رکھتی۔ 30 طاقت بہرحال بہتر کام کرتی ہے۔ یہ طاقت بہرحال ذہنی اور جسمانی طور پر تبدیلیوں کا عمل شروع کر دیتی ہے۔ مگر ایک بات بہرحال یاد رکھنے کی ہے کہ نمک کی علامات کا ہونا لازم ہے۔ اس کے لئے مریض کو انفرادی طور پر لینا پڑے گا۔ بچوں کی کیفیات بہت غیر واضح ہوتی ہیں۔ ساتھ ماں ہو تو وہ مفید وضاحتوں سے اپنے بچے کی کیفیات کو سامنے لاسکتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ بچے کو محبت اور احتیاط سے دیکھتی ہے۔ اس طرح آپ حیران کن نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح بہت سی دیگر چیزوں نے بڑوں کی علامات کو گڈمڈ کر دیا ہو یا دبا دیا ہو تو وہ بھی دقت کا باعث بنتے ہیں۔

آپ کو ایسی احمق ماں نہیں ملے گی جس نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے بچے کو ہر رات اسپرین دیتی ہے تاکہ وہ ساری رات سوتا رہے۔ ''اسپرین'' میں نے خوف سے چلا کر کہا، یہ تو بہت خطرناک دوا ہے۔ آخر کار دل کو کمزور کرتی ہے۔ اعصاب کو دباؤ کا شکار بنا دیتی ہے۔ یہ خلیات کو آپس میں اوکسے ڈائز کرتی ہے اور نتیجتاً خلیات ہلاک ہوتے ہیں جن سے لاغر پن پیدا ہوتا ہے۔ جب میں نے یہ کہا تو وہ اس پر یقین نہیں کرتی۔

پوسٹر ہمیشہ پیٹینٹ دواؤں کے فوائد سے بھرے ہوتے ہیں۔ یہ پوسٹر دوا سازوں کی جانب سے بے پناہ خرچ سے پھیل رہے ہیں۔ اس کی ماں کو اس بات سے کوئی غرض نہیں تھی کہ وہ ان دواؤں سے بچے کے اعصاب برباد کر رہی تھی۔ یہ میرا دردِ سر تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے تباہی دیکھی تھی۔ اسے میں اپنی صداقت پر قائل نہیں کر سکتا تھا۔ آخر کار میں نے اسے بتا دیا کہ میں بچے کا علاج نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ان دواؤں کا استعمال بند نہیں کرے گی۔ وہ اپنی لائن پر چل رہی تھی، اس نے میرے مشورہ پر کان نہ دھرا۔ غریب مظلوم ماں، غریب بچہ کی ایسی اندھی ماں۔ میں درد ختم کرنے والی ادویات پر اعتراض کرتا ہوں۔ یہ اکثر و بیشتر خودکشیوں کا سبب ہوتی ہیں۔ کئی بار غیر شعوری طور پر ان کی خوراک میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ ان سب کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دینا چاہیے۔ یہ دوائیں سمندری حیات کی ہلاکت کا باعث تو ہوں گی مگر انسانی حیات کی کچھ بچت ہو جائیگی۔ نتیجتاً ہومیو علاج کو انسانیت کے تحفظ اور خدمت کا بہتر موقع ملے گا۔

(6)

ہم پھر مشکل بچوں کی جانب چلیں۔ 1935ء میں ایک لڑکا کا قصہ بیان کرتا ہوں۔

''اس کی عمر نو سال تھی۔ وہ اپنے والدین کے لئے بے حد آزمائش اور پریشانی کا سبب تھا۔ وہ ظالم، کینہ پرور، حاسد اور شکی، بلیوں اور کتوں کو آزار دیتا، اپنی چھوٹی بہن کو بھینچا، زخمی کیا بلکہ قریب قریب ہلاک ہی کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ حاسد تھا۔ آوارہ، گھر سے ایک دو بار بھاگنے کی کوشش کر چکا ہے۔ بعض اوقات بستر پر ہی پیشاب کر دیتا ہے۔ وہ اپنی نکر میں پاخانہ کرنے لگ گیا۔ اسے کہا گیا کہ اسے اتوار کا پہناوا نہیں ملے گا اور گندہ پاجامہ ہی پہننا پڑے گا یہاں تک کہ وہ اپنا طرز عمل درست نہ کر لے۔ وہ چونکہ شرارت کر رہا تھا لہذا درست ہو گیا اور نقصان اٹھانے پر آمادہ نہ ہوا۔ وہ ذہنی طور پر معذور نہیں تھا۔ جس وقت وہ بدمزاجی کی زد میں آتا تو چلاتا، چیختا، لوگوں پر طرح طرح کے آوازے کستا، گستاخ اور بدتمیز ہو جاتا۔ جب اسے مخاطب کیا جاتا بہت سادہ اور کھسیانا ہے۔ بلا وجہ ہنستا ہے۔ اچانک محبت کا دورہ پڑتا ہے اور ہر ایک کے بوسے لینے لگتا ہے۔ نئی چیزیں پسند کرتا ہے۔ اپنے آپ کو مصنوعی طور پر مصروف بنا کر اس کا اشتہار دینے لگتا ہے۔ اجنبیوں کے ساتھ بے جھجک ہے مگر بہت خاموش اور معقول رویے کے ساتھ، اس طرح بے انتہا معقول بن کر میرے پاس آتا ہے۔ مجھے کن آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ مجھ پر شک کرتا ہے- جب میں اس سے بات کرتا ہوں تو پوچھتا ہے کہ میں اسے بے لباس کیوں کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ معائنہ نہیں کرائے گا۔ وہ ہر چیز چراتا ہے۔ وہ سکول میں ہاتھ دکھا جاتا ہے۔ وہ نعمت خانہ میں جا کر اپنے لئے کھانے کی چیزیں لے آئے گا۔ وہ چینی، مٹھائیاں اور جام بہت پسند کرتا ہے۔ اس کا جارحانہ رویہ ایسا تھا کہ اس کی انگلیاں کار کے دروازے میں آ کر کچلی گئیں۔ وہ اس وقت سے کاروں سے ڈرنے لگا۔ اکیلے رہنے سے ڈرتا، آئینے، پانی اور طوفان سے ڈرتا ہے۔ ---سٹرامونیم میں یہ تمام علامات ہیں۔ سٹرامونیم 30x دی گئی۔ میں یہ ذکر کرنا بھول گیا ہوں کہ وہ سکول میں بہت برا تھا، حساب میں بالکل صفر۔ اسے دو تین سکولوں سے مشکل ہونے کیوجہ سے نکال دیا گیا تھا۔ سردی محسوس کرتا، ہاتھوں میں پسنہ۔ وہ غیر ذمہ دار، کینہ پرور، اپنی بہن کا چہرہ نوچ لیتا ہے، من موجی ہے، اپنے بال بکھیر لیتا ہے، نوچتا ہے، جب اسے پسند کی چیزیں ملتی ہیں تو چیختا ہے، وہ شریر اور سرکش ہے، دوسرے بچوں کو ٹھڈے مارتا ہے- اسے اچانک غصے کے دورے پڑتے ہیں۔ سٹرامونیم 30x دوبارہ دی گئی۔

دسمبر 1935ء نفرت کرتا ہے، تضادات کا شکار، مزاحمت پر چیختا ہے، اسے صحیح و غلط کی تمیز نہیں، کینہ پرور، سٹرامونیم 30x صبح و شام۔

8 جنوری 1936ء معلوم ہو کہ خاندان میں تپدق کا پس منظر موجود ہے۔ ٹانسلز اور adenoids غدود بڑھے ہوئے ہیں۔ اب زیادہ سیدھا، اور ڈرپوک اور شکی نہیں رہا- میں پہلی بار

اس کے معائینہ کے قابل ہوا۔ کچھ بہتری، چہرہ پہلے سے روشن۔ ٹیوبرکولینم 30x کبھی کبھار اور سٹرامونیم 30x ہر شام۔

مریض کافی بہتر ہو رہا تھا، مگر سٹرامونیم کا مریض اس وقت تک مکمل صحت یاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی تہ میں ٹیوبرکولینم کے اثرات درست نہیں ہو جاتے۔ بہر حال مریض اس کے بعد نظر نہ آیا۔ رپورٹس سے معلوم ہوتا رہا کہ وہ ٹھیک ہے۔

دقّی مزاج قابو میں آنے پر سٹرامونیم نے مریض کو تیزی سے ٹھیک کر دیا۔ تب خاندان سے نفرت کا پورا اظہار ہوا جس کے لئے فلورک ایسڈ دی گئی۔ اس سے کیس مکمل ہو گیا اور شفا نصیب ہوئی۔ لوگوں کو بات چھپانے اور بڑھا کر بیان کرنے کے، ہر دو طرح کے عارضے لاحق ہوتے ہیں۔ بچے کو ایک بار سکول چھڑانا پڑا کیوں کہ اس کے بغیر چارہ نہیں تھا۔ سٹرامونیم کے بعد دوبارہ سکول شروع کرایا گیا۔ سکول کی رپورٹس بھی خوب رہیں۔ رابطہ ٹوٹ جانے کے بعد کے بارے میں میرا گمان یہ ہے کہ افاقہ جاری ہے۔

میرے ایک دوست نے مشکل بچوں کے ذکر میں کیمومیلا کا ذکر نہ پا کر حیرانی کا اظہار کیا۔ اس نے کیمومیلا کا مطالعہ کیا اور اس کے غائب ہونے پر پریشان ہوا۔

کیمومیلا چھوڑ دینے کی وجہ معقول ہے۔ میں اس کی تفصیل بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کیمومیلا کا مزاج مخصوص ہے۔ یہ خطرناک، الٹی کھوپڑی کا، پریشان، زود رنج، من موجی، اس سے بات کرنا ممکن نہیں، اسے ہاتھ لگانا بھی ممکن نہیں، مزاحم، اپنی مرضی کا، جھنجھناہٹ والا، سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کیفیات کی واضح جسمانی وجہ ہوتی ہے۔ یہ ایک حاد دوا ہے۔ کیمومیلا کی علامات اس وقت ہوتی ہیں جب کہ درد موجود ہو۔ یہ علامات دانت نکلنے والے بچوں میں ہوتی ہیں۔ شروع میں یا دوسری دفعہ دانت نکلنے کے مرحلہ میں۔ اس مرحلہ میں قولنج، کان درد، سر درد، حیض کا درد، زچگی کا درد۔ اہم ترین علامت درد کے بارے میں زیادہ حساس ہونا ہے۔ معمولی درد بھی بہت محسوس ہو۔ وہ کہے گا۔

''یہ درد میرے لئے نا قابل برداشت ہے۔ خدارا اس کے لئے کچھ کریں''

کیمومیلا کا مریض بچہ سوزش زدہ مسوڑھے کے درد میں، باپ کے کندھے پر سوار ہو کر آئیگا۔ بازو ماں کے یا کسی جاننے والے کی طرف پھیلا دے گا۔ پھر باپ اور باپ سے ماں کی جانب لپکے گا۔ وہ کھلونے کا ریچھ مانگے گا۔ جب اسے یہ مل جاتا ہے تو کونے میں پھینک دیتا ہے اور کہے گا کہ

''مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے موٹر انجن چاہیے۔''

جب اسے یہ بھی دیا جائے تو وہ اسے بھی پھینک دیتا ہے۔ پھر وہ کھانا طلب کرتا ہے۔ کھانا ملنے پر پلیٹ میز پر پھینک دیتا ہے۔ وہ کسی بھی بات پر خوش نہیں ہوتا۔ کوئی چیز ٹھیک نہیں، چیختا ہے کہ اٹھایا نہ جائے تو واویلا کرتا ہے اس کے رخسار سرخ ہیں۔ بعض اوقات اس کا ایک رخسار سرخ، چہرہ گرم جب کہ باقی جسم ٹھنڈا۔ سر اور کھوپڑی پر پسینہ۔ رات کے نو بجے کے بعد درد اور مزاج میں شدت اختیار کرتا ہے۔ یہ کیفیت آدھی رات تک رہتی ہے۔ رات نو بجے کے بعد درد اور مزاج میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ خاموشی میں درد نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ہر کسی کو تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ رات کو اس کی چیخیں اتنی شدید ہوں گی کہ اس کا باپ بھی بے صبر ہو جاتا ہے۔ مزدور کالونی کے مکین اس کی چیخ و پکار پر یقین کرلیں گے کہ اس کے والدین ظالم ہیں۔ اس بارہ میں وہ پولیس کو اطلاع کر دیں گے۔ غریب والدین کو جواب دہی کرنا پڑے گی۔ اس طرح تکلیف میں بے عزتی بھی شامل ہو جائے گی۔ ایسا بھی ہوگا کہ قریبی ہسپتال میں خزاں کے جھونکے کی دوا لینے پہنچ جائے۔ اسے کلورل دیا جائے گا جو کہ ذہن کے خلیوں پر اثر انداز ہو کر طاقت ور مسکن کے طور پر کام کرے گا۔

ہومیو معالج ایسی دوا کی اجازت نہیں دیتے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ دوا ذہن کے خلیوں کو عارضی طور پر مفلوج کرتی ہیں۔ ہماری ادویات اس طرح کے منفی عمل کے بغیر کام کرتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس شاندار عمل سے پیشہ طب میں آگاہی ہو۔ ڈاکٹروں کو چاہیے کہ وہ ہمارے فارما کوپیا کا مطالعہ کریں اور ہماری ادویات کو آزمائیں۔

یہ بات دلچسپ ہے کہ مثلف لوگ درد کے بارے میں مختلف ردعمل اختیار کرتے ہیں۔ زچگی میں بھی مختلف لوگوں کا طرز عمل مختلف ہے۔ مجھے زچگی کی ایک مریض یاد ہے جو کمرے کے اوپر خاموشی سے چلتی رہی۔ وہ اپنے ہونٹ کاٹتی رہی۔ ہائے ہائے کی کوئی آواز تھی اور نہ ہی تکلیف کا کوئی اشارہ۔ حتی کہ آخری مرحلہ پر بھی۔ جب اس کی ایک کراہ۔ اس کے لئے بھی اس نے معذرت ضروری خیال کی۔ یہ غریب خاتون بھیڑیں چرانے والی تھی۔ اس کے برعکس کیمومیلا کے مزاج والی خاتون درد کے بارے میں کہیں زیادہ حساس ہوگی۔ وہ چیختی، چلاتی، اپنے آپ کو گراتی، مارتی، کاٹتی ہے، بال نوچتی ہے، حتی کہ ڈاکٹر سیاہ یا سفید کرے اس سلسلے کا کچھ نہ کچھ کرے۔ وہ اپنی طبیعت کی بنا پر مجبور ہے۔ اسے معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا کر رہی ہے۔

اسے ایک خوراک کیموکیلا کی دیں۔ وہ فوراً ہی بدل جائے گی۔ وہ خاموش، صابر، مطیع ہو جائیگی۔ معلوم ہوگا کہ زچگی کی دردیں آسان ہو گئی ہیں۔ ذہنی بے چینی اور ہیجان ختم ہو گیا۔ کیمومیلا کی برہمی اور زود رنجی مجھے ہمیشہ اپریل کے طوفان باد و باراں کی یاد دلا دیتی ہے۔ یہ مختصر اور تیز ہوتا ہے۔ بچہ اپنی دانت درد، قولنج یا اور کوئی درد چند لمحوں ہی میں ختم ہو جائے گا۔ خاص طور پر

اگر اس کو کیمو میلا کی ایک خوراک مل جائے۔ ایسے ممالک جہاں کافی زیادہ پی جاتی ہے جیسے امریکہ، جرمنی، فرانس میں کیمو میلا کی علامات عام ہیں۔ کافی اور کیمو میلا متضاد ہیں۔ یہ ایک دوسرے کا اثر زائل کرتی ہیں۔

مجھے پھر کہنے دیں کہ کیمو میلا کی علامات درد سے متعلق ہیں۔ حقیقتاً کیمو میلا کا مریض مشکل نہیں ہے۔ جب وجہ دور ہو جائے گی تو تمام بے چینی اور ہیجان ختم ہو جائے گا۔ دانت ٹھیک ہو جائے، درد بند ہوا تو سارا طوفان آہ و بکا ختم ہو جائے گا۔

امریکہ سے یہ اعتراض بھی موصول ہوا ہے کہ مشکل بچوں کو پرابلم چلڈرن کہا جاتا ہے۔ بلا شبہ نفسیات میں ان کو پرابلم چلڈرن ہی کہتے ہیں۔ ان کے نقطہ نظر سے میں اس ترکیب کی درستی کرنا چاہتا ہوں۔ مگر بہت سے لوگوں کے لئے بہت سی الجھنیں ہوں گی۔ وجہ یہ ہے کہ اہل نفسیات کے ہاں پرابلم چلڈرن کے بارے میں تاثر یہ ہے کہ ایسے بچوں کے طول طویل معائنوں اور گہرے مطالعے کے بعد علاج کی شروعات ہوں گی۔ عام فزیشن، اہل نفسیات کی سی تربیت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ مشورہ دے سکتے ہیں کہ بچہ بہر حال بڑھے گا۔ اب میں یہ دعویٰ رکھتا ہوں کہ ہومیو معالج نفسیات کا بہتر علم رکھتے ہیں۔ ان کو تعلیم ہی یہ دی جاتی ہے کہ وہ ہر مریض کو علیحدہ اکائی کے طور کے پر مطالعہ کریں، اس کو دیکھیں، مشاہدہ کریں اور پھر مطالعہ کے نتائج مرتب کریں۔ یہ تعلیم دیگر علوم کے مقابلے پر ہومیو پیتھی میں کہیں پہلے دی گئی۔ علاوہ ازیں وہ مثبت طور پر ایسے مسائل کا علاج کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس کے لئے وہ مطلوبہ دوا کا انتخاب کرتے ہیں۔ ہمارے فن کے موسس ہانیمین نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ وہ اپنے مریضوں کی ذہنی کیفیات پر توجہ دیں۔ ان کیفیات کو انہوں نے علامات کہا ہے جب کہ جدید نفسیات میں ان کو ردعمل کہا جاتا ہے۔ اس طرح ہم نے ضخیم کتابیں ان علامات پر ترتیب دی ہیں۔ یہ علامات صحت مند لوگوں یعنی پروورز پر ادویات کے اثرات سے مرتب کی گئی ہیں۔ جب ہومیو معالج انہی علامات کو بیمار میں دیکھتا ہے۔ اور ان کا علاج ان ادویہ سے اصول مثل کے تحت کیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک مشکل بچہ نفسیات کے لحاظ سے پرابلم کی ترکیب کا ہانیمین کے مرتب کردہ طرز علاج و مطالعہ پر اطلاق نہیں ہوتا۔

میں چند بچوں کے مسائل پیش کرتا ہوں۔

بعض بچوں کو ان کا ماحول مشکل بنا دیتا ہے۔ اس میں تربیت کے غلط طور طریقے، نظم و ضبط کی کمی جیسے محرکات بن سکتے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ ایسے بچے بھی ہوتے ہیں جو اپنے والدین سے موروثی طور پر کمزوریاں لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ جرمن ترکیب میں ان کو **erblich**

belasted کہا جاتا ہے۔ مجھے ایک کیس یاد ہے۔ جو بہت ہی افسوس ناک ہے۔ اس کیس کے بارے میں میں نے بچپن میں سنا تھا۔ تفصیلات یہ ہیں۔ ایک بچہ جس کے کان بہت لمبے تھے۔ مجھے خوف ہے کہ لمبے کانوں سے کیا مراد ہے؟ اس کی ماں نوجوان تھی۔ اس کا خاندان اپنی شرف و عزت کی بنا پر کافی احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس نے اپنے خاندان کی منشا کے خلاف شادی کی۔ چنانچہ شادی کے بعد خاندان نے اس سے لاتعلقی اختیار کر لی۔ بد قسمتی سے شادی کے فوراً بعد ملازمت بھی ختم ہوگئی۔ ان کے لئے بہت کٹھن دن آ گئے۔ اکثر نوبت فاقہ کشی کی ہوتی۔ ایسا بھی ہوا کہ وہ کئی بار ہوٹلوں اور بیکریوں سے چوری کر کے اپنی بھوک مٹاتے۔ ان حالات میں بچہ پیدا ہوا۔ چار یا پانچ سال کی عمر میں وہ چوری کرنے لگا۔ اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ کسی طرح کی سزا یا فہمائش اس پر اثر نہیں کرتی تھی۔ وہ جیب تراشوں میں سے تھا۔ عمر کے ساتھ حالات کے دباؤ کے تحت ان کی والدین کے ساتھ صلح ہوئی۔ بعد میں ہونے والے بچے بالکل نارمل تھے۔ ماسوائے پہلے بچے کے جس کا اوپر ذکر چل رہا ہے۔

اس کا کوئی علاج نہیں تھا۔ اسے مجسٹریٹ کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے اسے اصلاح وتربیت خانہ میں بھیج دیا۔ میں نہیں جانتا کہ سخت صنعتی نظم وضبط نے اس بدقسمت بچے کے ذہن پر کیا کیا اثرات ڈالے ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ اس ادارے میں ان فٹ تھا۔

ایک چھوٹی سی لڑکی اڑھائی سال کی عمر میں میں نے دیکھی۔ اس کا وزن سات پونڈ سے بھی کم تھا۔ اس نے بچوں کے بہت بڑے ہسپتال میں اٹھارہ ماہ گزارے تھے۔ یہاں اس کے سوکھے پن کا علاج ہوا۔ وہ اب بھی جراحتی بوٹ پہنے ہوئے تھی۔ یہ بوٹ اس کی ٹانگ ٹوٹ جانے کے بعد بطور علاج شروع کرائے گئے۔ وہ بہت گندہ تھا۔ بالکل غیر تربیت یافتہ، اپنی عادات میں گندہ، مکار، ذہنی طور پر پست، حتی کہ بات کو سمجھتا ہی نہ تھا۔ اسے مچھلی کے تیل پر لگایا گیا۔ ایک چمچہ بڑا دن میں دو دفعہ۔ اسے مذہبی رسم کے تقدس کے طور پر اہتمام سے دیا جاتا۔ یہ بچہ دنیا کیلئے بالکل ناقابل قبول بوجھ تھا۔ وہ ریوڑ سے بچھڑے ہوئے جانور کی طرح تھا۔

اس کی ماں بدکاری کے نتیجہ میں انفیکشن میں مبتلا ہوگئی۔ بچہ ہسپتال میں پیدا ہوا۔ دودھ پلانے والی ماں جو کہ عملاً تصوف کے اعلیٰ تر مقام پر ہے، وہ بچوں کی بہت محبت ہے۔ وہ مختلف محافظ سوسائٹیوں سے ایسے بچے حاصل کرتی ہے۔ اور ان کو صحت مند لڑکے اور لڑکیاں بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر بعض اوقات وہ ناکامی سے بھی دوچار ہو جاتی ہے۔

سینتیس ماہ کی عمر میں یہ بچی 27 پونڈ وزن کی تھی۔ اس کی بھوک ختم نہ ہونے والی تھی۔ مختلف چیزیں کھاتی ہی رہتی۔ مگر پھر بھی وزن سات پونڈ نارمل سے کم رہا۔ ان علامات پر اسے سلفر

دی گئی۔ تین ماہ میں وزن وہی رہا۔ حالانکہ اسے دودھ اور اچھی غذا کافی مقدار میں ملتی تھی۔ تین چمچے مچھلی کے تیل کے بھی لیتی رہی۔ تین ماہ بعد اس کی رضاعی ماں نے یہ رپورٹ دی کہ وہ چار سال کی ہے۔ بچی بہت اخفا کی دلدادہ، تخریب کار، کھڑکیاں نوچتی، جھوٹ بولتی ہے، چیزیں چرا کر چھپا لیتی اور پھر انکار کر دیتی ہے۔

اکتوبر 197ء سے پہلے میں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ مجھے سفلسی سوزش کی تاریخ معلوم تھی۔ میں نے اسے معائنہ کے لئے ساتھ لانے کے لئے کہا۔ وہ پانچ سال سے اوپر تھی۔ وزن 33 پونڈ، نارمل سے 9 پونڈ کم تھا۔ پیلا رنگ، قد و جسم مختصر، پیٹو، نفسیاتی رپورٹوں کے مطابق دوسرے بچوں کو کاٹتی ہے، چیزیں کھڑکی سے باہر پھینکتی ہے، جھگڑالو، جھوٹی، چیزیں چراتی ہے۔ خاندان میں سفلس پس منظر اور چیزوں کو آگ میں پھینک دینے کا رجحان، نڈر، شرارتی، جھگڑالو جیسی علامات نے مجھے ہیپر سلف تک پہنچا دیا۔ اس کو یہ دوا دی گئی۔ تین ماہ بعد دیکھا تو اس کا وزن سوا دو پونڈ بڑھ چکا تھا۔ رنگ ٹھیک ہو گیا۔ جسم میں بڑھوتری شروع ہو گئی۔ چیزوں کو آگ لگانے کا رجحان بھی ختم ہو گیا۔ رضاعی والدہ نے تبدیلی کو زیادہ احتیاط اور نگرانی کی وجہ سے خیال کیا۔ اسے ہیپر سلف کی اونچی طاقتیں دی جاتی رہی۔ اسے علاج کی مزید ضرورت تھی۔ آگ لگانے کا رجحان کنٹرول ہوا۔ مٹھائیاں چوری کرنے اور نازک مزاجی پر قابو پانا ابھی باقی تھا۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ اگر صحیح دوا مل جائے تو یہ مرض کو کتنی تیزی سے کنٹرول کرتی ہے۔ یہ بچہ جس کی ماں سفلس کی مریضہ ہے۔ والد غریب ہے، ہر لحاظ سے قابل رحم ہے۔ اسے درست کرنا بہت وقت طلب ہے۔ نہیں کہہ سکتا کہ علاج میں کتنا وقت لگے گا۔ میرے نزدیک اس طرح کے نفسیاتی کیس سال ہا سال کے بعد کسی واضح پیش رفت کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن دیگر علاجوں سے ہومیوپیتھی بہت کم وقت لیتی ہے۔

(XI)

عورتوں کی مخصوص تکالیف

خواتین کے غیر ضروری آپریشنوں کی تعداد انگلستان میں ہزاروں تک پہنچتی ہے۔آج ایک غریب عورت سے مجھے واسطہ پڑا۔ وہ سفید، خون سے خالی، اترا ہوا چہرہ۔ اپنی قابل رحم کہانی بیان کرتی ہے۔ اٹھارہ سال پہلے اس نے ایک بچے کو جنم دیا۔ اس وقت سے اس کی صحت کبھی اچھی نہیں رہی۔ خون بار بار جاری ہوتا ہے۔ اسے اس کے لئے ہسپتال جانا پڑتا ہے۔ اندرونی صفائی کئی بار کی جا چکی ہے۔ اب اسے گھر بھیج دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ بڑے آپریشن کے لئے تیار ہو جائے۔ اس آپریشن میں اس کے مزید اعضا نکال دیئے جائیں گے۔ وہ اس کو ایک معمولی بات سمجھتی ہے۔ چنانچہ خوشی اور فخر سے اس پر آمادہ ہے۔

میں کافی عرصہ پہلے اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہومیوپیتھی ایسی غریب خواتین کے لئے بہت کچھ کرسکتی ہے۔ حتیٰ کہ مایوس کیسوں میں بھی ہومیوپیتھی کے کافی امکانات ہیں۔ کئی سال پہلے کی بات ہے، میری جوانی کی ابتدا تھی۔ میں کام کی تلاش میں تھا۔

(1)

ایک خاتون اپنے دوست کے ساتھ لائی گئی۔ وہ قریب قریب تباہی کو پہنچ چکی تھی۔ پتلی، زرد، چہرے پر درد اور تکلیف کی گہری لائنیں۔ وہ رحم کی پیچیدہ تکلیف کا شکار تھی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں اس کے لئے کیا کرسکتا ہوں؟ تکلیف کی تفصیل پوچھی۔ اس کے جنگاسہ میں ایک بڑی رسولی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کا بیٹھنا اور چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تھا۔ معائنہ سے معلوم ہوا کہ یہ رسولی کرکٹ کے گیند کے برابر ہے۔ اس نے شرمگاہ کو مکمل طور پر ڈھانپ لیا ہے۔ اسے کئی بار بڑے بڑے ہسپتالوں میں جانا پڑا۔ اسے پٹیوں اور نوجوان ڈاکٹروں کے ایک طویل سلسلہ کا سامنا کرنا پڑا۔ کبھی رحمی سہارا pessary نصب کرتے ہی باہر آ جاتا۔ سٹاک میں موجود بڑے سے بڑا آلہ کام میں لایا جاتا مگر لاحاصل۔ اسے آپریشن کا حکم دیا جا چکا تھا۔ مگر مریضہ اس پر آمادہ نہیں تھی۔ اس طرح وہ ہومیو علاج کے لئے میرے پاس آئی۔

میرا علم و تجربہ یہی کہہ رہا تھا کہ آپریشن کے سوا کوئی حل نہیں۔ لیکن ہومیو لٹریچر کا مطالعہ ''مطلوبہ دوا کو آزمانے پہ مجھے اکسا رہا تھا۔'' میں نے رحمی سپورٹ نصب کر دی اور خوف سے کانپتے ہوئے...... سیپیا 1m دے دی۔ میرے پیش نظر مریضہ کی بیماری کا پس منظر تھا۔ چند علامات

جواس کی پریشان حالی میں سامنے آسکتی تھیں۔

درد کے شکنجے میں پھنسی ہوئی ، زرد رنگت، چہرے پر زرد داغ، جس سے جگر کی حالت واضح ہوتی تھی، سخت پریشانی، ہیجان، سردی سے بے حد حساس۔ یہ جسمانی کیفیات تھیں۔

مجھے توقع تھی کہ وہ جلد ہی دوا کے اثرات بتانے آئے گی۔ مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ دن گذرتے گئے۔ مگر وہ نہ آئی۔ میں نے خیال کیا کہ اس نے آخرکار آپریشن کروالیا ہوگا۔ تین ماہ کے بعد ایک روشن، سرخ وسفید رنگ کی خاتون درمیانی عمر کی آئی، دو تین مریض اس کے ساتھ تھے، کہنے لگی ''آپ کو میرے بارے میں یاد نہیں، میں رسولی سے تباہ حال تھی''۔

''کیا آپ نے آپریشن کروالیا تھا؟''

''نہیں نہیں، اب بھی گول داغ موجود ہے۔ میں خوش اور طاقت سے بھرپور محسوس کرتی ہوں۔''

میں اپنی آنکھوں پر مشکل ہی سے یقین کرسکتا تھا۔ ناقابل امکان کام ہو چکا تھا۔ کولہے اور گرد وپیش کے پٹھے سخت ہو چکے ہیں اور رحم سہارا کی گرفت میں ہے۔ وہ چھ ماہ تک سپورٹ پر انحصار کرنے کے بعد اس کی ضرورت سے بھی بے نیاز ہوگئی۔ رسولی دوبارہ بھی نہ ہوئی۔ سات سال گزر چکے ہیں۔ یہ خاتون ایک خطرناک آپریشن سے بچ گئی ہے۔ یہ کرشمہ سپیا کی ایک خوراک نے انجام دیا جو چھ چھ ماہ کے بعد دوبارہ دی گئی۔ اس علاج پر اس کا کیا خرچ آیا؟

اس کیس کے بعد میرا زیادہ کام لوگوں کو غیر ضروری آپریشنوں سے بچانا ہوگیا۔

(2)

انیس بیس سال کی ایک لڑکی، بال گہرے رنگ کے، ناکافی حیض، پیٹ میں درد جو نیچے کی طرف جاتا، رحم اپنی جگہ سے ہل گیا تھا، ماتھے میں شدید درد اور ساتھ ہی نظر بھی پریشان تھی۔ پشت کے نچلے حصے **sacrum** میں درد، حیض کے دوران سخت تکلیف، ماتھے میں تپش، معدہ میں خالی پن کا احساس، پاؤں کے تلوے گرم۔ اس کی تمام علامات سلفر میں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ بیزار بھی تھی۔ اپنے دفتر میں بھی کسی شخص کے ساتھ شائستہ گفتگو تک نہیں کرسکتی تھی۔ وہ ہمدردی کو برداشت نہیں کرسکتی۔ وہ پلساٹیلا کے مریض کی طرح تھی۔ وہ گرم کمرہ میں نہیں رہ سکتی۔ وہ سردی میں باہر نکلنا پسند کرتی تھی۔ اس مریض کو ایک سرجن نے بتایا کہ اس کے حیض کی تکلیف کیلئے **curetting** کی فوری ضرورت ہے۔ بعد ازاں رحم کو سیٹ کرنیکے لئے آپریشن کرنا پڑے گا۔ ایک یا دو خوراکیں ...... للیم ٹرگنم اونچی طاقت میں دی گئی۔ اس نے تکلیف کو افاقہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے کام پر جاسکتی تھی۔ آپریشن کے ذکر پر اب وہ مذاق کرنے کی پوزیشن میں تھی۔ انفرادی علاج

مقابلہ اور مشابہت کا طریقہ یہی ہے۔

ان درجنوں نوخیز بچیوں کا کیا ہوتا ہے جو وقتی طور پر درد حیض، بیماری اور قے اور بافراط حیض، خاموش مگر سخت روحانی اذیت میں مبتلا، قسمت پر قانع ہیں۔ ایسے بدقسمت مریضوں کو اکثر کیا مشورہ دیا جاتا ہے کہ ایک آپریشن پانچ چھ ماہ تک ان کی مدد کرے گا۔ جس کے بعد تکالیف اعادہ کریں گی۔ ان تکالیف میں زیادہ سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے ---پلسا ٹیلا، سلفر، سیپیا کی۔ اگر بیمار جانتا ہو۔ ایسے میں کسی اہانت آمیز معائنے کی بھی ضرورت نہیں۔

لوگوں کو یہ خیال نہیں ہوتا کہ اسے معجزنما تجویز کیلئے کوئی بہت غیر معمولی اہلیت کی ضرورت ہے۔ ایلس بارکر نے ''معجزات علاج'' میں اس طرح کے سو سے زائد معالجین کے کیس بیان کئے ہیں۔ ہومیومعالجین کے روزمرہ میں یہ معاملات چلتے رہتے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسے درجنوں ہومیو معالج جو میری طرح ہی نہیں بلکہ مجھ سے بہتر علاج کر سکتے ہیں۔ اس بارے میں یہ ضروری نہیں کہ ایسے مریضوں کے علاج میں واحد اور بہت ہی غیر معروف دوائی بہت اونچی طاقت میں ہی استعمال کی جائے۔ چھوٹی طاقت میں متعدد خوراکوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔

جراحت ہمیشہ فزیشن کی تجویز پر ممکن بنانی چاہیے۔ پرانے وقتوں میں حتیٰ کہ اٹھارویں صدی تک فزیشن سرجن کے مقابلے پر زیادہ محترم تھا۔ وہ دواؤں کے بیگ کے ساتھ انسانی صحت اور عظمت کی علامت تھا۔ وہ انتہائی ناگزیر صورتوں میں حجام کو بلواتا اور فسد کھولنے کی ہدایت کرتا۔ یا شاید مثانے کی پتھری کیلئے جراحت کرواتے۔ وگرنہ جراحت سے شاذ و نادر ہی کام لیا جاتا۔ ماسوائے بندوق کی گولی یا ہڈیوں کے ٹوٹنے میں اس کی ضرورت ہوتی۔ یہ ضرورت زمانہ جنگ میں زخموں کے بعد اعضا تراشی کے لئے ہوسکتی تھی۔ زیادہ تر یہ آپریشن بھی کامیاب نہیں ہوتے تھے۔ کیوں کہ ان سے بخار وغیرہ خاصا پیچیدگی اختیار کر جاتے تھے جس سے آج کل **sepsis** کی شکایت عام ہے۔

یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں کہ سرجن کو انتہائی آخری چارہ کار کے طور پر بلوایا جائے۔ یہ اصولی طور پر درست اور فطری بات ہے اور ہمیشہ سے یہی طرز عمل رائج تھا۔ مگر اس صورت حال میں انقلاب کا سہرا بیکٹیریا، جراثیم کش ادویہ اور انیستھیزیا کی ایجاد کے سر ہے۔ سیملویس نے زچگی کے بخار میں بیکٹیریا کو بیماری کا محرک قرار دیا۔ پاسٹر نے جراثیم کش ادویہ ایجاد کیں جن سے آپریشن میں سہولت ہوئی۔ پھر لیسٹر نے انیستھیزیا ایجاد کر کے آپریشن کے درد اور تکلیف کو مٹا دیا۔ اس طرح آپریشن کی درد اور اذیت کا خاتمہ ہوا اور یہ ایک معمول بنتا چلا گیا۔ آخر کار جراحت جو کہ

تخریب اور شر کے سوا کچھ نہیں تھا، اسے ہمیشہ ایک منفی چیز سمجھا گیا مگر اب تو یہ فیشن کا درجہ اختیار کر گیا ہے۔ یہ عظمت اور فخر کا باعث ہے۔ سرجن بھی نڈر ہو گئے اور اعضا تراشی ایک فن بن گیا۔ انتہائی پیچیدہ آپریشن ایجاد ہو گئے۔ آخر کار جراحت کو کمال حاصل ہو گیا۔

دل، پھیپھڑوں، تلی، اور دماغ تک کے آپریشن روزمرہ بن گئے۔ ان میں جراحت کی حد تک کامیابی یقینی ہو گئی۔ یہ ایک مشینی کام بن گیا۔ لیکن یہ امر پریشان کن ہے کہ آپریشن کے بعد کی تکالیف، اذیتیں اور معذوریاں آپریشن سے پہلے کی بیماری سے زیادہ سخت ہو گئیں۔ یقیناً مریض میں غیر واضح علامات موجود ہوتی ہیں۔ ایک جرثومہ معلوم ہو گیا، اپینڈیکس کاٹ دی گئی مگر کچھ عرصہ بعد وہی تکلیف دوبارہ ہو گئی، اب پتہ کا رخ کیا جاتا ہے یا کسی دوسرے عضو کی باری آ گئی۔ ان کے بارے میں پوری ذہانت سے کام لیا جاتا ہے۔ مگر بیمار ابھی تک بیمار ہے۔ وہ صحت محسوس نہیں کرتا۔ چنانچہ اس کے دیگر حصوں پر توجہ دی جاتی ہے اور یہ تحقیقات بے سود رہتی ہے۔ مگر مریض کے لئے یہ تمام عمل مہلک بھی ہو سکتا ہے۔ اسے بتایا جاتا ہے کہ ٹانسلز، جوف، نچلی آنتوں کے بڑے حصے کو قربان کرنا پڑے گا۔ اس طرح یہ دوڑ جاری رہتی ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ بیماری کے متاثر اعضاء نکال دیئے جائیں مگر بیماری کے اسباب کو چھیڑا ہی نہیں جاتا۔ یہ پہلے کی طرح موجود رہتے ہیں بلکہ توانا ہو جاتے ہیں۔ یہ حیران کن بات ہے کہ زیادہ تر نوجوان آپریشن کا رخ کرتے ہیں۔ اب تو فزیشن کا کام صرف اتنا رہ گیا ہے کہ وہ یہ لکھ دے

''سرجن سے مشورہ کیا جائے''

ایک بہت ذہین سرجن نے انتہائی مشکل اور پیچیدہ آپریشنوں کے تجربہ کے بعد مجھ سے کہا کہ دوائیں بیکار اور غیر موثر ہیں۔ ان میں سے درد کش دواؤں کے سوا سب دواؤں کو سمندر میں پھینک دینا چاہیے۔ انہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا،''کیا آپ دواؤں پر یقین رکھتے ہیں؟'' میں نے اس کی ناراضگی کے ڈر سے کہا''اوہ نہیں''مگر میرے ذہن میں تو یہ بات بہر حال ہے کہ میں اس طرح دواؤں پر یقین نہیں رکھتا جس طرح کہ ہمیں ان کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس طرح تو دوا نہ ہی دی جائے تو بہتر ہے۔ دراصل دوا کی مادی مقدار دینے کے مقابلے پر طبیعت اور مزاج کو خود کام کرنے دیا جائے۔

جراحت فریب نظر ہے، مگر دوا اس سے بھی زیادہ ہلاکت خیز ہے۔ بشرطیکہ ہم بیماری کو روکنے اور آپریشنوں سے بچنے کی ترکیب جانتے ہوں۔

بہت سے آپریشن غیر ضروری ہیں۔ نئی بڑھوتیاں اور رسولیاں نشتر کے بغیر بھی ختم کی جا سکتی ہیں۔ یہ مبالغہ آفرینی ہے اور نہ ہی غلط بیانی۔

ماضی میں رسولیوں کا علاج ہوا ہے۔ ہمارا ہومیو لٹریچر اس کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے اور اب بھی ان کا علاج کامیابی سے ہو رہا ہے اور مزید علاج بھی ہوتا رہے گا اگر ہومیو علاج کو موقعہ ملتا رہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ سرجری کو ایک ایسے غالب فن کی شکل دی جا رہی ہے کہ رسولی اور بڑھوتری کا علاج صرف اور صرف سرجری کو جانا جاتا ہے۔

''آپ کو لازماً آپریشن کروالینا چاہیے''

مریض کو بتایا جاتا ہے کہ

'' دواؤں سے ختم نہیں ہوسکتیں''

ا ر مریض اپنی کم ہمتی اور جھجک سے معترض ہوتا ہے تو وہ ہسپتال کے وارڈ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ غور کریں۔ سرجن بھول جاتے ہیں کہ وہ رسولی کو تو محفوظ طور پر نکال سکتے ہیں مگر بیماری کے سبب کو ختم نہیں کرتے۔ وہ سبب جس نے رسولی پیدا کی ہوتی ہے سبب دور کرنے کے لئے ہر مریض کو انفرادی طور پر لینا پڑے گا۔ بیماری کی پوری ہسٹری اکٹھی کرنا پڑے گی۔ مزاج کی تعمیر و اصلاح کے ساتھ مریض کو درست کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح رسولیوں کے بننے کے رجحان کا خاتمہ ہوگا۔ بعض کیسوں میں رسولی کو کاٹا جا سکتا ہے مگر اس کے لئے مریض کا مضبوط اور صحت مند ہونا ضروری ہے۔

چند سال پہلے میں نے ایک خاتون کو دیکھا۔ یہ ڈاکٹر رڈ پاتھ کی مریضہ تھی۔ وہ بہت عظیم ہومیو پیتھ تھے۔ خاتون کا رحمی رسولیوں کا علاج کیا گیا۔ وہ مریضہ عام مریضوں جیسی تھی۔ بظاہر صحت مند، روشن اور ہر لحاظ سے نارمل تھی۔ مگر اس کے باوجود خون جاری رہتا۔ دھڑکن کافی تیز تھی مگر یہ سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ کوئی مزاجی علامت نہیں تھی۔ صرف رسولی کے طور پر بیرونی وجود موجود تھا۔ رسولی بہت بڑی تھی۔ وہ تین ہفتے تک ہسپتال میں رہی مگر ذرا برابر فرق نہ پڑا۔ میں نے آپریشن سے بچاؤ کی اتنی تیز رفتار کامیابی کبھی دیکھی تھی اور نہ تصور کیا تھا۔ ڈاکٹر رڈ پاتھ اپنے طرز علاج پر بے پناہ اعتماد رکھتے تھے۔ جب اس خاتون نے ایسی رسولیوں کے علاج میں کئی دیگر کامیابیوں کا ذکر کیا تو میں اس مضحکہ خیز اعتماد پر مسکرایا۔ دراصل جوانی غیر محتاط ہوتی ہے۔ اس طرح کا مذاق کوئی زیادہ غیر معمولی بات نہیں۔

تجربہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کا ریشے دار رسولیوں کا دواؤں سے علاج نہ صرف ممکن ہے بلکہ یقینی بھی ہے۔ مگر اس کے لئے وقت اور صبر کی ضرورت ہے۔ مریض کو زیر علاج رہنے کی خواہش کے ساتھ ساتھ ہدایات پر یقین سے عمل کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر برنٹ نے چھاتی، پتہ اور جسم کے دوسرے حصوں کی رسولیوں کے بہت سے مریضوں کا کامیاب علاج کیا۔ ان کی تحریریں

انتہائی مفید ہیں۔ وہ ایک ایسے کیس کا ذکر کرتے ہیں۔ جس کا علاج تین سال تک جاری رہا۔ یہ علاج اس سے کافی پہلے ہو جاتا اگر وہ سفر میں نہ رہتی اور علاج سے مہینوں کے حساب سے لاپرواہ نہ رہتی۔ ایک اور کیس میں دو سال لگ گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپریشن میں کوئی وقت نہیں لگتا۔ مگر لوگ اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں کہ آپریشن کے بعد معذوری اور پہلے والی صحت واپس نہیں آتی۔ اس سے بہتر یہ نہیں کہ عورتیں کے جسم سالم رہنے دیے جائیں اعضا قطع کر کے ہمیشہ کے لئے لنگڑے پن اور کمزوری کا شکار کر دیا جائے۔

مسز بی کو 1935ء میں دیکھا۔ اس کی عمر ۴۱ سال تھی۔ خون بافراط بہتا تھا۔ اس کے ڈاکٹر نے ریشے دار رسولی تشخیص کرتے ہوئے آپریشن کا مشورہ دیا۔ اس نے نئے آپریشن کے مشورہ کو نظر انداز کر کے دواؤں سے علاج کیلئے آئی۔ اس نے ہومیو علاج کے بارے میں سن رکھا تھا۔ زرد، کمی خون کا شکار، پتلی، تھکی، ہونٹ سرخ، کندھے گول، ماہواری 6/26، خون کا بہاؤ بافراط اور چمک دار، سرخ، گہرے رنگ کے لوتھڑوں کے ساتھ۔ پیٹ کی رسولی کے لئے اس نے کئی سال پٹی باندھے رکھی۔ زیورات سے حساس جو جلد کو بہت تکلیف دیتے ہیں۔ گیارہ بجے دن تکلیف میں زیادتی، سانس کی تنگی، سیڑھیاں چڑھتے ہوئے شدت، چربی والا گوشت نہیں کھاتی، گرمیوں میں تکلیف میں زیادتی، پشت میں درد، کندھوں کے درمیانی حصہ میں آرام اور بیٹھنے سے افاقہ، بے ہضمی، اپھارہ، کھانے کے بعد بھولنے کا احساس، ڈکار لینے کی عادی، معائنہ میں چھوٹی چھوٹی کئی ریشہ دار رسولیاں پائی گئیں۔ تین انگلی چوڑائی تک پھیلی ہوئی ہیں...... سلفر 6x دن میں تین بار۔

7 جنوری 1936ء (دو مہینے بعد) حیض صرف چار دن، لوتھڑوں میں کمی، ہضم بہتر، کھانے کے بعد اپھارے میں کمی، رحم پہلے سے چھوٹا، گانٹھیں نمایاں نہیں۔ پہلی بار تپ دق کا رجحان معلوم ہوا۔ چوٹی کی تپ دق کے لئے سینی ٹوریم میں رہ چکی ہے۔ مچھلی کا تیل نہیں لے سکتی۔

ٹیوبر کولینم 30x ہر ہفتے میں ایک خوراک۔

فریکسی نس امیریکانہ qx پانچ قطرے صبح وشام۔

فریکسی نس ڈاکٹر برنٹ کی پسندیدہ عضویاتی دوائی ہے۔ انہوں نے یہ دوائی ریڈی میچر سے حاصل کی۔ انہوں نے اس سے رحم کی ریشہ دار رسولیوں اور کی خمیدگی کے بہت سے مریضوں کا کامیاب علاج کیا۔

11 جولائی 1936ء چھ ماہ بعد دوبارہ دیکھا۔

حیض میں کمی، ان ایام میں بہتر محسوس کرتی، مارچ کے بعد کوئی علاج نہیں کیا، قبض بہتر،

تبدیلی نہیں پائی گئی۔ اپریل میں انفلوئنزا ہوا اور بعد میں کئی ہفتے تک کھانسی رہی۔

حیض کی کیفیت باقاعدہ اور رحم بھی بہتر حالت میں۔

جس ڈاکٹر نے پہلی بار ریشہ دار رسولیوں کی تشخیص کی تھیں اس نے رسولیوں کے غائب ہو جانے پر حیرانی ظاہر کی۔ بے ہضمی کی کیفیت کافی بہتر تھی۔ وہ اب ہر چیز کھا سکتی تھی۔ کھانے کے بعد طبیعت پر بوجھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں کھانے میں لطف محسوس ہونے لگا۔

فریکسی نس امیریکانہ-q پانچ قطرے صبح و شام۔

11 دسمبر **1936**ء بہتر، رحم چھوٹا، ریشہ دار رسولیاں ختم ہو چکی ہیں۔ پیشاب کی زیادتی بھی ختم ہو گئی۔ بے ہضمی درست ہے۔ حیض سے قبل سر درد محسوس ہوتا ہے، سردی بھی لگتی ہے، ہمدردی سے تکلیف میں شدت، رفاقت میں بہتر، گھر میں اکیلے رہنے سے خوف، گرج چمک کے ساتھ طوفان سے خوف، صبح کے وقت تکلیف میں زیادتی، عام علامات پر نیٹرم میور **30x**، یہ سر درد کی پرانی شکایت کے لئے تھی۔ جو اسے بار بار ہوتی تھی۔

وہ ابھی مصیبت سے نہیں نکلی تھی۔ اس کے مزاج کی تعمیر باقی تھی مگر اس کی ریشہ دار رسولیاں ختم ہو گئیں۔

بدقسمتی سے وہ ایک مصروف خاتون ہے اور اس کے پاس اپنی بیماری کیلئے وقت نہیں۔ اگر وہ مزید باقاعدگی سے علاج کرواتی تو اس کی تمام مزاجی علامات بہتر ہو جاتیں۔ چودہ ماہ میں ریشہ دار رسولیوں کا درست ہو جانا اور اس کے ساتھ ساتھ خاتون کی عام صحت بھی پر لطف ہو گئی۔ یہ ہومیوپیتھی کا کمال ہے۔

حال ہی میں وہ پھر دیکھی گئی اور وہ ابھی تک ٹھیک ہے۔

(XII)

سن یاس کی تکالیف

تبدیلی بھی ایک اہم عنوان ہے۔

''چالیس سال کے بعد عورت ختم ہو جاتی ہے۔'' ایک ڈاکٹر نے میری ایک مریضہ کو بتایا۔ میں اس کا مطلب سمجھ نہیں سکا۔ کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ چالیس کے بعد مزید بچے جننے کی صلاحیت ختم ہو جانے کی وجہ سے وہ مرد کے لئے بے کار کار بوجھ ہو کر رہ جاتی ہے، یا سن یاس میں داخل ہونے کے بعد کسی طرح معذور ہو جاتی ہے اور وہ انسانیت کے لئے مزید کوئی اچھا پہلو باقی نہیں رکھتی۔ اس میں سے کوئی بھی بات درست نہیں۔ چالیس سال کے بعد بچے جنم دینے والی خواتین میرے ذاتی علم میں ہیں۔

ایک خاتون نے 39 سال کی عمر میں شادی کی اور بعد کے تین سال میں اس نے تین بچے جنم دیئے۔ ایک خاتون نے 25 سال کے حیض کے وقفہ کے بعد بے قاعدگی سی محسوس کی تو پتہ چلا کہ وہ پانچ ماہ سے حاملہ ہے۔ اس وقت اس کی عمر 53 سال ہے۔ وہ کئی سال سے دادی بن چکی تھی۔ حقیقت میں اس کہاوت پر کافی زد پڑ چکی ہے۔ میرے لئے اہم بات یہ تھی کہ وہ ایک موٹی خاتون تھی، پھیری والی خاتون، میں نے اپنی پیش گوئی کے درست ہونے پر اس سے شرط لگائی وہ کافی خوش و مطمئن ہوئی۔ جس سے مجھے بھی اطمینان ہوا۔ آخر میں ہم بہت اچھے دوست بن گئے۔ موقعہ آنے پر موٹا تازہ بچہ اس نے اپنے خاوند کو پیش کیا تو خاندان میں بہت پسند کیا گیا۔ اگرچہ مجھے شرط کی رقم پانچ شلنگ بھی وصول نہ ہوئی مگر میری شہرت بچ گئی۔ یہ میرے لئے زیادہ قیمتی تھی۔

ایسی خواتین کی کتنی تعداد ہے جو ادھیڑ عمر کے بعد زیادہ کام کرتی ہیں۔ ان میں مجسٹریٹ اور دوسری اہم مناصب پر فائز خواتین ہیں۔ ان کی تفصیل بیان کرنا بے معنی سی بات ہے۔ البتہ یہ بالکل سچ بات ہے کہ بہت سی خواتین سن یاس میں داخل ہونے کے بعد صحت کے لحاظ سے کافی متاثر ہوتی ہیں اور ان کو کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ یہ نقصان دواؤں کی زیادتی اور غلط دواؤں کا بھی نتیجہ ہے۔ اس طرح سال ہا سال کی مصیبت بچائی جا سکتی ہے۔ پیٹنٹ دواؤں اور خواب آور ادویہ سے بچ کر رہیں۔ ان بدقسمت دنوں میں الکحل سے بھی بچنا چاہیے خواہ کتنی ہی معمولی مقدار میں ہی کیوں نہ ہو۔ عمر کے اس مرحلہ میں عورت پر اکثر ناتوانی کی کیفیت غالب آ جاتی ہے۔ اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے وہ ایک قطرہ شراب کا لیتی ہے۔ مگر وہ قطرہ سے گلاس اور گلاس کے

بعد بوتل تک پہنچ جاتا ہے، لہٰذا پرہیز ہی لازم ہے۔

مگر اس نقاہت کا کیا کیا جائے۔ تھکن، حرارت اور سر پھٹنے والی سر درد جو اس مرحلہ حیات کا لازمہ ہے۔ یہاں ہومیوپیتھی پھر قابل قدر ساتھی بن سکتی ہے۔ اس سے شفا آسانی اور تیزی سے نصیب ہوتی ہے۔ اس میں دواؤں کے مضر اثرات کا خطرہ نہیں ہوتا۔ انگریزی ادویات میں شروع میں فائدہ ہوتا ہے مگر آخر کار جسم دواؤں کا عادی ہو جاتا ہے۔ دوا کی مقدار میں اضافے پر اضافہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔

یاد رکھیں کہ ہومیومیٹیر یا میڈیکا میں زمانہ یاس کے لئے کافی ادویات ہیں۔

سلفر ایک وسیع الاثر دوائی ہے۔ اس کی علامات یہ ہیں۔

سر کی چوٹی میں تپش، چہرے پر تمتماہٹ، سر میں خون کے دباؤ کیوجہ سے جکڑن، وہ کھڑکیاں اور دروازے کھلے رکھنا چاہتا ہے۔ گیارہ بجے دن وہ بہت کمزور محسوس کرتا ہے۔ بے ہوشی یا یہ احساس کہ معدہ میں احساس مرکوز ہوگیا ہے۔ کسی طرح کی شراب (وسکی، یا برانڈی) کی کوئی ضرورت نہیں۔ سلفر کی چند خوراکیں ان علامات کو ختم کر دیں گی۔

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک عورت مذکورہ علامات کا شکار تھی۔ مگر علامات کافی مشکل سے محسوس ہوئیں۔ وہ صرف اتنا بتاتی تھی کہ ''میں بہت کھلی ہوئی ہوں۔'' وہ کوئی کام نہیں کر سکتی تھی۔ وہ بیٹھی تمام دن آرام کرتی، حیض بند ہو چکا تھا۔ وزن کم ہوتا جا رہا تھا۔ اس کی جلد کھردری اور گندی تھی۔ قاعدے کی رو سے وہ بہت توانا ہونی چاہیے مگر جب میں اس کے گھر گیا تو ہر چیز بے ترتیب پائی گئی۔ گھر کا سامان صندوق میں بند پڑا ہے۔ بستر بارہ بجے لپیٹے جاتے ہیں۔ ہر چیز انتہائی گندی حالت میں ہے۔ بچے بھی مناسب طور پر صاف نہیں۔ پورا ماحول سلفر کی تصویر پیش کرتا ہے۔ ہر جانب بے ترتیبی اور غلاظت ڈیرے جمائے ہوئے ہے۔ سلفر شروع کرائی گئی۔ کچھ عرصہ بعد جب میں نے دیکھا تو اس گھر کی کیفیات تبدیل ہوگئیں۔ پردے لگ گئے۔ فرنیچر نیا تھا۔ سامان میں ترتیب و مناسبت نمایاں تھی۔ ہر طرف صفائی اور سلیقہ غالب تھا۔ حقیقت میں تو اب یہ گھر پہچانا نہیں جاتا تھا۔ مریضہ بھی بدل گئی۔ اس کا چہرہ سرخ، روشن، تھکن سے پاک، آرام و سکون کا آئینہ۔

چالیس سال کے اوپر کی عمر کی خواتین کے لئے سلفر نہایت مفید دوائی ہے۔ خاص طور پر زیادہ تھکی ہوئی اور بھاری بھرکم خواتین کے لئے یہ دوائی خاص ہے۔

یہ خیال نہ کریں کہ سن یاس کے لئے سلفر ہی ایک دوائی ہے۔ یہ خیال کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ مریض کا انفرادی جائزہ ہی اصل ہے۔ میں اس امر کی وضاحت کے لئے چند مثالیں

پیش کروں گا۔

(1)

ایک خاتون مجھے اپنی بیماری کی کیفیات بتا رہی تھی۔

باتیں کرتی ہوئی وہ رونے لگی۔ بند کمرے کے گرم ماحول میں وہ پسینے سے شرابور ہو گئی۔ جس سے اس کی تکلیف زیادہ ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو ابلنے لگے۔ مگر اب وہ بات نہیں کرسکتی تھی۔ اس واضح صورت سے اس کی دوائی صاف تھی۔ ۔۔۔پلساٹیلا۔ میں نے اس کے کاروباری ساتھیوں سے سن رکھا تھا کہ وہ نازک مزاج ہے۔ ہر دم بدلنے والی طبیعت کی مالک ہے۔ بہت حساس ہے۔ ان باتوں نے میری تجویز کی تصدیق کردی۔ پلساٹیلا کے کچھ عرصہ استعمال نے اپنا کام کر دکھایا۔ نتائج شان دار تھے۔ اس کا مزاج میٹھا ہو گیا۔ اس کے پسینے ختم ہو گئے۔ عام صحت بہتر ہو گئی۔ اس پیش رفت میں وقت بھی زیادہ نہیں لگا۔ چنانچہ ہر کوئی خوش تھا۔ اس کے ساتھ وقت گذارنا اب بہت آسان ہو گیا۔

ہومیو پیتھی کا مزاج بہت اچھا ہے۔ اس کا میں نے اپنی ذات پر بھی تجربہ کیا اور دوسروں پر بھی۔

(2)

مثال کے طور پر ایک بچی کا ذکر مناسب ہے۔ وہ مجھ سے ایک دوائی لے رہی تھی۔ اس دوران وہ بہت تیز مزاج ہو گئی۔ ایک موقعہ پر اس نے اپنے والد کو غصے کی حالت میں دیکھا تو اپنے والد کے ہاتھ سے دواؤں کا ڈبہ لے کر اس میں سے چند گولیاں کھالیں اور کہا:

''ابا جان، میری گولیوں میں سے ایک آپ لے لیں۔ ان سے میں ہمیشہ خوش گوار اثر محسوس کرتی ہوں''

مگر ہم بدمزاجی کی بات نہیں کر رہے۔ بہتر ہے کہ ہم اپنے موضوع پر واپس آئیں۔

(3)

ایک اور موقعہ پر ایک درمیانی عمر کی خاتون اپنی شدید دردِ سر کے بارے میں مشورہ کر رہی تھی۔ شدت اتنی تھی کہ سر پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ بہت جلد اوسان کھو بیٹھتی۔ اس کا مزاج ہسٹیریائی تھا۔ اپنے چلبلے پن سے مجبور ہو کر اپنے خاوند کو پاگل بنا رہی تھی۔ ان کا دن کا چین اور رات کا سکون ختم ہو گیا۔ ایک پل بھی ایک کروٹ پر لیٹ نہیں سکتی تھے۔ وہ ہر وقت [illegible] کی زد میں تھی۔ اس طرح نیند ختم ہو گئی۔ اس کی پشت کے پٹھے اتنے سخت اور کھنچے ہوئے [illegible] سر پشت کی جانب لٹک گیا تھا۔ دوستوں نے ہڈیوں کے علاج کا مشورہ دیا۔ مگر اس کے حرام مغز میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اسے یہ بتا دیا گیا کہ اس کے پٹھوں کی تکلیف جلد ہی ٹھیک ہو جائے گی۔ سر درد [illegible]

جوڑوں کی تکلیف نہیں رہے گی۔ ۔ ۔ ۔ اسے سی سی فیوگا دی گئی۔ یہ دوائی ایک امریکی پودے سے تیار کی جاتی ہے۔ وہ تیزی سے صحت یاب ہوگئی۔ وہ یہ کہا کرتی تھی کہ "مجھے تکلیف سے چھٹکارا نہیں مل سکتا۔" مگر وہ اب بالکل سکون میں تھی۔ بے چینی ختم ہوگئی۔ صحت یابی کا عمل بہت حیران کن تھا۔ اس کے تمام جھٹکے اور دورے غائب ہو گئے۔ اس کی کیفیت سے پہلے تو میرے ذہن میں لیکیسز آئی۔ یہ دوا باتونیوں کی دوائی تھی۔ مگر سر درد مختلف نوعیت کی تھی۔ درد اور جوڑوں کی کیفیت کسی اور دوا میں پائی ہی نہیں جاتی تھی۔ یہ صرف اور صرف سی سی فیوگا میں ہی ہوسکتی تھی۔

میں نے لیکیسز کا ذکر کیا ہے تو اس پر بھی بات ہو جائے۔ کیوں کہ یہ دوائی بھی تبدیلی میں کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ لیکیسز کے مریض کی مخصوص خصائص ہیں۔ یہ خصائص زیادہ تر ان مریضوں میں ملتے ہیں جن کو عام طور پر صحت ہونے میں دیر لگتی ہے۔ یہ بات بہت افسوس ناک ہے کہ مروجہ علاج خواتین کی بے شمار بیماریوں کو نہ صرف جانتا نہیں بلکہ جان ہی نہیں سکتا۔ جب کبھی کسی نسوانی بیماری کا علم ہوتا ہے تو دوا ساز کمپنیاں متفرق ناموں کے ساتھ دوائیں مارکیٹ میں لے آتے ہیں۔ وہ جنوبی افریقہ کے پھونکارنے والے انتہائی زہریلے سانپ کے زہر سے بننے والی دوائی کے اثر کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر وہ مریض جو اس دوا سے صحت یاب ہوتے ہیں وہ تو اس کی اثر انگیزی کے اعلان پر مجبور ہیں۔

میں ایک دو مثالیں پیش کروں گا۔

(4)

گذشتہ ستمبر کی بات ہے، میری ایک مریضہ کی والدہ کی رنگت بہت ہی سفید نظر آئی۔ وہ لاغر پن کی جانب تیزی سے لڑھک رہی تھی۔ میں نے تشویش کا اظہار کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے سر میں شدید درد ہوتا ہے۔ اس تکلیف میں وہ دس روز سے مبتلا تھی۔ درد لہروں کی شکل میں پشت سے شروع ہوکر پیشانی تک آتا ہے۔ اس کے ساتھ دل کی گھٹن اور دھڑکن شدید ہو جاتی۔ مجھے مزید تفصیل پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وجہ یہ ہے کہ دوائی واضح ہو چکی تھی۔

کیا میں نے اس خاتون کو سر درد کے لئے روایتی دوائی دی۔ نہیں ایسا ہمارے طریقہ علاج میں نہیں ہوسکتا۔ یہاں علامات کے لحاظ سے مطلوبہ دوائی دینا ہوتی ہے۔ لیکیسز **30x** کی ایک خوراک دی۔ اسے یہ نہ بتایا گیا کہ متوقع طور پر دوا کیا کرے گی۔ اس نے خیال کیا کہ اسے ایک عام قسم کی درد کش دوائی دی گئی۔ میں نے اسے ایک ماہ کے بعد دیکھا۔ تبدیلی حیران کن تھی۔ پچھلی ملاقات کے بعد سے اسے سر درد نہ ہوئی۔ علاوہ ازیں اس نے بتایا کہ اسے کئی سال کے بعد ایسی خوشی نصیب ہوئی جس سے وہ مدت مدید سے نا آشنا تھی۔

اس نے بتایا کہ تبدیلی حیات کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ تکلیف از سر نو ناقابل برداشت ہوگئی ہے۔ اس نے لیکیسز کی مزید ایک خوراک دے دی گئی۔ مریض وقفوں کے بعد رپورٹ کرتا رہا۔ اسے دوبارہ سر درد نہیں ہوا۔ پھڑکنیں بھی درست ہوگئیں۔ بغیر کسی خرابی کے وہ سال ہا سال تک بالکل درست رہی۔

آپ اس شفا کو محض اتفاق کہہ سکتے ہیں۔ کیوں کہ حیض کی بندش کے ساتھ ایسا ہو جاتا ہے۔ تسلیم مگر حیض زیادہ باقاعدہ ہوگیا۔ کیا اس طرح کا آرام کبھی اسپرین سے ہوا۔ آپ دیانت داری سے دیکھیں تو یہ تسلیم کریں گے کہ اسپرین سر درد میں عارضی افاقہ کرتا ہے۔ اور تکلیف پھر واپس آ جاتی ہے۔ نتیجتاً آپ کو زیادہ طاقت ور دوا لینا پڑتی ہے۔ آپ ادھیڑ عمر میں جوانی کی شان نہیں دیکھ سکتے۔ زیبائش سے جوانی نہیں مل سکتی۔ مگر علامات پر مطلوبہ دوائی یہ معجزہ دکھا سکتی ہے۔ مزید برآں کوئی تکلیف دوبارہ واپس نہیں آتی۔

بہر حال یہ زیبائش کے موضوع پر لیکچر نہیں لہذا ہم زیر بحث موضوع تبدیلی حیات کی طرف آتے ہیں۔ میرے ذہن میں اس کی ایک مریضہ کا کیس یاد آ رہا ہے۔

(5)

یہ چالیسویں سال میں تھی۔ اس کا کام شب و روز کی دماغ سوزی تھا۔ ایک گرم شام اسے دماغ پھٹنے کی سی شدید سر درد ہونے لگی۔ اس نے اپنی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی،

''سر میں پھڑکن دار درد، چیرنے والی، ہتھوڑے سے چل رہے ہوں۔ درد سے پاگل ہو رہی تھی۔ گرم کمرے اور گرمی سے تکلیف میں شدت، کھڑکی کھلنے سے افاقہ، بستر میں لیٹ نہیں سکتا۔ بستر میں بیٹھنے پر مجبور، تاکہ نیند کا انتظار ہو سکے۔''

مریضہ اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا تھی۔ پہاڑ پر چڑھتے ہوئے دھڑکن تیز۔ ان علامات کو گلونائن یا ٹرائی ٹرن **tritrin** احاطہ کرتی ہے۔ چنانچہ اس سے وہ اپنی تمام توانائیاں بحال کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

حیض کی بے قاعدگیوں میں کئی دوائیں کام کرتی ہیں۔ بندش حیض کے عنوان پر چالیس کے لگ بھگ دوائیں ریپرٹیز میں درج ہیں۔ مگر دواؤں کی فہرست اس پر ختم نہیں ہو جاتی۔ مریض کی منفرد دوائی تلاش کرنے میں آپ کو مزید مطالعہ کرنا پڑے گا۔

اس سلسلہ کی ایک اور خوفناک علامت عام ہے۔ یہ خون کے اجرا کی ہے۔ ایسے بیماروں کے لئے مروجہ علاج میں شائد ہی کچھ ہو۔ امریکہ میں ایک الیکٹرک سکول ہے۔ اسے یہاں کوئی نہیں جانتا۔ ان کے ہاں ایسی تکالیف کے لئے بہت سی نباتاتی ادویات موجود ہیں۔ لہذا باغیچہ و

باغبان کی بات کریں۔ وجہ یہ ہے کہ انگریزی ادویہ کی الماری اس معاملہ میں خالی ہے۔

افسوس، زیادہ تر ڈاکٹر آج کے دور ترقی میں بھی ہومیوپیتھی کے بارے میں کچھ سننا نہیں چاہتے۔ وہ اس طریقہ علاج کو جانے اور سنے بغیر ہی مذموم قرار دیتے ہیں۔ دراصل ہومیو علاج ان کے لئے بیل کو سرخ رومال دکھانے کے مترادف ہے۔ اس تعصب کی بنا پر وہ بہت سی خطرناک بیماریوں کے علاج کے سنہری مواقع سے محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ خود بھی ان بیماریوں کو لا علاج سمجھ کر جراحت پر انحصار کرتے ہیں۔

اس موقعہ پر ایک بے مثال کیس کا ذکر کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ شاید اس سے تعصب کی پٹی سرک سکے۔

ایک خاتون اپنا رزق خود کام کر کے کماتی تھی۔ مگر اجرائے خون سے معذور ہو چکی تھی۔ اس مرض کو اصطلاحاً **Menorrhagia** کہتے ہیں۔ اسے پہلے تو ارا گوٹ طویل عرصہ کے لئے دیا جاتا رہا۔ کہ مروجہ طریقہ علاج میں یہی ایک دوائی دی جاتی ہے۔ جب صورت حال کا کوئی علاج نظر نہ آیا تو اسے سرجن کے حوالے کر دیا گیا۔ جس نے پہلے تو اسے **curret** کیا۔ اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا تو اسے آپریشن ٹیبل پر ڈال دیا گیا۔ اس کے اعضائے تناسل کے بیشتر حصے کاٹ دیے گئے۔ نتیجتاً وہ مہینوں شدید بیمار رہی۔ اس سے اس کے مزاج وطبیعت پر صدمے کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

اگر یہ مریضہ ہومیو علاج کے تحت ہوتی تو اس کے بے پناہ اخراجات بچ جاتے۔ وہ شدید ذہنی وجسمانی تکالیف سے محفوظ رہتی اور اس کی صحت سوگنا بہتر ہو جاتی۔ میرے اس دعوی کو آپ دیوانے کی بڑ کہہ سکتے ہیں مگر ہومیو لٹریچر ایسے بے شمار معجزات سے بھرا پڑا ہے۔ قلب ماہیت کے عنوان میں اکیس ادویہ درج ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر ادویہ وقت کے لحاظ سے انتہائی تیزی سے کام کرتی ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ مریض تعاون پر آمادہ ہو اور معالج کے لئے مرض کی تاریخ اور علامات حاصل کر لینے کا پورا موقع ہو۔ معمولی معمولی تفصیلات کی بھی اہمیت ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ صحت کی بحالی کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ پہلے جن ادویہ کا ذکر ہو چکا ہے ان میں سے کوئی بھی کام آ سکتی ہے۔

ایسے مریضوں میں سلفر کی علامات ہوں تو یہ دوائی بہت موثر ہے۔ اسی طرح لیکیسز بھی بڑی کار آمد ہو سکتی ہے بشرطیکہ علامات کا تقاضا ہو۔

بہت عرصہ پہلے کی بات ہے کہ مجھے لیکیسز کی ایک مریضہ سے واسطہ پڑا۔ حیض کا بہاؤ بہت فراواں تھا۔ لیکیسز کے ہر مریض کی طرح وہ بھی بہت باتونی تھی۔ وہ چھونے سے بہت حساس

تھی۔ اس کا چہرہ بہت داغدار تھا۔ اسے گرنے سے تکلیف شروع ہوئی تھی۔ گرم کمرے میں گھٹن محسوس ہوتی۔ حیض کے خون کا رنگ اتنا گہرا تھا کہ اسے سیاہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ تمام علامات حیض کے چکر میں بندھی ہوئی تھیں، مطلب یہ ہوا کہ حیض شروع ہوتے ہی سر درد ختم ہو جاتا۔ ادھر حیض رکا تو سر درد شروع ہو جاتا۔ اس کی حالت ہر وقت انتہائی قابل رحم رہتی۔ چند ہفتوں تک لیکیسز کے استعمال سے اس کی شکل وصورت تبدیل ہو گئی۔ اس نے اپنی ذمہ داریاں بالکل ہی نئے جذبے سے دوبارہ سنبھال لیں۔ اس سے قبل وہ عملاً معذور ہو چکی تھی۔ علاج پر جو کچھ خرچ آیا وہ قابل ذکر نہیں، آپریشن کے وسیع اخراجات بچ گئے اور علاج میں طویل معذوری سے بھی بچت ہو گئی۔ اب یہ واضح ہے کہ اس سے زیادہ پسندیدہ صورت علاج اور کیا ہو سکتی ہے۔

میں نے سیپیا کے ایک مریض کا ذکر نہیں کیا۔ اصل میں بھول ہی گیا۔ حالانکہ یہ دوائی مستورات کی تکلیفوں میں بہت اہم ہے۔ رحم سے خون کے اجرا کا تعلق رحم کے اپنے مقام سے ہٹ جانے سے ہوتا ہے۔ نیچے کی جانب جانے والی دردیں، اس دوا کے مریض عام طور پر قد میں لمبے، دبلے، آسانی سے دباؤ کا شکار ہونے والے، انتہائی ٹھنڈے، کمزور، جذبات سے عاری، ہمدردی کو ناپسند کرنے والے۔ ان کیفیات کے علاوہ ان کی جسمانی ہیئت بھی خاص ہوتی ہے۔ پیلی اور زرد بھوری مائل رنگت چہرہ پر پھیلی ہوئی۔ خاص طور پر ناک کے گرد و پیش میں یہ رنگت زیادہ نمایاں۔ میٹیریا میڈیکا میں یہ بات بہت واضح طور پر لکھی گئی ہے۔ اگر اس طرح کی خاتون سامنے آئے تو مریضہ شرطیہ طور پر سیپیا کی مریض ہو گی۔ اور سیپیا سے اس کی تمام تکالیف کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سیپیا کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے لئے گراں قدر کام کرتی ہے۔

کلکیریا کارب کو بھی کسی صورت فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ آپ شاید نہیں جانتے کہ چونا ہومیو پیتھک معالجوں کے لئے اہم ساتھی کی طرح ہے۔ کلکیریا کارب کی مریضہ خواتین زرد، نرم، ڈھیلی اور ٹھنڈی اور غیر مجلسی (تنہائی پسند)، عام طور پر وہ مصروف لوگ ہوتے ہیں۔ وہ کام کی زیادتی سے تھک چکے ہوتے ہیں۔ تبدیلی کے زمانہ میں بافراط اور مسلسل اجرائے خون میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کلکیریا کارب میں خون بہنے میں فراوانی شاید ہی کسی دیگر دوا میں اتنا ہو۔ ایسے وقت میں کلکیریا کارب کی چند خوارکیں کافی ہوتی ہیں۔ ان کی چاک جیسی رنگت، ان کے پٹھے مضبوط اور گول ہوتے ہیں۔ خون آسانی سے نکل آتا ہے۔ اور سرجن کو تکلیف نہیں کرنا پڑتی۔

(6)

اس وقت ایک اور مریضہ ہے جو جراحت کے بغیر ہی صحت یاب ہو گئی۔ اس کی دوائی نکس وامیکا ہے۔ وہ فراواں اجرائے خون میں مبتلا تھی۔ بہاؤ میں تواتر، وہ اپنے ماحول کے بارے

میں بہت حساس تھی۔ آسانی سے مشتعل ہو جاتی۔ وہ سردی کو بھی اتنا محسوس کرتی کہ ہوا کا جھونکا اسے بے حد برہم کرتا۔ بدہضمی اس کے لئے مستقل عذاب کی طرح تھی۔ کھانے کے ایک گھنٹے کے بعد شدید درد۔ قبض کے لئے مسلسل کچھ نہ کچھ لینے کی عادی۔ نکس وامیکا کا ایک مختصر کورس لینے کے بعد وہ خوش مزاج بن گئی۔ اور اس کا خون بھی بند ہو گیا۔ اس طرح آپ نکس وامیکا کے مریض کو پہچان سکتے ہیں۔

خون کے اجرا میں زیادہ شدت کے لئے اور بہت سی دوائیں ہیں۔ ان میں سے ایک سبائنا ہے۔ سبائنا کے کیس میں خون سرخ اور چمکدار ہوتا ہے، چھوٹی کمر میں شدید درد ایسے جیسے گولی کی طرح پار ہو جائے گا۔ یہ درد چھوٹی کمر سے شروع ہو کر navel تک جاتا ہے۔ اگر کوئی عورت اس طرح کے درد میں مبتلا ہو اور ساتھ ہی سرخ اور چمک دار خون جاری ہو تو اسے معمول کے تحت ارگوٹ دیا جاتا ہے۔ مگر صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس پر سبائنا کی چند خوراکیں آزمائی جائیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ کتنی جلدی خون رک جائے گا۔ اتنی جلد خون کے رکنے سے مریض یہ خیال کرے گا کہ وہ خود بخود رک گیا ہے۔ سبائنا ایک وقتی دوائی ہے۔ اگر خون بار بار بہنے لگے تو مزمن دوائی کے طور پر سلفر یا کلکیریا کو کام میں لانا پڑے گا۔ جو بھی علامات کے تحت مطلوب ہو وہ کام کرے گی۔

خون کے اجرا میں زیادہ شدت میں خواتین میں سے کروکس کے مریض مختلف علامات والے ہوں گے۔ وہ مریض ہسٹیریائی مزاج کے ہوں گے۔ خون کے ساتھ گہرے لوتھڑے ہوں گے۔ پیٹرو میں بوجھ اتنا شدید کے اسے خدشہ ہو گا کہ وہ ماں بننے جا رہی ہے۔ ہر دیکھنے والا یا کوئی ڈاکٹر بھی اس کی کیفیت دیکھ کر اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔

ایک بار ایک خاتون ہسپتال میں داخلہ کے وقت کہنے لگی، ''ڈاکٹر، میں محسوس کرتی ہوں کہ بچہ حرکت کر رہا ہے۔'' مگر میرا اندازہ اس سے مختلف تھا۔ مگر وہ لوگ بچہ کی شرط لگانے پر آمادہ ہو گئے۔ اور مجھے اپنی بات پر اصرار تھا۔ میں نے اسے کروکس کی چند خوراکیں دیں تو وہ اپنے اندیشے بھول گئی۔

ایک اور خاتون عجیب وغریب خیالات کی اسیر تھی۔ دو سال تک وہ مختلف قریبی ہسپتالوں میں سرگرداں رہی کہ وہ حاملہ ہے۔ آخر کار اس نے اس وہم کو چھوڑ دیا مگر تنگ آ کر اپنا بستر گیس کے چولھے پر رکھ کر اپنے آپ کو آگ لگالی۔ وہ میری مریضہ نہیں تھی۔ ہومیو پیتھی اسے بچا سکتی تھی۔ ایسے مریضوں میں غیر ہومیو علاج بہت خسارے کی بات ہے۔ وہ علاج کے بعد خاموش ہو جائے گی۔ اسے کوئی اندیشہ نہیں رہے گا۔ اس طرح ناخواندہ شخص بھی ہومیو علاج کے اعتراف پر

مجبور ہو جائے گا۔

قلب ماہیت میں اجرائے خون کی بہت سی ادویات ہیں۔ ہم ایک ہی دوائی تک محدود نہیں رہتے۔ جیسے کہ مروجہ علاج میں ارگوٹ تک۔ جب یہ دوائی ناکام ہو جائے تو آپریشن کے مشورہ کے سوا کوئی راستہ نہیں رہتا۔ اور غریب عورت بلاضرورت نشتر زنی کا نشانہ بنتی۔ اس طرح وہ ناختم ہونے والی درد میں مبتلا ہوتی ہے۔ صحیح معالج کا طریقہ کتنا اچھا ہے۔ وہ دواؤں پر انحصار کرتا ہے، بعض کیسوں میں کھیتوں کی بوٹیاں اور بعض دھاتوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ایک متعین اور یقینی اصول ہے۔ جو آپ کو کبھی ناکام نہیں ہونے دیتا۔ البتہ اس میں کوئی مخصوص دوا والی بات نہیں۔ اگر ایک دوائی کام نہ کرے تو دوسری دوائی موجود ہے۔ اس طرح دواؤں کا وسیع سٹاک اور علاج کا پورا ایک نظام ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔

(XIII)

رسولیاں

زبان پر مٹر کے دانے کے برابر رسولی دواؤں سے ختم ہو سکتی ہے؟

اس دعوی پر ماہر سرجن مذاق سے ہنسنے کے سوا کیا کر سکتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ سرجن انتہائی خطرناک اور پٹے ہوئے راستے پر چل رہا ہے۔ کیونکہ رسولی صاف نظر آ رہی ہے اور چھونے سے محسوس ہو رہی ہے اور ہدف کے طور پر واضح ہے۔ تجربات سے ان کا دوائیہ علاج سے صاف ہو جانا ثابت ہو۔ اس کے باوجود اس طریقہ علاج کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مگر اس کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ بات علاج پر یقین کی ہے۔ اسی طرح جوڑوں کے درد جیسے عوارض میں غیر محسوس علامات غائب ہو جاتی ہیں۔ وجہ یقین ہی ہوتا ہے۔ یہ بات عجیب نہیں کہ کہ بیسی لس یا سٹریپٹوکوکس میں بیماری کو عاجز کر دینے والی قوت موجود ہے، اسی طرح خوردبین سے بھی نظر نہ آنے والے وائرس خسرہ اور کالی کھانسی کا سبب بن سکتے ہیں۔ لیکن حیرانی اس بات پر ہے کہ وہ وائرس کے اثر کو مانتے ہیں مگر توانائی یافتہ دواؤں کے اثرات سے انکار کرتے ہیں؟ زمین و آسمان میں اور بھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ایک پرانی داستان سے ہومیو معالجین بخوبی واقف ہیں۔ اس کا اعادہ کافی ہے۔ کہانی کا نام ''پتھروں پر وعظ'' ہے۔ یہ کہانی اصول بالمثل کی صداقت ثابت کرتی ہے۔ کہانی اس طرح ہے کہ، ڈاکٹر فارتھ ولکنن ایک جزیرے میں گئے تو وہاں چرنے والے جانوروں کو ہیکلا لیوا سے ڈھکے ہوئے دیکھا۔ ان کے جبڑوں کی ہڈیوں میں سخت قسم کی رسولیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ رسولیاں ہڈیوں جیسی سخت تھیں ۔ وہ اس درخت کی خاکستر انگلستان لے آئے۔ اس خاکستر سے انہوں نے دوا تیار کی جو ہڈیوں کی رسولیوں کے علاج میں کام آنے لگی۔ یہ علاج گھوڑوں اور انسانوں دونوں میں کامیاب رہی۔ ڈاکٹر برنٹ اور دوسرے بہت سے ڈاکٹروں نے اس مثال کی پیروی کی۔ اس زمانے ہیکلا لیوا بعض قسم کی ہڈیوں اور اسفنجی رسولیوں کا علاج ہے۔ اسے 3x طاقت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(1)

کئی سال پہلے میرے پاس ایک دلچسپ کیس تھا۔ ایک پچاس سالہ خاتون کے گردے میں بہت سخت قسم کی رسولی تھی۔ اسے سرجن کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے رسولی نکال دی اور مریض

کو صحت یاب قرار دے کر فارغ کر دیا۔ بارہ ماہ کے بعد مریضہ پھر بیمار ہو گئی۔ اسے ایک بار پھر سرجن کے پاس بھیجا گیا۔ اس بار سرجن نے آپریشن سے انکار کر دیا اور مریضہ کو مارفیا کی بڑی مقداریں دینا شروع کر دیں۔ وجہ یہ تھی کہ درد کی شدت کو کم کرنے کے لئے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ مگر مارفیا کی کافی مقدار بھی درد میں کمی کا ذریعہ نہ بن سکی۔ وہ پھر واپس آئی اور پوچھا، ''کیا میرے لئے مزید کچھ نہیں کیا جا سکتا؟'' اس مرحلہ میں کسی نے اسے ہومیوپیتھی آزمانے کے لئے کہہ دیا۔ اگرچہ بہت دیر ہو چکی تھی۔ اسے ہیکلا لیوا-3x کی دن میں تین خوراکیں شروع کرائیں۔ درد میں افاقہ شروع ہوا اور اس کا درد کے لئے مارفیا پر انحصار ختم ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں درد ایسے غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

ہومیو علاج سے پہلے مریضہ کی کیفیت یہ تھی۔

وہ دیکھنے میں مرگ ناگہاں میں مبتلا تھی۔ اس کی توانائیاں ضائع ہو چکی تھیں۔ رنگ زرد، زندگی کے آثار باقی نہیں رہے تھے۔

دوا نے اسے توانائی اور قوت سے دوبارہ کھڑا کر دیا۔ یہ صحت یابی حیران کن تھی۔ اس کے چہرے سے زرد رنگت ختم اور کمزوری دور ہو گئی۔ اس نے اپنی گھریلو ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ کپڑوں کی دھلائی، جس میں کمبلوں کی دھلائی جیسا بھاری کام بھی شامل تھا بلا تھکان انجام دینے لگی۔ رسولی بھی مٹتی جا رہی تھی۔

سرجن نے اسے معائنہ کے وقت زندہ رہنے کے لئے تین ماہ کی معیاد کا اندازہ قائم کیا ہوا تھا۔ پندرہ ماہ کے بعد میں نے مریضہ کو اس کے پاس بھیجا۔ وہ ابھی تک زندہ تھی۔ رسولی کا محض نشان باقی رہ گیا تھا۔ بدقسمتی سے وہ علاج سے دست کش ہو گئی۔ وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ بہرحال پندرہ مہینے میں اسے کبھی درد نہیں ہوا اور گلٹی بھی عملاً ختم ہو چکی تھی۔ اسے اپنے کام میں کوئی پریشانی نہیں رہی۔ اب وہ اپنے آپ کو بالکل صحت مند خیال کرتی تھی۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ ہیکلا لیوا نے اسے شفا دی۔ جب کہ مارفیا نے مرض کو چھوا تک نہیں تھا۔

(2)

ایک اور مریضہ کے بارے میں مجھے یاد ہے۔ وہ سرکس ڈرائیور تھی۔ یہ 1930-40ء کی بات ہے۔ مریضہ کی دائیں چھاتی میں پتھر جیسا ورم تھا۔ ورم یا سوجن کا سائز بچے کے سر جتنا تھا۔ کونیم میکولیٹم چھاتی میں اس طرح کی سخت رسولیاں پیدا کر سکتی ہے۔ لہٰذا وہ ایسی رسولی ختم بھی کر سکتی ہے۔ اسے کونیم دی گئی۔ مجھے یاد نہیں کہ دوا کس طاقت میں دی۔ چار ماہ کے علاج میں چھاتی کی رسولی ختم ہو گئی۔ کیا یہ شعبدہ بازی ہے۔ بہرحال مریضہ کی چھاتی پر اتنی بڑی رسولی موجود تھی، اور

رسولی کی سختی پتھر سے کم نہیں تھی۔ اس طرح کی سخت رسولی عام طور پر کینسر شمار کی جاتی ہے۔ مگر پھر بھی ختم ہوگئی۔ مریضہ ایک سال کے بعد دوبارہ آئی۔ اس وقت تک اسے دوبارہ شکایت نہیں ہوئی تھی۔

اسی زمانے کی بات ہے ایک غیر شادی شدہ خاتون، پتلی دبلی، اور بائیں جانب چھاتی کی رسولی کے بارے میں بے حد پریشان، ۔رسولی کا حجم عام سنگترے کے برابر۔ بہر طور یہ تھیلی کی طرح کی رسولی تھی۔ بہرصورت میں نے فائٹولیکا آزمائی۔ یہ پوک بیری سے تیار ہوتی ہے۔ دوا کی طاقت 30x سے علاج کی ابتدا کی۔ بعد میں ایک ہزار طاقت کے ساتھ مدر ٹنکچر رسولی پر لگانے کی ہدایت کی۔ قریبا چھ ماہ کے عرصہ میں رسولی ختم ہوگئی۔ یہ رسولی بھی کینسر آمیز تھی۔ میں نے مریضہ کو پانچ سال کے بعد دیکھا تو اس نے بتایا کہ اسے دوبارہ تکلیف نہیں ہوئی۔

(3)

ایک اور خاتون میرے زیر علاج رہی۔ وہ چالیس پچاس کے پیٹے میں تھی۔ اس کی بائیں چھاتی پر گلٹی تھی۔ وہ اس گلٹی سے بہت خوف زدہ تھی۔ یہ بہت نرم تھی۔ اس کے علاوہ بائیں axilla کے اندر کا غدود بھی بڑھا ہوا تھا۔ فائٹولیکا دن میں تین بار کھانے کے لئے اور فائٹولیکا مدر ٹنکچر کی پٹیاں گلٹی پر لگانے کے کہا۔ اس سے غدود ختم ہوگیا اور اس کے تمام خوف بھی ختم ہو گئے۔ چار پانچ سال ہو گئے ہیں۔ اسے کسی آپریشن کی ضرورت نہیں پڑی۔

(4)

ایک اور خاتون کا ذکر بھی برموقع ہے۔ وہ غیر شادی شدہ تھی۔ اس کی بائیں چھاتی میں نپل کے ساتھ ایک گلٹی تھی جو اندر کی طرف دھنسی ہوئی تھی۔ بائیں axilla کی جانب غدود کا ایک سلسلہ تھا اور ایگزیلا کے اندر بھی غدود کا ہجوم ہو رہا تھا۔ اس کی دوا بھی فائٹولیکا ہی تھی۔ اس دوائی کا چھاتی پر خصوصی اثر ہے۔ حقیقت میں یہ ایک دوا ہے۔ یہی بات ڈاکٹر برنٹ نے کہی ہے۔ چھ ماہ بعد گلٹی اور غدود کا کوئی نشان ہی نہ تھا۔

ہوسکتا ہے کہ یہ تمام کیس سادہ رسولیوں کے ہوں۔ ممکن ہے ان میں کینسر کا کوئی شائبہ نہ ہو۔ میں نے چیرا دے کر گلٹی کی نوعیت جاننے کی بھی کوشش نہیں کی۔ میں اس بات پر بھی کافی خوش تھا کہ مطلوبہ دوائی سے ختم ہوگئی ہے۔

(5)

کئی سال پہلے ایک اور کیس بھی میرے پاس تھا۔ یہ مزدوری پیشہ بیوہ تھی۔ وہ کسی دفتر میں صفائی کے کام پر متعین تھی۔ مگر بہت ہی عمدہ مخلوق تھی۔ فطرت کی ہو بہو تصویر۔ انتہائی محنتی، اسے

چھاتی میں کینسر زدہ گلٹی تھی۔ اس موقعہ پر میں اپنے اوپر الزام قبول کرتا ہوں۔ میں نے اسے بتا دیا کہ اسے کینسر ہے۔ وہ سرجن کے پاس چلی گئی ہے۔ سرجن نے گلٹی کاٹ دی۔ مگر اسے دوبارہ ریڑھ کی ہڈی کا کینسر ہو گیا۔ جس سے وہ موت کا شکار ہوئی۔ وہ آپریشن کے بعد نو ماہ بھی زندہ نہ رہ سکی ۔ بہت اذیت ناک موت۔ وہ غریب میرے پاس بہت دیر سے آئی۔ اور میں اس وقت تک نہیں جانتا تھا کہ ہومیو ادویہ میں کتنی قوت ہے۔ جب مریض کی حالت لا علاج ہو جائے تو یہ صحت نہیں دے سکتی مگر درد کا خاتمہ تو کر دیتی ہے۔ اس طرح مریض کا خاتمہ کم از کم پر سکون طریقہ سے ہو جاتا ہے۔ جب کہ مارفیا نشہ کر دیتا ہے جس سے بے حسی پیدا ہوتی ہے۔ ہماری ادویہ کے ساتھ مارفیا کی ضرورت نہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہماری ادویات کتنی سکون دینے والی ہیں۔ میں سادہ رسولیوں کے ہومیو علاج کی بعض مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(6)

قریباً چار سال قبل ایک نوجوان کھوپڑی کی رسولیوں کے ساتھ آیا۔ وہ ان رسولیوں کا دو موقعہ پر آپریشن کروا چکا تھا مگر وہ دوبارہ پیدا ہو جاتی تھیں۔ میں نے دو رسولیوں کو آپریشن سے دور کیا۔ ان میں سے ایک دانے اور دوسری اخروٹ کے برابر تھی۔ آپریشن کے بعد میں نے گریفائٹس 1m کچھ عرصہ تک استعمال کرائی۔ اس کے بعد یہ رسولیاں دوبارہ نہیں ہوئیں۔ اسے محض اتفاق بھی کہا جا سکتا ہے۔ مگر گریفائٹس رسولیوں کو دوبارہ ہونے سے روکتی ہے۔

(7)

مجھے ایک بار گوہانجنی کے مریض سے واسطہ پڑا۔ اسے عام طور پر نشتر سے ہٹانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ مریض پچاس سال کی عمر کا تھا۔ گوہانجنی اوپر والی پلک پر تھی۔ یہ اچانک شروع ہوئی اور رات ہی میں اتنی بڑھ گئی کہ آنکھ کھولنا ممکن نہ رہا۔

میں نے اسے سرجن کے پاس جانے کے لئے کہا۔

مگر اس نے سوال کیا کہ ''آپ علاج کے ذریعہ ختم نہیں کر سکتے؟''

میں نے جواب میں کہا، ''سرجن چند منٹوں مین علاج کر دے گا، جب کہ ہومیو علاج میں کئی دن اور ہفتے لگ سکتے ہیں'' مجھے یاد ہے کہ مریضہ کئی بار ویکسی نیشن لے چکی تھی۔ اس کے بازوؤں پر اس کے انتہائی بدھے نشان تھے۔ پچھلی ایک دو بار ویکسی نیشن نہیں دی گئی۔ یہاں بیماری کے لئے مرکز سراغ موجود ہے۔ ویکسی نیشن ہی ساری تکالیف کا منبع ہے۔ ڈاکٹر کا یہ کہنا ہے کہ ویکسی نیشن سے رسولیاں بن جاتی ہیں۔ جو کہ کافی مدت بعد ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں تھوجا موثر تدارک ہے۔ یہ بائیں جانب کی رسولی تھی۔ مریضہ صبح کے وقت کبھی تازہ محسوس نہیں کرتی۔ بار

بار کی ویکسی نیشن کی تاریخ کافی ہے۔ دوا کی تجویز کے لئے تینوں بنیادی علامات موجود تھیں۔ چنانچہ دوانے کام کیا۔ تھوجا 30x شروع کرائی گئی۔ گلٹیاں سکڑنے لگیں۔ اس شفا میں کسی درد، بے آرامی کا کوئی مرحلہ نہ آیا۔ علاوہ ازیں کوئی نشان بھی باقی نہ رہا۔

(8)

ایک اور مریض

یہ spurlos versenkt میں مبتلا تھا۔ یہ مرض تھوجا سے پیدا ہوا تھا۔ دوران علاج ایک سوزشی پھنسی اس کے پاؤں کے اندر کی جانب شروع ہوئی۔ یہ پھنسی پھیلتے پھیلتے پاؤں کے تلوے تک پھیل گئی اور اس نے ٹخنے کا بھی احاطہ کر لیا۔ آگ اور گرمی کا سامنے کرنے سے تکلیف میں انتہائی شدت پیدا ہو جاتی۔ خارش اور جلن نا قابل برداشت ۔ جوتے اتار کر آگ کے قریب بیٹھتے ہی تکلیف زور پکڑ لیتی۔ پاؤں کو سینک پہنچتے ہی خارش اور جلن بیدار ہو جاتی۔ آدھی رات تک اسے بیٹھنا پڑتا۔ وہ اپنے پاؤں کو کھجلاتا رہتا۔ آخر کار کچھ نیند حاصل کرنے کے لئے وہ بستر میں داخل ہوتا تو پاؤں بستر سے باہر رکھ کر سونے کی کوشش کرتا۔ رات کو اس کا بستر اس طرح ترتیب دیا جاتا کہ کمبل پاؤں تک ہی پہنچے۔ ہومیو علاج کام میں آیا۔ مرض اندر سے باہر کی جانب خارج ہوا۔ ویکسی نیشن کے زہر جلد کے راستے خارج ہوئے۔ کوئی مرہم استعمال نہ کی گئی۔ خاتون ہومیو علاج کا پختہ یقین رکھتی تھی۔ میں نے اسے سلفر 30x دی۔ گرمی سے جلن اور خارش میں شدت، پاؤں ننگے کرنے سے تکلیف میں اضافہ، بستر سے پاؤں باہر لٹکانے سے افاقہ، گویا سلفر کی تمام علامات موجود تھیں۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ علامات کا مزید جائزہ لیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ میں نے بعض پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا۔ مریض نے احتیاط کے ساتھ اپنے جسم سے چربی کم کر کے وزن گھٹایا ہے۔ مریضہ نازک اور تند مزاج ہے۔ اس کے ساتھ وہ گرمی سے حساس ہے اور تکلیف میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ حرارت سے تمام علامات میں زیادتی ہوتی ہے۔ اس سے پلساٹیلا کی تصویر مکمل ہو جاتی ہے۔ پلساٹیلا اونچی طاقتوں میں۔ اس سے پلساٹیلا 30x اور پھر 1m سے جلد کی پھنسی اور خارش ختم ہو گئی۔

علاج میں کئی ہفتے لگ گئے۔ میرا اندازہ بھی اتنے ہی وقت کا تھا۔ مگر یہ بہت بہتر ہے۔ سرجن بدصورتی کو ختم کر سکتا ہے۔ وہ رسولی اور اندرونی بیماری کے ظاہری نتائج کا سد باب کر سکتا ہے۔ حقیقی تکلیف، اندرونی مرض جس کی وجہ سے پھنسی پیدا ہوئی وہ موجود رہے گی۔ ہومیو علاج نے بیرونی رسولی ہی ختم نہیں کی بلکہ اندرونی مرض کا بھی علاج کیا۔ پلساٹیلا کے علاج سے صفائی مکمل ہو گئی۔

(9)

اس زمانہ میں ایک خاتون کا کیس سے واسطہ پڑا۔ یہ تیس کے سن میں تھی۔ بھنوں پرانی رسولی تھی۔ پلک پر گوہانجنی، اسے اس کی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ البتہ یہ بدصورتی کا سبب ضرور تھی۔ میں نے اسے ہسپتال سے کٹوانے کا مشورہ دیا۔ وہ اپنی مصروفیات کی بنا پر ہسپتال نہ جا سکی۔ لہذا مجبورا دوا پر انحصار کرنا پڑا۔ خاندان میں تپدق کا پس منظر موجود تھا۔ وہ پتلی دبلی، سردی لگنے کا رجحان، زکام بھی عام ہو جاتا، سردی بہت محسوس ہوتی، میں نے اسے ٹیوبرکولینم 30x شروع کرائی۔ نزلہ اور بخار ملی سردی کی تمام کیفیت کے پیش نظر میں نے اسے کئی ادویہ دیں۔ پلساٹیلا بخار کے دورانیہ میں علامات کے مطابق مسلسل، خشک زکام، جس میں گردن کی پشت پر درد اور پیاس کے لئے برائی اونیا 30x دن میں تین بار۔ اس نے بتایا کہ سردی کے پورے موسم میں نزلہ رہتا۔ برائی اونیا سے نزلہ کافی درست ہوا مگر ختم نہیں ہوا۔ مزید چھان بین سے معلوم ہوا کہ وہ بلا کی سگریٹ نوش ہے۔ چالیس سگریٹ دن کا معمول ہے۔ کھانا دن میں ایک بار، مطلب یہ ہوا کہ کھانے کی جگہ بھی سگریٹ، تمباکو کے پرانے زہر کے سدباب کے لئے دوائی لازم تھی۔ ایک دوائی ایسی ہے جو تمباکو کے زہر کو بھی دور کر دیتی ہے اور اس کی خواہش کو بھی دور کرتی ہے۔ یہ دوائی کلیڈیم ہے۔ یہ جنوبی امریکہ کی آرم (arum) ہے۔ میٹریا میڈیکا سے دوائی کو بغور دیکھا تو مریض کے مزاج کے بھی مطابق پائی گئی۔ بھول جانا، غیر حاضر دماغی، چیزوں کو غلط مقامات پر رکھنا، اعصابی بے چینی، ہمیشہ جلدی میں رہنا، سب کچھ بہت ہی جلدی میں کرنا، ہر وقت اڑان پر رہنا۔ میں نے کیلیڈیم 6x صبح و شام۔ دو ہفتے بعد اس نے بتایا کہ اسے سگریٹ لطف نہیں دے رہا۔ وہ دن میں چالیس کے بجائے صرف دو تین سگریٹ لے رہی ہے۔ ذہنی بے چینی بھی ختم ہو گئی۔ آنکھ کی پھنسیاں بھی دور ہو گئیں۔ علاج میں چھ ماہ لگے۔ مزاجی علاج میں بہرحال وقت لگتا ہے۔

(10)

ایک مزید کیس

مریضہ درمیانی عمر کی تھی۔ اس نے کئی بار ویکسی نیشن کروائی تھی۔ اس بنا پر اسے تھوجا 30x دی گئی۔ گلٹیاں ریکارڈ وقت میں ختم ہو گئیں۔ علاج کا یہ عمل اتنا غیر محسوس اور خوبصورت تھا کہ جلد پر نشان تک باقی نہ رہا۔ بعض اوقات علاج کے دوران پھنسیاں پھٹ جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں مرہم یا کسی دیگر ذریعہ سے اخراج کو روکنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے۔

یہ چند مثالیں ہیں۔ وگرنہ مطلوبہ ہومیو ادویہ سے رسولیوں کے علاج سے لٹریچر بھرا پڑا ہے۔ کارلیٹان کی "ہومیو پیتھی دوا جراحت میں" میں کافی مثالیں بیان ہوئی ہے۔ برنٹ نے بھی بہت سے کیس درج کئے ہیں۔

(XIV)

قولنج

کئی سال پہلے میں نے ایک میڈیکل رسالے میں نے ایک خط دیکھا۔خط کے ذریعے ایک بزرگ ڈاکٹر نے اپنے ہم پیشہ لوگوں سے اپنے قولنج کے علاج کے لئے مشورہ طلب کیا۔ موصوف کو یہ تکلیف سال ہا سال سے تھی۔اب وہ تکلیف کی وجہ سے مکمل معذور ہو چکا ہے۔ معالج خود اپنا علاج کر رہا ہے۔ میں نے اندازہ کیا کہ یہ جہالت کا کتنا کھلا اعتراف ہے۔ میں نے کئی ہفتوں تک رسالوں کا جائزہ لیا۔اس کے لئے بہت کم مشورے سامنے آئے۔اکثر لوگوں نے یہی کہا کہ زیادہ تر ادویات بے اثر ثابت ہوئیں ہیں۔ میں بہت کم عمر تھا۔خود اعتمادی کا فقدان بھی تھا۔قولنج کے لئے ہومیوپیتھی میں بہت سی ادویات ہیں۔ضرورت مند کبھی محروم نہیں رہ سکتا۔ میری خوش قسمتی تھی کہ بعد میں مجھے قولنج کے بعض کیس ملے اور میں نے ان بے زار لوگوں کی مدد سے خوشی حاصل کی۔

(1)

ایک غریب نوجوان خاتون ، دن بدن دبلی اور کمزور ہوتی جا رہی تھی۔اس کا ہسپتال میں علاج ہو رہا تھا۔ظاہر ہے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔اس کی کہانی قابل رحم ہے۔ اس کا خاوند سال ہا سال سے بیکار تھا۔ سات بچے تھے۔ آدمی کی افادیت ختم ہوگئی تھی۔سارا کنبہ خیرات پر انحصار کر رہا تھا۔ ماں کی خوراک کم ہوگئی۔کم خوری کے سبب قولنج کا درد ہو گیا۔کتنی دردناک صورت حال تھی۔

ایک روز وہ پھٹ پڑی۔ اگر وہ کام کرنے کے لائق ہوتی تو کچھ مزید کما کر اپنی آمدنی میں اضافہ کر لیتی۔ مگر اپنے آپ کو گھسیٹ نہیں سکتی تھی۔ وہ صبح پانچ بجے ہر روز پاخانہ کے لئے بھاگ کر جاتی۔ اسے وقت پر جانے کے لئے بہت جلدی کرنا پڑتی۔ پاخانہ سفید جیلی کی طرح کا ہوتا۔ درد بہت شدید ہوتا۔ پھر خون شروع ہو جاتا۔بیسن بھر جاتا۔بہت ہی قابل رحم حالت تھی۔ وہ نچڑ چکی تھی، بالکل لاغر ہو گئی۔ اس وجہ سے وہ دوپہر تک باہر نہیں جا سکتی تھی۔ تیمار دار خاتون نے اسے تسلی دینے کے لئے ایک دوست کا قصہ سنایا۔ جسے قولنج کی تکلیف کئی سال تک رہی۔ اسے بعض پیٹنٹ دواؤں سے فائدہ ہوتا تھا۔وہ کسی عطائی سے کوئی پیٹنٹ دوا لے آتی ۔قصہ مختصر قولنج کے لئے ایلوپیتھی میں کوئی علاج نہیں۔ ہر شخص اپنے ذہن کے مطابق علاج کرتا ہے۔ مختلف

دوائیں اور ٹیکے استعمال کئے جاتے۔ دوسرا ہر ڈاکٹر اپنی پسند کی دوائیں دیتا۔ البتہ دیانت دار ڈاکٹر اپنی معذوری کا صاف اعتراف کر لیتے ہیں۔

میں اپنی کہانی سناتا ہوں۔ میں نے خاتون کی طرف توجہ کی اور خاتون سے درشت لہجے میں پوچھا،

''جب ان دواؤں سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو آپ یہ دوائیں کیوں لیتی ہیں؟''

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ بہرحال میں نے اس شرط پر علاج کی پیش کش کی کہ وہ کچھ عرصہ علاج جاری رکھے۔ میں گھر پہنچا۔ پریشانی میں ہانپ رہا تھا۔ مریضہ کی علامات کا جائزہ لیا۔ ریپرٹی میں بہت سی ادویات سامنے آئیں۔ علامات سے سلفر بہت یقینی تھی مگر ہائیڈراسٹس میں بافراط سفید پاخانے پائے جاتے ہیں۔ بعض اور دوائیں بھی تھیں۔ پاخانے کے لئے بھاگ کر جانے کی علامت کا لحاظ کرتے ہوئے سلفر تجویز کی۔ اس سے معدہ صاف ہوگا۔ ہسپتال میں سخت اشیا استعمال میں رہیں۔ میں نے سلفر 30x شروع کرائی۔ علاج شروع کرتے ہوئے اس کا وزن کر لیا۔ اس کا ایک سال میں پندرہ کلو وزن کم ہو چکا تھا۔ کھانے کے بارے میں اسے کوئی ہدایت نہیں دی جاسکتی تھی۔ جو کچھ ملے اسے کھاتا تھا۔ البتہ دوپہر کے وقت دودھ اور انڈہ میں نے تجویز کیا۔

نتائج میرے لئے حیران کن تھے۔ پہلے ہفتہ میں اس کے وزن میں نصف پونڈ اضافہ ہوا۔ اسہال بہتر ہوئے۔ پاخانے میں جیلی آنا بند ہوگئی۔ پندرہ روز بعد اس نے بتایا کہ اسے پاخانہ پندرہ بار کے بجائے چار بار آتا ہے۔ درد میں افاقہ ہے۔ بہرحال میں مطمئن تھا۔

چھ ہفتوں میں وزن میں چار پونڈ اضافہ ہوا۔ اڑھائی ماہ کے بعد وہ بالکل بدل چکی تھی۔ اسہال، قولنج، درد، ہر تکلیف ختم، وزن میں 8 پونڈ اضافہ۔ علاج کے چار ماہ بعد معمول کی غذا شروع کرنے پر معمولی سا خون آنے لگا۔ سلفر -1m کی ایک خوراک دی گئی۔ مزید دو ماہ گزرے تو دانت نکلوانا پڑا۔ اس کے بعد قولنج کا درد دوبارہ ہوا۔ اسے سلفر 6x صبح شام دی گئی۔ وہ بہتر محسوس کرنے لگی تو اس بہادر خاتون نے کام شروع کر دیا۔ طبیعت میں سستی ختم ہو چکی تھی۔

مقابلہ کریں کہ تیرہ ماہ ہسپتال میں علاج ہوا، اسہال، خون، درد، غرض کسی تکلیف میں کمی نہ ہوئی، وزن پندرہ کلو کم ہوا۔ ہومیو علاج سے چند ہفتوں میں، بغیر مناسب غذا کے مریضہ صحت یاب ہوگئی۔

(2)

قولنج کا ایک اور کیس۔ مریضہ ایک خاتون

مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ خاتون قولنج میں مبتلا تھی یا نہیں۔ وہ پرانے خیالات کی مالک تھی۔

اسے اپنے اندرونی اعضا کے بارے میں کچھ کہنے سے حجاب تھا۔ اسے حرارت رہتی، وہ وافر مقدار میں کونین لے چکی تھی۔ پیچش رہتی، گلہڑ بھی تھا۔ اس کے گھٹنے اور انگلیوں کے جوڑوں میں درد۔ میں نے اسے نیٹرم میور دی۔ شروع میں 6 طاقت اور پھر 12 طاقت۔ چند ماہ کے بعد اس نے بتایا کہ اسے یہ امید نہیں تھی کہ اس کے جوڑوں کی پرانی تکلیف درست ہو سکتی ہے۔ لیکن قولنج کا درد بھی ساتھ ہی درست ہو گیا۔ اس طرح یہ ثابت ہوا کہ آپ کو مریض کی تمام تکالیف کا جائزہ لینے کی ضرورت نہیں۔ چند علامات لے کر ان میں سے ترجیحی علامات اہم ہوتی ہیں۔ دیگر علامات کا شروع میں علم بھی نہیں ہوتا مگر وہ درست ہو جاتی ہیں۔ اس خیال کو بھی رد نہ کریں کہ مصنوعی سورج کی روشنی علاج میں اہم ہے۔ اسے پندرہ دن میں ایک بار روشنی ملتی ہے۔ وہ دیہات میں رہتی۔ بار بار نہیں آ سکتی۔ مگر یہ چھوٹی چھوٹی گولیوں کا کیس ہے۔

(3)

مزید ایک کیس

یہ قولنج کی ایک قسم ہے جو صرف بچوں میں ہوتی ہے۔ یہ پیدائشی مرض ہے۔ قولون colon کی سوزش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بڑی آنت کا آخری حصہ پھول کر غبار کی شکل میں اوپر کی جانب اٹھ جاتا ہے۔ اس میں مواد بن کر بہتے ہوئے چھوٹی آنت کی جانب سفر کرتا ہے۔ معصوم بچہ پاخانہ سے خائف رہتا۔ عام طور پر ایسے بچے غریب اور پتلے ہوتے ہیں۔ ان کے بازو اور ٹانگیں سوکھی ہوئی اور پیٹ بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

قاعدہ کے لحاظ سے ان کا کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اس موذی مرض کے چار کیس دیکھے ہیں۔ پہلا کیس ہسپتال میں مر گیا۔ سرجن نے آپریشن کا فیصلہ کیا۔ اسی مہم جوئی میں بچہ موت کے منہ میں چلا گیا۔ دوسرا ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ تین سال گزر گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سرجن انتظار میں ہے کہ مرض خوب پرانا ہو جائے، علاج کی ہر تدبیر ناکام ہو جائے اور مریض ہر جانب سے مایوس ہو اس کے آپریشن ٹیبل پر ڈال دیا جائے۔ اس طرح اس کے لئے موقعہ ہو گا کہ وہ انتڑیوں کے بعض حصے اس امید کے ساتھ کاٹ دے گا کہ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔ اس دوران بچہ ہیضہ میں مبتلا ہوا۔ اس کے باوجود اس کا پیٹ پھولا ہوا ہے۔ تیسرا مریض یا تو مر چکا ہے یا معذور ہو کر بے بسی کی زندگی گزار رہا ہے۔

(4)

میں نے پہلا کیس دیکھا تو اس کی ماں سے میری گفتگو ہوئی۔ میں نے اس کے

تھا۔ وزن 11 پونڈ پیٹ کا احاطہ 81 تھا۔ اس پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ اس کی لمبائی اور چوڑائی برابر تھی۔ وہ سانس لینا شروع کرتا تو پاخانہ بہنا شروع کر دیتا۔ سبز رنگ کے پانی کی طرح کے پاخانے، زور لگا کر خارج ہوتے۔ پاخانے سے بچنے کیلئے اس کی ماں اسے چیمبر میں باندھنے پر مجبور ہوتی۔

ہم نے بہت سی دوائیں آزمائیں مگر قابل ذکر فائدہ نہ ہوا۔ بچہ جونہی غذا لیتا پاخانہ شروع ہو جاتا۔

زیادہ تر دوستوں نے ہسپتال میں علاج پر زور دیا۔ ماں کا یقین قائم رہا۔ آخر کار اس کا صلہ مل کر رہا۔

بچے کو میگنیشیا کارب 30x کی خوراک دی۔ پیٹ کی پیمائش 19 انچ تھی۔ ماں اس بات پر خوش تھی کہ پاخانے کی زرد رنگت بہتر ہوئی۔ اسے پانچ ماہ میں میگنیشیا کارب کی چھ سات خوراکیں دی گئیں۔ اس کی تمام تکالیف ختم ہو گئیں۔ اس نے دانت نکالنے شروع کئے۔ تیرہ ماہ کی عمر میں وہ مکمل صحت یاب ہو گیا۔ مضبوط جسم، گلابی رنگ، شرارتی، مستعد، چاک و چوبند، خوب باتیں کرتا اور قولنج سے ناآشنا۔ درد کے کوئی آثار ہی نہ تھے۔ کبھی دوبارہ تکلیف نہ ہوئی۔ آپ کہیں گے کہ یہ ناممکن ہے۔ کیا میں افسانہ سنا رہا ہوں۔ اس کی ماں سے پوچھ لیں۔ ہمسائیوں سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس نرس سے پوچھیں جو اس کا وزن پر کرتی رہی۔ وہ سب، یہ کہانی سنا دیں گے۔ چند پڑیوں نے یہ معجزہ سرانجام دیا تھا۔ خدا کا شکر ادا کریں جس نے ہانی من پر یہ فن انکشاف کیا اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اس کی تربیت دی اور وہ سادہ طریقوں سے علاج کرتے۔

قولنج کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض پرانی ہیں اور طویل مدت کی ہیں۔ بعض بالکل نئی اور مہلک ہیں۔ میں ان کی سائنسی اور اصطلاحاتی وضاحتوں سے مرعوب نہیں کرنا چاہتا۔ نہ ہی مرضیاتی تفصیلات کی کوئی ضرورت ہے۔

میں نے ایک ہاؤس سرجن کے طور پر اپنے کیریر کی ابتدا کی تھی۔ ایک وارڈ میں ایک بوڑھا شخص تھا۔ اسے سرطانی نوعیت کا قولنج تھا۔ پیپ اور خون بہتا رہتا، وجہ معلوم نہ تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ کون سی دوا دی گئی۔ سینئر فزیشن الجھا ہوا تھا اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

(5)

تھوڑے عرصہ بعد مریض کا پوسٹ مارٹم کیا جا رہا تھا۔ پوسٹ مارٹم میرے ذمہ تھا۔ میں نے قولنج کی اپنی نوعیت کی قسم دیکھی۔ نتیجتاً میں خود حاد قسم کے قولنج کا شکار ہو گیا۔ بخار 104، اسہال، خون اور پیپ، مجھے بستر کیلئے محدود ہونا پڑا۔ ڈاکٹر نے مجھے بسمتھ کا کوئی مکسچر دیا۔ اس سے

مجھے سخت قبض ہوگئی۔ اس کے لئے کیسٹرائل لیا گیا۔ کیسٹرائل لینے کا میرے لئے یہ پہلا اور آخری تجربہ تھا۔ میں نے احتجاج وانکار کیا۔ دراصل یہی موقعہ تھا جس نے مجھے ایلوپیتھی سے بدظن کرنا شروع کیا۔ نرسیں میرے حلق میں خوراک گرانے میں مشکل محسوس کرتیں۔ چنانچہ سیاہ کافی کا ایک کپ تیار کر کے میرے حلق میں انڈھیلا گیا۔ جب تک کافی حلق سے نیچے اتری نرس پریشان رہی۔ یہ بالکل بے ذائقہ تھا۔ میں نے شور مچایا کہ،

آپ قبض پیدا کرتے ہیں اور پھر دست شروع کرا دیتے ہیں، علاج کے لحاظ سے یہ کوئی دانشمندی کی بات نہیں۔ میں ایک ہفتہ بیمار رہا۔ دراصل میں اپنے ہی پیشہ پر فدا ہو رہا تھا۔ ڈاکٹروں نے بہت محنت کی۔ وہ خوشی اور خدمت کے جذبہ سے علاج کر رہے تھے۔

میں نے پکا عزم کرلیا کہ میں کبھی اس طرح علاج نہیں کروں گا جس طرح میرا علاج کیا گیا۔

کئی سال بعد مجھے ایک بار پھر قولنج کی شکایت ہوئی۔ اس بار یہ تکلیف چیریاں کھانے کی وجہ سے ہوئی۔ میں سوئزرلینڈ میں تھا۔ چیریاں کھانے کے بعد۔ میں نے پگھلی ہوئی برف پی۔ اس وقت میں بہت گرم اور تھکا ہوا تھا۔ عام طور پر اس پانی میں مویشیوں کی غلاظت کے آثار ہوتے ہیں۔ مجھے پانی ابالے بغیر پینا نہیں چاہیے تھا۔ میری کیفیت یہ تھی۔ زرد پانی جیسے دست، ریح بھی ساتھ، درد کے بغیر، کھانے کے بعد شدت۔ پھل کھانے کی وجہ سے تکلیف کے پیش نظر چائنا بہت یقینی دوا تھی۔ میں نے اس کی ایک ہزار طاقت میں ایک خوراک لی۔ مجھے ایک خوراک سے افاقہ ہو گیا۔ اس سے قبض ہوئی اور نہ ہی متلی پیدا کرنے والا کیسٹرائل لینا پڑا۔ سب کچھ صاف اور سیدھا۔ مروجہ علاج کے مقابلہ پر بہت ہی معمولی۔

(6)

مذکورہ سفر میں ایک دوست میرے ساتھ تھا۔ دوران سفر اسے بھی قولنج کی تکلیف ہوئی۔ کچھ دیر تو اس نے ذکر نہ کیا اور خود ہی علاج کی کوشش کرتا رہا۔ اسے درد کافی تھا۔ پیپ دار پتلے پاخانے، میں نے قولنج ہی تشخیص کیا۔ ویسے نام میں کیا رکھا ہے۔ جس نے بھی قولنج کو معمولی طور پر بھی جانا تھا وہ اسی نتیجہ تشخیص پر پہنچا۔ اسے اس مرض کے بارے میں وہم سا ہو گیا۔ اس نے اپنی علامات کو کافی دیر تک چھپائے رکھا۔ ہمیں علاج میں ناکامی ہو رہی تھی۔ اس کا مجھ سے یقین اٹھ گیا۔

میرے پاس قولنج کے مواد سے تیار شدہ دوائی تھی۔ جو ہومیو اصولوں کے مطابق تقلیل کے ذریعہ بنائی گئی تھی۔ یہ دوائی انجیکشن جیسے تکلیف دہ طریقہ سے نہیں دی گئی۔ بلکہ سفوف کی شکل

میں زبان پر رکھ کر لے لی گئی۔ اس نے کہا کہ "لوگ اس طرح کی ویلسی نیشن کا اثر تسلیم نہیں کرتے۔" مگر اس دوا کی ایک ہی خوراک سے تکلیف ختم ہو گئی۔ دوا کا نام بیسی لس مارگن ہے۔ مختصر سے کورس کے بعد مزاجی دوا کی ضرورت تھی۔ یہ دوا پلسا ٹیلا تھی۔ یہ حیران کن بات ہے۔

ہر کیس کے اپنے مسائل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مریض کو انفرادی طور پر دیکھنا پڑتا ہے۔ اگر کسی مریض کو فرض کیجئے چائنا سے قولنج میں فائدہ ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ قولنج کے ہر کیس کو چائنا سے صحت ہوگی۔ اس کے برعکس قولنج کے لئے بہت سی دوائیں ہیں۔ اس کے لئے بہت سا مطالعہ اور وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ میرے پاس ایک پرانی کتاب ہے جس کا نام "بیلاڈونا اور بیچیش" ہے۔ ڈیڑھ سو صفحات کی اس کتاب میں ایک سو آٹھ ادویات درج ہیں۔ قولنج ایک تازہ مرض ہے۔ اس میں انتڑیوں اور ہیضہ کے عنوان سے درج کیا گیا ہے۔ پرانے مصنف علم العلاج کی اصطلاحات میں آج کی طرح اعضا کی ترتیب پیش نظر نہیں ہوتی تھی۔ ادویات میں سے دوا کے انتخاب کے لئے ایک سو آٹھ ادویات کا مطالعہ کافی نہیں ہوگا۔ اس کتاب سے باہر بھی مناسب دوا ہو سکتی ہے۔

(7)

اس کی وضاحت کے لئے ایک کیس بیان کرتا ہوں۔

یہ مریضہ میرے پاس کلائی اور ہتھیلی کے جوڑوں کے درد کے علاج کے لئے آئی۔ اس نے قولنج کا ذکر بھی نہ کیا۔ چند سالوں سے وہ انتہائی گرم علاقے میں رہتی تھی۔ وہ بہت لطیف اور نفیس خاتون تھی۔ ایسی خاتون کے بارے میں قولنج کا گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے جوڑوں کی تکلیف کیلئے الٹرا وائیولیٹ شعاعوں سے علاج کے بارے میں پوچھا۔ وہ علاج میں باقاعدگی اختیار نہیں کر سکتی تھی۔ دور دراز، دیہات سے باقاعدہ آنا مشکل تھا۔ جوڑوں کے علاج میں افاقہ کافی وقت لیتا ہے۔ لہٰذا میں نے اسے دوائیہ علاج کا مشورہ دیا۔ وہ اس پر آمادہ ہو گئی۔

اس کے سابقہ حالات کو سامنے رکھا۔ گلہڑ کے لئے وہ ریڈیم شعاعوں سے علاج کروا چکی تھی۔ ان شعاعوں کی وافر مقدار سے جوڑوں کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ میں نے ریڈیم 12x تجویز کی۔ دوا کے اثرات حیران کن تھے۔ جوڑوں کی تکلیف انتہائی تیزی سے درست ہو گئی۔ اس نے بتایا کہ اسے ہندوستان میں قیام کے زمانہ سے قولنج کی تکلیف تھی وہ بھی درست ہو گئی ہے۔ حالانکہ قولنج کی علامت معلوم ہوئی اور نہ معالج کو اس بارے میں کوئی شبہ ہی تھا۔ قولنج کے لئے دوائی بھی تجویز نہیں کی گئی تھی۔

اصل بات یہ ہے کہ علاج وتجویز میں ہومیو علاج کے اصول کا پاس کیا جائے۔ اس مریض کے علاج میں جس اصول کی پیروی کی وہ بہت سادہ اور سیدھا سا اصول ہے۔ ریڈیم کی شعائیں جوڑوں کا درد پیدا کرسکتی ہیں۔ چنانچہ ریڈیم سے تیار کردہ دوائی تجویز کی گئی۔ چنانچہ وہ مرض جس کے لئے یہ تجویز کی گئی وہ تو تیزی سے ٹھیک ہوگئی مگر پس منظر میں موجود دیگر عوارض بھی درست ہوگئے۔ یہ زبردست تشکر کا موقعہ ہے۔

پچھلے صفحات میں جس خاتون کے علاج کا ذکر کیا وہ موجودہ مریض سے مختلف ہے۔ وہ کونین کی زیادہ مقدار کا شکار تھی۔ چنانچہ اسے تریاق کے لئے نیٹرم میور دی گئی۔ وہاں نیٹرم میور نے بھی وہی کام کیا جو یہاں ریڈیم نے کیا۔ اسے اگر ایک سال پہلے گلہڑ کے لئے نیٹرم میور دی جاتا تو گلہڑ بھی ٹھیک ہو جاتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ گلہڑ کے ہر مریض کو نیٹرم میور کافی وشافی ہو گی۔ علامات کے لحاظ سے جو دوا بھی حاوی ہوگی وہ شفا کا باعث ہوگی۔

(8)

ایک اور کیس کا تذکرہ دلچسپ رہے گا۔

اس کیس میں میں زیادہ کامیاب تو نہیں ہوا مگر اس کا ذکر موضوع کے لحاظ سے مفید ہے۔ یہ بہت پیچیدہ کیس تھا۔ نچلے طبقوں کے لوگوں سے جب پوچھا جاتا ہے کہ ان کا فلاں رشتہ دار کیسے فوت ہوا۔ تو وہ عام طور پر پراسرار انداز بیان اختیار کرتے ہوئے کہیں گے کہ وہ پیچیدگیوں کی بنا پر فوت ہوا۔ اس کا مطلب اسباب اور بیماریوں کا جمع ہوجانا ہے۔ مریضہ کو استفسار کے دوران بہت سی باتیں بتانا پڑیں۔ اس کے چہرے، ناک، اور آنکھوں میں سرطان تھا۔ اس کے علاوہ اسے قولنج کی بھی شکایت تھی۔ اسے بعض اوقات شریانوں کی سوزش بھی ہو جاتی تھی۔ اس کا مزاج فنکارانہ تھا۔ وہ ہر کام میں پیچھے رہ جانے والی خاتون تھی۔ اپنی کوتاہیوں پر بہانہ تراشی کی عادی، شام کے وقت متحرک اور صبح کے وقت بالکل کاہل اور سست۔ وہ تپ دق کے مریض کی تصویر تھی۔ رنگت میں نیلی، دبلی، مردنی کا شکار۔ آپ اس کے مزید زندہ رہنے کے بارے میں تعجب پر مجبور۔ آیا وہ آئندہ سردی کے موسم میں زندہ بچ سکے گی یا نہیں؟ اس بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ زیادہ اندیشہ یہی ہے کہ سردی اسے چڑمر کردے گی۔

اس کے باوجود وہ کھوٹے سکے کی طرح واپس آ جاتی ہے۔ دولت کمانے کے لئے نئے منصوبے بنانے کو میدان عمل میں رہتے ہیں۔

میں نے اس کی متفرق شکایات کے لئے مختلف دوائیں آزمائیں۔ قولنج کیلئے لیکیسز۔ وجہ یہ تھی کہ اس کے پاخانے کاٹ دار تھے۔ اسہال اور قبض ادل بدل کر لگ جاتے۔ وہ بہار کے موسم

میں تکلیف میں شدت محسوس کرتی۔ وہ بہت باتونی تھی۔ لیکیسز سے اس کی ٹانگوں پر پھنسیاں اور پھوڑے نکل آئے۔ یہ پھوڑے پہلے بائیں جانب سے شروع اور پھر دائیں ٹانگ پر۔ ساتھ سخت درد ہوتا۔ میں نے اسے چھ ہفتے کے لئے آرام لکھ دیا۔ اس کے بعد وہ قصبہ چھوڑ گئی۔ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ واپسی پر اس نے ذیل کی علامات بیان کیں۔ پھل اور کافی کے بعد ہیضہ، پاخانے کی شدید خواہش، بہت صبح، نزلے کی علامات، آنکھوں اور ناک میں زرد بلغم کی تہ، ناک میں جلن کا احساس۔ علامات پر اس کی دوائی سسٹس کینیڈینسس تھی۔ اس دوائی میں تپ دق کی ابتدائی علامات پائی جاتی ہیں۔ مریض تمام دواؤں سے بہت حساس ہوتا ہے۔ اسے دوا لینے کے بعد بخار اور نزلہ میں شدت پیدا ہوگئی۔ وہ ایک بار پھر بستر میں محدود ہوگئی۔ مگر یہ مدت طویل نہیں تھی۔ اس کی موروثی تکلیف کو درست ہونے میں تھوڑا سا وقت لگے گا۔ اگر مریض علاج جاری رکھے تو بات بن سکتی ہے۔ بدقسمتی سے مریضہ بے جا قسم کے تفاخر کے ساتھ ساتھ پیسے کی کمی کا شکار تھی۔ یہ امتزاج گھٹیا اور بہت برا ہے۔

یہ خاتون میرے علاج کے دوران دو سال کے لئے غربت کی وجہ سے گریزاں رہی۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے رابطہ کی کوشش کی جب کہ میں باہر تھا۔ میں تعطیلات کی بنا پر نہ ملا تو فوری تکلیف کے تحت اسے ہسپتال جانا پڑا۔ اس کی چھاتی میں چھوٹی سی گلٹی تھی۔ مجھے اس کا چھ ماہ بعد علم ہوا۔ اسے ریڈیم کی شعائیں اتنی زیادہ دی جا چکی تھیں کہ اب میں کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ وہ ہسپتال میں فوت ہوگئی۔

(10)

ایک اور بوڑھی خاتون کا کیس۔

یہ کیس میرے ذہن میں نقش ہے۔

وہ میرے پاس ٹوٹے ہوئے بازو کے ساتھ آئی تھی۔ ہسپتال میں بازو بری طرح جوڑا گیا۔ جنگ کے دن تھے اور ہسپتالوں میں مرہم پٹی کرنے والوں کی حکمرانی تھی۔ وجہ یہ ہے کہ جنگ کے زخمیوں کے رش کی وجہ سے تمام مریضوں سے لاپروائی کی صورت حال غالب تھی۔ بازو انتہائی ٹیڑھا جوڑا گیا۔ اسے بہرحال دوبارہ جوڑنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ بوڑھی خاتون تکلیف برداشت کرنے میں بڑی باہمت تھی۔ درد کے لئے آرنیکا کافی موثر رہی۔ وہ سمجھتی رہی کہ شاید اسے مارفیا دی جارہی ہے۔ میں نے اس کو بتانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ وہ ذرا بہتر ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ قولنج کے بعد اس نے اپنی خوراک میں بہت کمی کر رکھی تھی۔ وہ چھان والی روٹی اور پنیر تک

محدود ہو کر رہ گئی۔ پھل، انڈے، سبزیاں، غرض کوئی بھی چیز کھانے سے اسے درد اور اسہال شروع ہو جاتے۔ اس طرح میں نے آرنیکا کے بجائے اسے سلفر دینا شروع کی۔ سلفر میں کھانے کی ان اشیا سے گریز پایا جاتا ہے۔ وہ فلسفیانہ اور مابعد الطبیعاتی مباحث کی دلدادہ تھی۔ اس طرح سلفر اس کی یقینی دوائی تھی۔ دو ماہ کے علاج کے بعد میں نے اسے دیگر اشیا کھانے کی ہدایت کی۔ وہ ڈرتے ڈرتے دیگر چیزوں کو کھانے لگی تو پتہ چلا کہ قولنج ختم ہو گیا۔ حالانکہ ابھی تو اس کا بازو بھی زیر علاج تھا۔

(11)

ایک کیس جوڑوں کے درد اور بخار کا ہے۔ جس کے بعد معدے کی تپدق لاحق ہو گئی۔ مریضہ کی حالت ایسی تھی کہ صاف نظر آتا تھا کہ وہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہے۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گئی۔ لیکن اس کی دلیرانہ مسکراہٹ زندگی کی واحد علامت تھی۔ وہ صوفیوں، سپیشلسٹوں اور مایوس رشتہ داروں کے برعکس پر عزم تھی۔ وہ لاغر پن کی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اس ایک علامت نے مجھے اس کی دوائی کے لئے راہنمائی کی...... یہ دوائی سلیکیم تھی۔ یہ ایک منفرد دوا ہے۔ ایک دھات ہے جو املا لینے والی مشین اور خطرے سے آگاہ کرنے والے سائرنوں کی پلیٹوں میں استعمال ہوتی ہے۔ یہ مریضہ اپنی عمر سے کم از کم پندرہ سال زیادہ کی معلوم ہوتی تھی۔ اس کو دل کی کوئی شکایت نہیں تھی۔ اسے کسی اور طرح کی کمزوری بھی نہ تھی۔ وہ چرچ میں ہر طرح کی مشقت کر سکتی تھی۔ ہومیوپیتھی کے لئے ایک یادگار تھی۔

مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ اسے بیس سال سے قولنج کے دورے پڑتے تھے۔ وہ سیب نہیں کھا سکتی تھی۔ اسی طرح سنگترے اور لیموں کھانا بھی اس کے لئے باعث تکلیف تھا۔ اگر بیس سال قبل سلیکیم دی جاتی تو اسے معدے کا عارضہ لاحق نہ ہوتا۔ جس کے نتیجہ میں اسے تپدق ہوئی۔ اگر عام لوگوں کو علم ہو جائے اور ڈاکٹر ہومیوپیتھی کو کہنی مارنا چھوڑ دیں اور آنسوؤں اور دکھوں سے بھری ہوئی دنیا کتنی آسودہ ہو جائے۔

اب آخر میں قولنج کے کیس کو ہاتھ میں لینے کے بارے میں کچھ کہہ دوں۔ پاخانے کا خاص طور پر جائزہ لیں۔ اس کے مجتمع ہونے، رنگ، خون آلودگی، شیرے کی طرح یا پانی کی طرح پتلا، درد کے ساتھ یا درد کے بغیر، مقدار میں کم یا زیادہ، خود بخود نکل جاتا ہے یا مشکل سے، بے بو ہے یا بودار۔ پاخانہ میں آرام کیسے محسوس ہوتا ہے۔ گرمائش سے یا ٹھنڈک سے۔ دباؤ سے یا جھکنے سے، کھینچنے سے۔ تکلیف میں شدت کس طرح ہوتی ہے۔ کھانے، پینے، دن، رات، چلنے پھرنے، آرام کرنے کا اثر کیا ہے۔ اسہال میں زیادتی ۔ پاخانے سے پہلے اور بعد میں اور دوران کیا

احساسات ہیں۔ دستوں کے ساتھ دیگر علامت، جیسے بے چینی، رنج، پیاس کی زیادتی، معمول سے ہٹ کر کسی چیز کی خواہش۔ متلی۔ ہر حملہ کے بعد آپ علامات کا مزید جائزہ لیں۔ جتنی زیادہ تفصیلات آپ جمع کرلیں گے اتنی ہی آسانی سے افاقہ ہو سکے گا اور آپ اس پرانی کمزوری کو دور کر دینے والی بیماری سے نجات کا سبب بن سکیں گے۔ بشرطیکہ آپ کا معالج اچھا ہو اور میٹیریا میڈیکا اور دواؤں کو جانتا ہو۔ غذا کو کم کرنے کی مہلک غلطی سے بچ جائے۔ آپ جتنا کھانے پینے میں محدود ہوتے جائیں گے اتنی ہی آپ کی مرض پرانی اور دیرپا ہوتی جائے گی۔ کچھ عرصہ ہومیو علاج کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ آپ ایسی چیزیں بھی کھانے لگے ہیں جن کو آپ پہلے دیکھ بھی نہ سکتے تھے۔ مگر ایک یا دو دن میں معجزات کی بھی توقع نہ کریں۔ دواؤں کو کام کرنے کا موقع تو بہرصورت دینا پڑے گا۔

(XV)

بعض حاد کیس

(1)

ایک صبح قریباً تین بجے فون کی گھنٹی سے بیدار ہوا۔

دوسری جانب سے ایک برہم آواز، شدید علالت کی شکایت کر رہی تھی۔ اس کے جسم کے پٹھے لرز اور کانپ رہے تھے۔ فون پر دانت بجتے سنائی دے رہے تھے۔ جسم گرم، نچلا حصہ گرم، خاص طور پر پاؤں۔ اس تکلیف کا سبب معلوم نہیں جس نے مریض کو اچانک بیدار کر دیا۔

Ptomaine کے زہریلے اثرات کا لحاظ کیا گیا مگر دیگر افراد کنبہ پر ایسا کوئی اثر نہ تھا۔ اس کے باوجود mushrooms کے نمونے لئے گئے۔ دوائی ایکونائٹ سے آرسینکم کے مابین تھی۔ ایکونائٹ نے میدان مار لیا۔ حملہ اچانک ہونا، مریض کا موٹا تازہ، مضبوط گٹھا ہوا جسم، کسی حد تک اسہالی مزاج، ایک دن پہلے اسے نزلہ ہوا، خشک ہوا اور طوفان نے متاثر کیا۔ ٹیلیفون پر ایکونائٹ تجویز کی گئی۔ دس پندرہ منٹ بعد اس کی خوراکیں لینے کی ہدایت کی۔

نتیجہ: رات کو مزید کوئی شکایت نہ ہوئی۔ دو گھنٹے نیند کرنے کے بعد مریضہ معمول میں ساڑھے آٹھ بجے اپنے کام پر گئی۔ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ مرض کی جستجو اور تشخیص ممکن تھی اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔ علامات پر مطلوبہ دوا فوراً میسر آ گئی، اس وجہ سے بیماری کا رستہ کٹ گیا۔

(2)

ایک اور افسانوی انداز کا قصہ۔ مریض نصف رات کے بعد اچانک پیٹ کے قولنج اور متلی سے بیدار ہوا۔ بڑی مشکل سے بیت الخلا تک پہنچا، قے اور پاخانے شروع ہو گئے۔ قے سخت کھٹے اور پتلے، ہیضہ کی شدید صورت، ایسے جیسے ٹونٹی کھول دی گئی ہو۔ رکنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ نتیجتاً شدید لاغرپن، بے چینی، پریشانی اور احساس کہ خاتمہ کے قریب ہے۔ آرسینک 1m مختصر وقفوں سے دو تین بار دی گئی۔ حملہ جتنا اچانک شروع ہوا اسی طرح رک گیا۔ یقیناً درست دوا کے کمال کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ دوا کی علامات بہت واضح تھیں۔ یہ بات معلوم تھی کہ ایک رات پہلے آئس کریم اور کریم کیک کھائے تھے۔ آئس کریم کے بعد ہیضہ آرسینک کو طلب کرتا ہے۔ تکلیف کا دوبارہ کوئی امکان نہ تھا۔ مریض نے عقل مندی سے چوبیس گھنٹے تک فاقہ سے انتڑیوں کو آرام اور بحالی کا موقعہ دیا۔

(3)

رات آٹھ بجے سے پہلے ہی مجھے بلوایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان خاتون بستر میں پیٹ کے قولنج سے دوہری ہو رہی تھی۔ چبھن اور جلن والی درد ہو رہی تھی۔ وہ اپنے گھٹنوں پر جھک کر بیٹھ گئی۔ پیٹ کے پٹھوں کو دبانے سے کچھ سکون ملتا۔ وہ لمس کو پسند نہیں کرتی تھی۔ ہر سانس، درد میں اضافے کا باعث تھا۔ وہ ٹھنڈا پانی طلب کرتی۔ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ لے رہی تھی۔ اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ غریب خاوند اس کا ہاتھ پکڑے بے بس کھڑا تھا۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اپنڈے سائٹس کا حملہ تھا۔ تکلیف رات سے شروع ہوئی۔ درجہ حرارت **100** تھا۔ نبض کی رفتار سو سے ایک سو دس تک۔ آپریشن کا مشورہ دیا گیا۔ اس کے باوجود ہومیو پیتھی کو ایک موقعہ کے طور پر آزمایا گیا۔ مریض کی علامات سے برائی اونیا یقینی تھی۔ برائی اونیا **1m** ہر آدھ گھنٹے بعد دی گئی۔ دو گھنٹے بعد مریضہ گہری نیند میں تھی۔ بخار اور نبض معمول پر آ گئی اور حملہ کی کیفیت ختم ہو گئی۔ اگلے روز وہ بالکل صحت مند پائی گئی۔ ہومیو پیتھی کتنی بڑی نعمت خداوندی ہے۔ مریض اور خاندان ہسپتال میں منتقلی، آپریشن کے خوف ناک مراحل اور ہفتوں کی معذوری اور بے پناہ اخراجات سے بچ گیا۔ اسے خوراک کا ایک چارٹ دے کر اسے قبض کے بارے میں خبردار کر دیا گیا۔ معدہ میں ارتعاش پیدا کرنے والی ادویہ سے منع کر دیا گیا۔ تین سال تک اسے معدہ کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

(4)

ایک نوجوان خاتون، بعمر **18** سال، **23** نومبر **1936**ء کو میرے پاس پتے کے قولنج کی بار بار کی شکایت کے لئے آئی۔ یرقان اور قے بھی تھا۔ بچے کی پیدائش کے بعد سے تین حملے ہو چکے تھے۔ ہر حملہ تیسرے چوتھے ہفتے ہوا۔ اس نے بتایا کہ حمل سے پہلے وہ کبھی ایک دن کے لئے بھی بیمار نہیں ہوئی۔ یرقان اور بیماری پیدائش سے کچھ عرصہ قبل شروع ہوئی۔ وہ بیماری کی وجہ سے ہسپتال داخل ہوئی۔ تین چار ایکسرے کے بعد اسے پتے کی رکاوٹ تشخیص کی گئی۔ غذائی بندشوں کے ساتھ فارغ کر دیا گیا۔ روغنیات بند، بلا روغن دودھ، مچھلی پر انحصار کرنا پڑا مگر حملہ بار بار ہوا۔

اہم علامات یہ تھیں۔

تھی) اس طرح سلفر واضح ہوگئی۔ ذہنی طور پر بھی وہ سلفر کی مریضہ تھی۔ ہمہ متجسس، کیوں اور کہاں پہ مصر، ہرفن مولا، مدلل، فلسفی......سلفر 30x کا فیصلہ ہوا۔ایک ہفتہ بعد کی رپورٹ یہ تھی۔ ہمیشہ سے بہتر، یرقان کا حملہ نہ ہوا۔

11 دسمبر کو بتایا گیا کہ تین روز پہلے وہ پڈنگ کھانے سے نہ رک سکی۔ تین چار گھنٹے بعد کچھ درد ہوئی۔ حملہ گزر گیا۔ مگر یرقان ہو گیا۔ سلفر 6x صبح و شام دیا گیا۔ دراصل سلفر 30x زیادہ عرصہ اپنا اثر قائم نہ رکھ سکی۔ 21 دسمبر کو درد اور یرقان ختم ہو گیا۔ اب وہ بالکل ٹھیک تھی۔ کئی مہینوں تک ٹھیک محسوس کیا۔ اسے سلفر 6x جاری رکھی گئی۔

4 جنوری 1937ء بالکل ٹھیک ۔ عام خوراک بحال ہوگئی۔ کرسمس کے دن اسے حیض شروع ہو گئے۔ وہ دوا معلوم کرنا چاہتی تھی۔ حیران تھی کہ ہسپتال میں یہ سادہ سی چھوٹی گولیاں کیوں نہیں دی جاتیں۔ سلفر کا مریض سراپا سوالیہ نشان ہوتا ہے۔ وہ ہر چیز کے بارے میں جاننے پر مصر ہوتا ہے۔ وہ طویل ٹیسٹوں اور انٹرویوز سے بچائے جانے پر بہت شکر گزار تھی۔ متوقع آپریشن سے بچت پر بہت خوش۔ وہ چاہتی تھی کہ اپنے پاس دوائی کا سٹاک رکھے تاکہ کبھی تکلیف کا اندیشہ ہو تو وہ لے لے۔

یہ اہم سوال ہے کہ اگر اکثر ڈاکٹر ہومیو پیتھ ہو جائیں تو کیا ہو گا۔؟ بہت سی حاد امراض فوراً ختم ہو جائیں گی۔ ہسپتالوں میں بستر کم ہوں گے۔ آپریشن کم ہو جائیں گے۔ لوگوں کی دولت بچ جائے گی۔ قیمتی زندگیاں طویل تر ہوں گی۔ وہ دن آئے گا جب اقتدار کے ایوانوں سے ہومیوپیتھی کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

(XVI)

مرگی اور لائیکو پوڈیم

بہت سے امراض کا مروجہ طریقہ علاج میں کوئی علاج نہیں۔ اگر احتیاط سے کہا جائے تو ان امراض میں علاج کو بیماری سے بدتر کیفیت کہنا پڑے گا۔ عمر بھر علاج کو جاری رکھنا علاج کیسے کہلا سکتا ہے۔ یہ تو مرض کو دوام دینے والی بات ہے۔ ایسی ہی ایک مرض مرگی بھی ہے۔ اس کا مریض عمر بھر مُتلی آور دوائیں لینے پر مجبور ہوتا ہے۔ عام طور پر برومائیڈ مکسچر تجویز کیا جاتا ہے۔ جس کی مقدار میں اضافہ جاری رہتا ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ چونکہ برومائیڈ گروپ کے نقصانات ثابت ہو گئے ہیں تو لوبینال اضافی طور پر تجویز کرنا شروع کیا گیا ہے۔ اس طرح مریض برومائیڈ اور لوبینال کا ذخیرہ بن کر رہ جاتا ہے۔

ان ادویہ سے دورے دب سکتے ہیں یا نہیں؟

بعض اوقات دورے بار بار پڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ آخر کار مریض کو اپنی زندگی کے بقایا دن پاگل خانے میں گزارنے پڑتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان دواؤں کا خمیازہ ہے۔ یہ بات اعداد وشمار سے واضح ہے کہ برومائیڈ اور لوبینال کے استعمال سے مرگی کے مریضوں کی پاگل خانوں میں داخلہ کی شرح میں اضافہ ہوا۔ مرگی کے مریض میں جو طاقت اور بیماری کے خلاف مدافعت کی صلاحیت ہوتی ہے وہ ان دواؤں کے اثرات سے زائل اور تباہ ہوتی رہتی ہے۔ علاج کے نام پر یہی کچھ ہے جو مروجہ طریقے سے ہو سکتا ہے۔

کیا ہومیو علاج اس بارے میں کچھ کر سکتا ہے؟

یقیناً یہ بہت کچھ کر سکتا ہے، بشرطیکہ اسے موقعہ دیا جائے۔ ہمارا لٹریچر مرگی کے علاج کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ہماری پرانی کتابیں مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہیں۔ جو کچھ مہیا ہے وہ پڑھا نہیں جاتا۔ پیشہ علاج سے متعلقہ بہت کم لوگ ہمارے نظام علاج کے بارے میں پڑھنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔

(1)

مرگی کے علاج کا ایک دلچسپ کیس پیش کر رہا ہوں۔

لیکن اس سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ بنیادی طور پر بیماری کے دورے یا عام

کیفیت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ نہ ہی بے ہوشی کی نوعیت کا کوئی لحاظ اہم ہے۔ اصل میں پورے مریض کو دیکھنا پڑے گا۔ اس کی ذہنی کیفیت اور اٹھان کا احتیاط سے مطالعہ کیا جائے گا۔ ذہنی علامات پر دوا تجویز کی جائے گی۔ جیسا کہ کینٹ نے کہا ہے۔

کیس کی ہسٹری اس طرح ہے۔

یہ 27 سالہ جوان، دو تین سال سے مرگی میں مبتلا ہے۔ اسے اکثر و بیشتر دورے پڑتے رہتے ہیں۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے اور اسے ہسپتال کے ایمرجینسی وارڈ میں جا کر ہوش آتی ہے۔ وہ بہت مضبوط ذہن اور اپنے خیالات کا مالک تھا۔ اس نے ہومیو طریقہ سے علاج کی خواہش کی۔ اس کے انکار کے باوجود ڈاکٹروں کا اصرار تھا کہ مروجہ ادویہ استعمال کی جاتی رہیں۔ اس نے اپنے طور پر مقامی ہومیو ہسپتال سے علاج شروع کرایا۔ معالج نے بڑے یقین کے ساتھ علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ہسپتال کے مصروف آؤٹ ڈور میں کچھ مناسب علاج کا امکان نہیں۔ ہانیمین کے مطابق ایسے ہسپتالوں میں کھلا وقت جیسے گھنٹہ ڈیڑھ ایک مریض کے لئے وقف کرنا ممکن نہیں ہوتا، لہذا ایسے کیسوں کو عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اُس وجہ سے علاج کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

پہلی بار مریض 20 مئی 1935ء کو دیکھا۔ دورہ کا آغاز اچھی نیند کے بعد ہوا تھا۔ مختلف وقفوں سے دورے اعادہ کرتے رہے۔ عام طور پر ہفتہ میں ایک دورہ کا معمول رہا۔ بعض اوقات یہ وقفہ مہینہ تک بھی رہا۔

مریض ایسے محسوس کرتا ہے جیسے سر پھول کر غبارہ کی طرح ہو گیا ہو۔ ماتھے میں روشنی کی سرسراہٹ پیدا ہوتی ہو۔ بعض ساتھیوں نے بتایا کہ اس کی بائیں آنکھ کے نیچے چھوٹی سی سرخ سوزش سی دیکھی جو کہ بڑھتی ہوئی نظر آتی تھی۔ یہ خون کے دھبے کی طرح تھی۔ دورہ سے پہلے یہ داغ نمایاں ہو جاتا۔

دورہ کے بعد وہ بے وقوفی محسوس کرتا۔ اور غنودگی چھا جاتی ہے، زبان کٹ جاتی، بے ہوشی عام طور پر دس سے بارہ منٹ تک رہتی۔ ہلکی سر درد اور کمزوری محسوس ہوتی جو کہ آہستہ آہستہ دور ہو جاتی۔

دورہ کے بعد متلی اور قے کی خواہش۔ جیسے اس نے خون پیا ہو۔ سوتے میں کئی حملے ہو چکے۔

ظاہر میں وہ خوب مضبوط جسم کا ہے۔ جلد صاف ہو چکی ہے۔ چہرے پر پھنسیاں اور دھبے موجود ہیں۔ بہت زرد، کمی خون کا شکار، وہ اپنے چہرے کو شیو کے وقت بہت نازک محسوس کرتا

ہے۔ خاص طور پر پھنسیوں کی وجہ سے جلد بہت حساس ہے۔

عام علامات یہ تھیں۔ تند خو، تیز مزاج، برہم، خاص طور پر جب سوالات پوچھے جائیں جن کو وہ بے وقوفانہ خیال کرتا ہے۔ اپنے آپ سے محبت کرتا ہے۔ تنہائی پسند ہے۔ ہمدردی سے نفرت کرتا ہے۔ سوال پوچھنے کو ناپسند کرتا ہے۔ بیزار، اچانک غصہ میں آ جاتا ہے۔ چلنا پسند کرتا ہے۔ میلوں چلتا رہتا ہے۔ اس دوران کسی سے بات نہیں کرتا۔ اپنے خاندان سے بھی مختلف اور الگ۔ موسم سے بھی متاثر نہیں ہوتا۔ البتہ شدید طوفان کچھ اثر ڈالتا ہے۔ چکر جاگنے میں اور بائیں سے دائیں مڑنے میں زیادہ۔ ایک بار ویکسی نیشن لگوا چکا ہے۔ دوپہر کے وقت بیدار ہو تو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ کیلا نہیں لے سکتا۔ سیبوں کیلئے رغبت رکھتا ہے۔

مریض کو ہدایت کی گئی کہ وہ:

''کافی، پرامنٹ، گوشت مکمل طور پر بند کرے، پھل، سبزیوں، کچی سلاد، دودھ، پنیر اور انڈوں پر گزارہ کرے، ہر قسمی **stimulants** بند۔''

میرا مشاہدہ ہے کہ گوشت سے پرہیز سے مرگی کے دورے بے حد کم ہو جاتے ہیں۔

دوا کے طور پر لائکوپوڈیم **6x** تجویز کی گئی۔ تجویز کی بنیاد ذہنی علامات تھیں۔ ضدی مزاج ، منطقی، بیوقوفوں کا مذاق اڑانے والا، خود اعتمادی کا فقدان، سہ پہر کے وقت تکلیف میں شدت۔

22 جون ، اس دوران کوئی دورہ نہ ہوا۔ پاؤں ہلانے اور مارنے کی علامت میں کمی آئی۔ میں نے اس علامت پر زنکم کا خیال کیا مگر لائکو سے بہتری کی بنا پر اسے ہی جاری رکھا۔ ماتھے پر سلوٹیں، لائکو کی ایک اور اہم علامت ہے۔ اس سے آنکھوں پر بوجھ میں کمی آتی ہے۔ بلڈ پریشر **125-70** ہے۔ پیشاب گاڑھا، سرخ رنگ کا...... لائکو **12x** رات کے وقت۔

27 جولائی ، علاج کے نو ہفتے کے دوران کوئی دورہ نہ ہوا، پہلی بار ہشاش بشاش محسوس کیا، ٹانگوں کے دو اور سر کے غبارہ کی طرح پھولنے کا احساس بہت کم ہوا، البتہ آگے گرنے کا اندیشہ ابھی موجود ، چہرہ پر پھنسیوں کے ہجوم میں کمی، گوشت سے پاک غذا بدستور، ...... لائکو **12x** جاری۔

7 ستمبر، آنکھیں اتنی زیادہ سیاہ نہیں، ان کی گہرائی اور نیلاہٹ کم ہوئی ، وزن میں دو پونڈ اضافہ ہوا، زیادہ خود اعتمادی محسوس کرتا، بے حسی بھی کم ہے۔ کوئی دورہ نہیں ،...... لائکو **30x**

19 اکتوبر، تمام علامات میں کمی، گہری نیند سوتا ہے۔ صبح 5 تا 8 بجے غنودگی محسوس ہوتی ہے، جو بعد میں ختم ہو جاتی ہے۔ کوئی دورہ نہیں۔ وہ اپنی سابقہ معمولات پر واپس آ گیا ہے۔ علاج بدستور جاری۔

30 نومبر، ہلکا سا بے ہوشی کا دورہ، ایک صبح پریشانی اور طویل مشقت اور کام کے بعد، آدھ گھنٹہ آرام کے بعد طبیعت بحال ہو گئی، دو دن میں وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ وزن اب کافی بہتر ہے۔ نیند بھی ٹھیک۔۔۔۔ لائیکو **30x**

25 جنوری 1936ء ساڑھے پانچ ماہ کوئی دورہ نہ ہوا، ماسوا ہلکی سی بے ہوشی کے جو نومبر میں ہوئی۔۔۔۔۔ لائیکو **12x** رات کو۔

28 مارچ بہت بہتر، پانچ چھ ہفتے کوئی دوائی نہیں لی...... لائیکو **12x** صبح و شام۔

6 جون، چار ہفتے قبل بہت جھگڑالو محسوس کرنے لگا، یہ خیال کہ وہ پتھر سے بھی ٹکرا سکتا ہے۔ منہ دھونے کے دوران ناک سے خون بہنے لگا۔ جس سے دل کے بڑھنے کا احساس ختم ہوا۔ ابھی تک سبزیاتی غذا پر گذارہ۔ بعض اوقات مچھلی کا گوشت...... لائیکو **10mx**

آخری رپورٹ ; ہر لحاظ سے فٹ محسوس کرتا ہے۔

اس جوان نے ایک سال سے زیادہ عرصہ علاج کیا۔ اس دوران لائیکوپوڈیم ہی دی جاتی رہی۔ طاقتیں ضرورت کے مطابق بدلتی رہیں۔ اٹھارہ ماہ میں کوئی قابل ذکر دورہ نہ ہوا۔

علاج شروع ہوتے ہی اس کی عام صحت میں بہتری شروع ہوئی۔ وزن میں اضافہ ہوا، نفسیاتی طور پر بہتر ہوا، وہ علاج سے پہلے مایوسی کی انتہا پر تھا، اب اسے اچانک گر جانے کا کوئی خوف نہ رہا۔ اس کے روز مرہ کے معمولات بحال ہو گئے۔ اگر مرگی کے مریض کا شروع میں ہومیوعلاج کیا جائے تو وہ پاگل ہونے سے بچائے جاسکتے ہیں۔

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ لائیکوپوڈیم مرگی کی مخصوص دوا ہے۔ یہ دوا اس خاص مریض کے لئے تھی۔ علامات کے اختلاف پر دوا بھی مختلف ہوسکتی ہے۔ ہر مریض کی اپنی انفرادیت ہے۔ دوا بھی اسی لحاظ سے منفرد ہوگی۔

(XVII)

خاص جلدی مرض کا علاج

مسز آر چھٹے بچے کو جنم دینے کے بعد اینستھیزیا کے اثر سے بیدار ہو رہی تھی۔ نومولود ہسپتال کے سٹاف میں غیر معمولی دلچسپی کا مرکز بن گیا۔ اسے بار بار معائنہ کیا گیا۔ ایکسرے ہوئے۔ تمام ڈاکٹروں کو دکھایا گیا۔ اس کی والدہ خبردار ہو گئی۔ چھٹا بچہ تھا اور سٹاف کی غیر معمولی توجہ نے اسے تشویش میں مبتلا کر دیا۔ اس کو تسلی کی گئی مگر بے کار۔ یہاں تک کہ ایک سپیشلسٹ اس کی مسلسل تشویش سے نارض ہوا اور اس کے منہ سے راز کی بات نکل ہی گئی،

''نومولود کو ایک بالکل انوکھا مرض ہے مگر مہلک نوعیت کا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بچہ چھ ماہ سے زائد زندہ نہیں رہ سکتا۔ مزید برآں اسے ہسپتال ہی میں رکھنا پڑے گا''

اس مایوس کن صورت حال پر ماں کا ذہن کیسے مطمئن ہو سکتا تھا، چنانچہ اس نے ہومیو پیتھ کی رائے لینا ضروری سمجھا، خوش قسمتی سے وہ ایک ایسے ہومیو پیتھ سے شناسا تھی جو پرانے ہومیو لٹریچر پر گہری نظر رکھتا تھا۔ ایلو پیتھی ریسرچ اور سپیشلسٹوں کے کام کی حقیقت سے بھی وہ بخوبی واقف تھا۔ اس کے نزدیک ریسرچ اور تشخیص سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متاثرہ مقام اور درد کے حوالے سے مرض کو ایک نیا نام دے دیا جائے۔

نوٹ، ایک روز کسی نے یہ قصہ سنا تو مجھے بتایا کہ ایک ڈاکٹر اپنے ایک دوست کو پولیو کے کیس ریسرچ کے لئے بھیجتا رہا۔ اس نے واقعی ریسرچ میں بہت اچھا کام کیا تھا۔ دوست نے پوچھا کہ وہ ریسرچ کے علاوہ علاج بھی کر سکتا ہے کہ نہیں؟

جواب بہت سادہ تھا،

''نہیں، یہ مرض حقیقت میں نا قابل علاج ہے۔''

بہر حال، ماں نوزائدہ بچے کو لے کر ہانیمین کے شاگرد کے پاس لے گئی۔ وہ اس عجیب و غریب مرض کے نام سے بھی آشنا نہیں تھا۔ مگر اسے اطمینان تھا کہ وہ اپنے طریقہ کے مطابق اس کا علاج کر سکتا ہے۔

بچہ Weired کی تصویر تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی گہری اور نیلے رنگ کی تھی۔ نیلگوں purple کندھوں اور نچلی جانب جوڑوں تک پھیل رہی تھی۔ جلد کی تہ اتنی سخت تھی کہ دبانے سے نشان بھی نہیں پڑتا تھا، بالکل پتھر ہو گئی تھی۔ ماں نے بتایا کہ تین ہفتوں میں یہ تیزی کے ساتھ پھیل

گئی ہے۔ خدشہ یہ تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں پورے جسم پر حاوی ہو جاتی اور مسامات جلد کے ذریعے سانس لینے کا عمل ختم ہو جاتا جس کا لازمی نتیجہ موت کی صورت میں نکلتا۔

ڈاکٹر کو سانپ ڈسنے کا کیس یاد تھا۔ اس میں جلد پر اس طرح کی بد ہیئت پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ مریض کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اس نے لیکیسز 10m- کی ایک خوراک دی۔ ڈاکٹر کے ذہن میں ہرگز کوئی بے اطمینانی نہیں تھی۔ ہومیو اصول غلط نہیں ہو سکتا۔ شفا کی پیش گوئی پورے یقین سے کی جا سکتی ہے۔

اسی مرحلہ پر ایلو پیتھی اور ہومیو پیتھی اپروچ کا تقابل کیا جا سکتا ہے، ایک طرف مکمل مایوسی اور مریض کی موت کا عرصہ تک بتایا جا رہا ہے مگر دوسری طرف علاج شفا کے یقین کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے۔

ایک ہفتے بعد بچے کو دیکھا گیا تو کافی افاقہ نظر آیا۔ مرض میں اضافہ رک گیا۔ تین ہفتوں میں بد ہیئت کی رنگت صاف ہو گئی۔ پانچ ہفتوں کے بعد جلد بالکل صاف اور نرم تھی۔ اس کی ماں کمزوری کی بنا پر اسے اپنا دودھ نہیں پلا سکتی تھی۔ وہ گائے کے دودھ پر پل رہا تھا۔ چھ ماہ میں سولہ پونڈ وزن کے ساتھ وہ دانت نکال رہا تھا۔

مریض بچے کی ماں بچے کی عمر کے چھ ماہ پورے ہونے کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ تا کہ وہ موت کی پیش گوئی کرنے والے سپیشلسٹ کو بچہ دکھا سکے۔ لیکن امید یہ ہے کہ بچے کو صحت کی حالت میں دیکھ کر وہ کہے کہ شاید تشخیص غلط تھی۔ وہ مرض کا نام جلد کا پتھر ہونا بتائے گا۔ یہ سب کچھ سانپ کے زہر سے بننے والی دوائی کی اونچی طاقت کی ایک خوراک کا کرشمہ تھا۔

دوا کی خوراک کے اعادہ کی ضرورت نہ تھی، وجہ یہ تھی کہ بچہ اب بالکل ٹھیک تھا۔ کیا ہومیو پیتھی عظیم نہیں؟ ایسے معجزات کا کیا مطلب؟ یہ صرف لندن کے ایک پسماندہ گلی کا ہی قصہ نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس فن کے ماہرین ایسے معجزات آئے روز پیش کر رہے ہیں۔

ایک روز ایک میڈیکل پروفیسر فرماتے تھے کہ ہومیو پیتھی نے طب کے لئے نبض پیما آلہ کی ایجاد کے سوا کچھ نہیں کیا۔ میں پروفیسر صاحب سے کہوں گا کہ ڈاکٹر کا پہلا کام مریض کو اس کی تکالیف میں شفا دینا ہے۔ یہ کام ہومیو پیتھی ہر روز انجام دے رہی ہے۔ مریض درد سے نجات پا رہے ہیں مگر عمر بھر کے ایک دوا کے عادی نہیں بنائے جاتے۔ نہ ہی لمبے چوڑے ٹیسٹوں اور رپورٹوں سے مریضوں کی جیبیں خالی کی جاتی ہیں۔ ان مرحلوں کے بغیر یہ طریقہ علاج مریضوں کو شفا دے رہا ہے جو نرمی، سہولت اور تیزی سے میسر آتی ہے۔ یقیناً یہ ایک ایسی سائنس ہے جس کے اصول اور کلیات قطعی ہیں۔

بے شک تھیوری کے لحاظ سے بیماری کے مقام کا تعین بہت ضروری ہے۔ یہ بات بہت مسحور کن ہے کہ گیسٹروسکوپ کے ذریعے معدہ کے اندر السر کا براہ راست روشنی میں مشاہدہ کر لیا جائے۔ اسی طرح سسٹو سکوپ کے ذریعے مثانہ اور برانکوسکوپ کے ذریعے پھیپھڑوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ان سائنسی آلات کا فائدہ محدود سطح تک جسم میں بیرونی عناصر کی تلاش میں ہے۔ اس پہلو سے اس کی افادیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ بھی تسلیم کیا جانا چاہیے کہ بغیر ناگزیر ضرورت کے مریض کو ایسے تکلیف دہ ماحول سے گزارنا بھی کوئی خدمت نہیں۔ اس طرح کے مشینی آلات کے طلسم کو قائم کرنے کے لئے ان کو عام رواج دینا کسی طرح جائز نہیں۔ ان کا استعمال صرف اور صرف بیرونی عناصر **foreoign body** معلوم کرنے تک محدود رہنا چاہیے۔ مزید ظلم یہ ہے کہ اتنے طویل مراحل تک مریض بغیر علاج کے رکھا جائے۔

یہ بچہ جس کی ابتدائی ہسٹری بیان کی گئی ہے دو سال تک زندہ رہا۔ اس میں **piggmentation** کے کوئی آثار نہیں تھے۔ نہ ہی جلد میں کوئی سختی تھی۔ بدقسمتی سے اس کے والدین ضلع تبدیل کر گئے اور بچہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے بارے میں صحیح معلومات ملنے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ ایلوپیتھی علم کی رو سے وہ بچہ واقعی چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

مگر ہومیوپیتھی نے اس طرح کے تصوراتی علم کو غلط ثابت کر دیا ہے۔

(XVIII)

ایک پسماندہ بچے کا علاج

معائنہ کے کمرہ میں بیٹھا تھا۔ دروازہ آرام سے کھلا، میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک بندوق مجھ پر تنی ہوئی تھی۔ یہ کسی ڈکیت کی واردات کی کوشش نہیں تھی بلکہ میرا عزیز دوست مریض، کھلونا بندوق کے ساتھ شرارت کر رہا تھا۔ میں بھی کھیل میں شامل ہوگیا۔ میں نے بظاہر ڈرنے لگا۔ جب وہ مجھ پر فائرنگ کر رہا تھا تو اس کی والدہ میرے ساتھ مصروف گفتگو رہی۔ میں چار سال کے بچے کے مزاج میں تبدیلی پر حیران تھا۔ پہلے وہ اپنے چہرے کو چھپائے رکھتا تھا۔ کسی دوست یا عزیز کے ساتھ بات تو درکنا وہ تو نظر اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں تھا۔ وہ ڈاکٹر کو جن بھوت خیال کرتا تھا۔ اس کی زبان سے کچھ اگلوالینا ممکن نہ تھا۔ یقیناً اس زمانہ میں تو یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ بندوق اٹھا کر اس طرح سے شرارت بھی کرے گا۔

اس بچے کی میڈیکل ہسٹری دلچسپ ہے۔ اٹھارہ ماہ قبل جب اس کی والدہ اسے بخار کی وجہ سے مقامی ہسپتال لے کے آئی۔ وہ چھ ماہ تک ہسپتال میں داخل رہا۔ اسے خناق اور بعد ازاں زرد بخار ہوگیا۔ معالج نے اسے اس مرض سے ہونے والی پیچیدگیاں بیان کر کے پاگل بنا دیا۔ دل ،گردے، غرض کوئی عضو ایسا نہیں تھا جو بیماری کی زد میں بچتا نظر آتا ہو۔

بچے کا والد اس صورت حال پر مطمئن نہیں تھا۔ وہ بچے کو ماں کے رحم وکرم پر چھوڑنے پر آمادہ نہ تھا۔ مگر اس کے باوجود ماں غالب رہی۔ وہ اب مختلف گیت گاتا تھا۔

میں نے لڑکے میں نمونیئے کے بد اثرات محسوس کیے۔ دائیں جانب کا نمونیہ تھا۔ بچہ تعاون پر بالکل آمادہ نہ تھا۔ حتی کہ وہ معائینہ بھی کرنے نہیں دیتا تھا۔ صبح تین بجے تا پانچ بجے کھانسی شدید تر ہوجاتی۔ بچے کے وزن میں ایک سال سے اضافہ نہیں ہوا تھا۔ وہ چھ ماہ تک چائلڈ سپیشلسٹ کے زیر علاج رہا۔ جس نے گیلنوں کے حساب سے ایک ہی طرح کا ایملشن پلوائے رکھا۔ اس سے اس کے اعصاب اور وزن پر ذرا بھی فرق نہ پڑا۔ کالی کارب 30x اور کچھ گولیاں بلا دوا دی گئیں تا کہ والد کا بھی اطمینان رہے۔ ہفتے کے اندر بچے کیفیت میں کافی بہتری کے آثار سامنے آئے۔ بچے کے وزن میں اضافہ شروع ہوگیا۔

اکتوبر 1933ء میں اس کا وزن 26 پونڈ تھا۔ یہ وزن ایسے بچے کے لئے کافی تھا جسے صرف ایملشن اور مچھلی کے تیل پر رکھا گیا ہو۔

اس سب کچھ کے باوجود اس کی اعصابی حالت میں کوئی بہتری نہیں ہو رہی تھی۔ وہ ناواقفوں کی طرف دیکھتا ہی نہیں تھا۔ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے میں اسے کوئی رغبت نہیں تھی۔ ایسے بچے کے ساتھ معاملہ کرنا بہت مشکل تھا۔ کسی نے اس کے نفسیاتی معائینہ اور تجزیہ کا مشورہ دیا۔

میرا خیال ہے کہ وہ بچوں کی راہنمائی کے کلینک میں داخل ہو چکا تھا۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد جب میں نے بچے کو دیکھا تو اچانک میرا ذہن برائیٹا کارب کی جانب منتقل ہو گیا۔ یہ بات صاف تھی کہ مزاج کے لحاظ سے اس کی دوائی برائٹا کارب کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتی۔ وہ ڈرپوک تھا، چھپتا ہے۔ اجنبیوں سے خائف۔ میں نے اسے برائٹا کارب **6x** کے ایک کورس پر لگا دیا۔ صبح و شام ایک ایک خوراک۔ چار ماہ بعد ایک ہفتہ کا وقفہ دیا اور پھر برائٹا کارب **1m** کی خوراک دے کر علاج ختم کر دیا۔ اس دوران اس کا وزن تین پونڈ اضافہ ہوا۔ اس کا ذہن چار سال کے ایک نارمل بچے کا ذہن ہو گیا۔ وہ اب عام بچوں کی طرح شرارت اور مذاق کرتا۔ ہر کوئی خوش ہے۔

ہومیوپیتھی ایک پسماندہ بچے میں کیا کرتی ہے؟ اور یہ کوئی اکلوتی مثال نہیں۔ ہومیو لٹریچر ایسی مثالوں سے بھرا ہوا ہے۔

وہ اب چار سال کا ہے۔ وزن 38 پونڈ ہے۔ یہ وزن اس عمر کے بچے کا مثالی وزن ہے۔ اس کی ذہنی کیفیت یکسر بدل گئی ہے۔

یہ تین سال پہلے کا قصہ ہے۔ اس بچے کو میں نے کئی مہینوں سے نہیں دیکھا۔ اس کی والدہ بتاتی ہے کہ اب اسے کسی طرح کا کوئی عارضہ نہیں۔ سکول میں بھی خوب ہے۔ اس نے کافی دوست بنا لیے ہیں۔ اس میں جھجک اور شرمیلا پن ختم ہو گیا ہے۔ غرض ہر طرح کی پسماندگی ختم ہو گئی ہے۔ اب وہ پہلے سے بالکل مختلف ہے۔

ایک ہومیو پیتھک مذاق

جین اپنے نوجوان والدین کی پہلی پہلی اولاد تھی۔ وہ شدید بیمار پیدا ہوئی۔ ماں ابھی سونے کے کمرہ میں منتقل نہیں ہوئی تھی۔ والد نے بار بار ٹیلیفون پر بچی کی صحت کے بارے میں پوچھا۔ ڈاکٹر قے دور کرنے والی عام دواؤں کو آزمانے کے بعد بھی کنٹرول میں کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ اس طرح وہ پریشان و مایوس تھا۔ بڑے بوڑھے کو بلوایا گیا تاکہ وہ ڈاکٹر کی رائے کو تقویت دے سکے۔ وہ بھی الجھاؤ کا شکار تھا۔ اس نے یہ قیاس کیا کہ شاید بچے پر کسی جراثیم نے حملہ کر دیا ہے۔ یہی ہوا کہ اسے مزید مشورہ کیا جائے۔ چنانچہ اسے چلڈرن ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ مزید تحقیق ہو سکے۔

خاندان کے ایک بہی خواہ کو ہومیو پیتھی کے اچھے نتائج کا تجربہ تھا۔ اس نے اس طرح کی بیماری کے بارے میں سن رکھا تھا۔ علامات ظاہر تھیں۔

ٹھنڈے پانی کی شدید طلب، مگر پانی پیتے ہی قے ہو جاتی۔

فاسفورس مطلوبہ دوا تھی۔ تجویز کر دی گئی۔ مگر والدین اس طرح کی باتوں سے لاعلم تھے۔ وہ مروجہ علاج کے سوا کسی چیز سے شناسا نہیں تھے۔

مس اے ہومیو پیتھی کو موقع دینے کے بارے میں پختہ تھیں۔ بوڑھی خاتون مس اے نے اندازہ کیا کہ گھر والے کسی طرح تفریح کے لئے باہر جائیں۔ بچی کی والدہ نے ایک گھنٹہ کے لئے باہر جانے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس دوران اس نے بچی کو سنبھالنے کا عندیہ ظاہر کیا۔

غریب جین بیمار نظر آتی تھی۔ وہ اپنی چھوٹی چارپائی میں پڑی تھی۔ بالکل سفید، مردوں کی طرح، قریباً بے ہوش، الٹیوں کے بعد بے حد کمزور و لاغر، کئی دنوں سے اس کے معدہ میں کوئی چیز ٹھہر نہ سکی تھی۔ وہ اب مکمل گریز اختیار کر چکی تھی۔ فاسفورس دینے یا نہ دینے کے بارے میں تذبذب کا شکار تھی۔ دوا ساتھ لائی تھی، آخر کار بچی کو مدد دینے کا جذبہ غالب آ گیا۔ ماں کی واپسی سے پہلے فاسفورس کی ایک خوراک دے دی گئی۔

اگلے روز فون پر مریضہ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ وہ بہتری کی طرف مائل ہے۔ جب دو ڈاکٹر دیکھنے آئے تو وہ اپنے کھلونوں کے ہجوم میں کھیل رہی تھی۔ اس نے معمول کا ناشتہ کیا جو اس کے پیٹ میں ٹھہر گیا۔ بڑھی بوڑھی حیران رہ گئی، اس نے عالمانہ انداز میں کہا کہ

معدہ میں پائی جانے والی خوراک خارج ہوگئی ہے جس سے مزید خوراک کی گنجائش نکل آئی۔ اس طرح خوراک معدہ میں ٹھہرنے لگی۔ اسے بہر حال اپنی لاعلمی پر پردہ ڈالنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کہنا ہی تھا۔ وہ دوست جس نے رازدارانہ انداز میں فاسفورس دے کر کرشمہ انجام دیا کہ اس مذاق کا خوب خوب لطف اٹھایا۔ ہومیوپیتھی کے ساتھ یہ مذاق ایلوپیتھس کے ہاتھوں۔

آپ اس غریب چھوٹی جین کے ساتھ ہونے والے قصہ کی تفصیلات جاننے کے لئے بے چین ہوں گے۔ یقیناً آپ جاننا چاہتے ہوں گے کہ آخر یہ کیسے ہوا کہ اسے دوبارہ قے بھی نہ ہوئی اور اس کی صحت دن بدن بہتر ہوتی رہی۔ تھوک نگلنے سے گرمی پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح یہ بھی کوئی اندازہ نہیں کرسکتا کہ اچانک صحت یابی فاسفورس سے ہوئی۔ اسے ایک اتفاق ہی خیال کیا جائے گا۔ لیکن اگر آپ بیمار کی کیفیت کو دیکھیں گے معدہ کے بعض مریضوں میں یہ کیفیات عام پائی جائیں گی۔ شدید پیاس، ٹھنڈے پانی کی طلب، مسلسل متلی ماسوائے اس کے ٹھنڈا مشروب لیا جائے، وہ بھی تھوڑی دیر تک معدہ میں گرم ہوکر قے ہو جاتا۔ فاسفورس دیں اور بیماری لمحوں میں غائب ہوتی نظر آئی گی۔ اس طرح کی متلی کی علامات آپ کو حاملہ میں عام مل جائیں گی۔ فاسفورس کے ساتھ آپ ایسی خاتون کی تکلیف رفع کر کے ممنون بنا سکتے ہیں۔ حاملہ خاتون میں ایک اضافی علامت یہ ہوگی کہ وہ چائے سے گریز کرے گی۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ فاسفورس سے لازمی افاقہ ہوگا۔

کئی سال پہلے کی بات ہے کہ ایک چھوٹا بچہ مسلسل قے کر رہا تھا۔ میں ہسپتال کے چلڈرن وارڈ میں ایک ڈاکٹر کے بجائے کام کر رہا تھا۔ کسی دوا سے افاقہ نہیں ہو رہا تھا۔ آخر کار میں نے اسے فاسفورس منگوا دی۔ اس سے فوری طور پر قے بند ہوگئی۔ مریض بالکل ٹھیک ہوگیا۔ جو گولیاں بچ گئیں نرسوں نے ان کو گیسٹرس میں بہت مفید پایا۔ جب میں نے دوا کا نام بتایا تو وہ اس کا اندھا دھند استعمال کرنے لگیں۔ وجہ یہ تھی کہ وہ بچوں کی علامات میں امتیاز نہیں کرسکتی تھیں۔

قے کے لئے بہت سی دوسری دوائیں بھی کارآمد ہیں۔ قے کا ہر مریض فاسفورس ہی سے درست نہیں ہوگا۔ صرف وہ مریض جس میں ٹھنڈے پانی کی شدید طلب، ٹھنڈے پانی کی کافی مقدار پینے سے قے میں کمی ہو جائے گی مگر تھوڑی ہی دیر میں پیٹ میں پانی کے گرم ہونے پر قے دوبارہ ہو جائے گی۔ بڑے مریضوں سے چائے سے نفرت اور گریز کا رجحان پیدا ہو جائے گا۔ حالانکہ عام طور پر چائے ان کو بہت پسند ہوگی۔

اگر آپ لوگوں کو ہومیو پیتھک اصول کے تحت شفا دینا چاہتے ہیں تو چھوٹی چھوٹی تفصیلات کا بھی لحاظ رکھنا پڑے گا۔

(XX)

جوڑوں کے درد

(1)

''جوڑوں کی تکالیف نا قابل علاج ہیں۔''

ایک روز ایک فاضل جج نے پکار کر کہا۔ حیرانی کی بات ہے کہ قانون کے پیشہ سے متعلق شخص کی یہ قطعی رائے کتنی تلخ حقائق کے پس منظر میں ہے۔ کیا واقعتاً وہ غلط کہتا ہے؟

کیا ہم جدید ادویہ کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیں۔ جوڑوں کی تکالیف عام مرض ہیں۔ یہ تکالیف بارش، بھیگنے، اور پاؤں کے بھیگنے اور طوفان اور سردی سے پیدا ہوتی ہیں۔ کھلی فضا میں کام کرنے والے مرد و زن اس تکلیف کا شکار ہوتے ہیں۔ پولیس والا جو کسی خاص مقام پر متعین ہو، گاڑی کے ڈرائیور، زرعی مزدور، تعمیراتی پیشہ کے مزدور بھی برابر کے مبتلائے مرض ہوتے ہیں۔ اس بارے میں عمر اور جنس کا بھی کوئی فرق نہیں۔ انشورنس کمپنیوں کا کہنا ہے کہ اس مرض سے ہزاروں گھنٹے کی لیبر ضائع ہو جاتی ہے۔ ہزاروں ورکر لنگڑے پن کا شکار ہو کر ہفتوں تک کام سے معذور رہتے ہیں۔ علاج پر بھی بے شمار پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ صنعت کو وقت اور پیسے کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اگر چہ یہ مرض بالعموم مہلک نہیں مگر بڑے نقصان کا ذریعہ ہے۔ پیشہ طب نے اس مرض کا کیا کیا؟

اس مرض کی تحقیق و جستجو پر بے تحاشا دولت خرچ کی گئی ہے۔ بے شمار جوڑوں کے امراض کے کلینک کھولے گئے۔ علاج کی سہولیات میں اضافہ کیا گیا۔ الیکٹریکل آلات کے نہایت مہنگے سیٹ فراہم کئے گئے۔ الٹراوائیولیٹ ریز اور ریڈیائی لیمپس کی فراہمی کو رواج دیا گیا۔ اسی طرح انتہائی سرخ رنگ کے بلب بھی مفید گردانے گئے۔ ان کے بارے میں کہا یہ گیا کہ یہ درد کو چن لیتے ہیں۔ بعض سکائی لیمپ زیادہ موثر قرار پائے۔ اسی طرح فوم کے ذریعے غسل بھی اختیار کئے گئے۔ بعض انشورنس کمپنیاں لنگڑے ہونے والے پنشنرز کو برطانیہ کے دورہ پر بھیجتے ہیں۔ ایسے معاملات میں آرا اور تدابیر میں کافی تنوع پایا جاتا ہے۔ آپ خرچ کر کے اپنی پسند اور منشا کا مشورہ اور سہولت حاصل کر سکتے ہیں۔ جب کہ پرانے مزاج کے معالج سیلی سیلک ایسڈ اور اسپرین کی بڑی مقداریں استعمال کراتے ہیں۔ ان کو اکثر اوقات تکلیف میں مبتلا لوگوں کو انجکشن لگوانے پڑتے ہیں۔ جس سے اکثر پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(2)

ایک خاتون کے بارے میں مجھے یاد ہے کہ کہ اسے گردن کے جوڑ میں درد کے لئے جرمن انجیکشن لگایا گیا۔ نتیجتاً وہ ذہنی امراض کے ہسپتال کی ایمرجنسی میں پائی گئی۔ اسے بتایا گیا کہ وہ سفر کے دوران اچانک بے ہوش ہوگئی تھی۔ وہ ہسپتال میں گھنٹوں بے ہوش پڑی رہی۔ چند قطرے انجیکٹ کئے گئے مگر افاقہ کے بجائے تکلیف میں اضافہ ہوا۔ وہ سفر سے عاری ہوگئی۔ وہ سفر سے خائف رہنے لگی۔ عام طور پر وہ بڑی مضبوط قوت کی مالک خاتون تھی۔ وہ اس طرح کی صورت حال پر بہت نالاں تھی۔ اسے گیلنوں کے حساب سے مقویات دیے گئے۔ لیکن اس کی تکلیف پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ وہ علاج سے مایوس ہو چکی تھی۔ گردن ہلانے سے درد نا قابل برداشت ہو جاتا تھا۔

اس کی علامات پر لیکیسز دوائی بہت فٹ ہے۔ اس کی چند خوراکیں کافی ہیں۔ یہ جنوبی افریقہ میں پایا جانے والا انتہائی زہریلا سانپ ہے۔ اس سانپ کا زہر ایسی ہی علامات صحت مند شخص پر پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ شفا میں بھی اس زہر سے تیار کردہ دوا تریاق کا کام کرے گی۔

مریض میں لیکیسز کی مخصوص حرارت پائی جاتی ہے۔ درد بائیں جانب ہے۔ غرض اس کی مجموعی کیفیت لیکیسز کی ہے۔ جب اسے یہ دوا مل گئی تو تمام علامات صاف ہوگئیں۔ حتی کہ گردن کی سوزش بھی باقی نہ رہی۔

کیا جوڑوں کا درد قابل علاج ہے؟

یہ خاتون بہترین شہادت دے سکتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسے شفا ہوئی۔ کوئی منفی اثر بھی پیدا نہ ہوا۔ اس مرحلہ پر کہا جائے گا کہ ہومیوپیتھی اپنی کامیابی کی کوئی اور بھی شہادت دے سکتی ہے۔ یہ کیس تو محض حسن اتفاق بھی کہا جا سکتا ہے۔ وہ اپنا جملہ بدلنے سے پہلے مزید شہادت طلب کرتے ہیں۔ مگر ہم ہومیو پیتھ جوڑوں کی بیماریوں میں شفا کے بہت سے شواہد پیش کر سکتے ہیں۔ ہمارا لٹریچر ایسی بے شمار مثالوں سے بھرا ہوا ہے۔ زندہ شاہدوں کی بڑی تعداد بھی موجود ہے۔

چند مثالیں۔

(3)

مجھے ایک چھ فٹ قدامت کے انسپکٹر کا کیس بخوبی یاد ہے۔

وہ جوڑوں کی بیماری کی تمام علامات کا مجموعہ بن گیا تھا۔

جوڑ سوجھے ہوئے۔ اچانک شدید درد، خراش دار پسینے، اونچا بخار، چھ ہفتے کے لئے بیڈ ریسٹ کے لئے پابند کیا گیا۔ اس کا بخار تین دن میں کم ہوگیا۔ ہفتے کے اندر اندر پسینے بھی درست ہو گئے۔ تین ہفتوں میں وہ درست ہو گیا۔ دل کی کمزوری کی شکایت بھی دور ہوگئی۔ اب وہ بیماری

سے پہلے کی طرح توانا تھا۔ اسے سیلی سیلک ایسڈ یا اسپرین میں سے کوئی چیز نہیں دی گئی۔ نہ ہی کسی طرح کی مرہموں سے مالش کرائی گئی۔

اسے مرک سال دی گئی۔ مرکری سفلی مزاج کے لوگوں کو دی جاتی ہے۔ مگر اس مریض کی ہسٹری میں یہ مزاج موجود نہیں۔ اس کے باوجود اس کی علامات اس دوائی کا تقاضا کرتی تھیں۔ مرکری سے وہ تیزی سے صحت یاب ہوا۔ پولیس سرجن کو مریض کے بارے میں ہر ہفتے رپورٹس لکھنا پڑتی تھیں۔ وہ اس کی تیز رفتار صحت یابی پر حیران تھا۔

مرکری کی علامات یہ ہیں،

انتہائی بدبودار پسینہ، جتنا پسینہ زیادہ آئے اتنی ہی تکلیف میں شدت ہو گی۔ وہ بہت کمزور اور لاغر ہو گیا، صرف بستر میں وہ سردی محسوس کرتا ہے۔ آرام محسوس کرتا، بستر میں گرم ہوتے ہی وہ بستر کی چادریں پھینکنا شروع کر دیتا۔ وہ پھر ٹھنڈ محسوس کرنے لگتا ہے۔ تکلیف میں شدت آ جاتی ہے۔ دوبارہ چادر اوڑھ کر آرام کا اہتمام کرتا ہے۔ لیکن جسم گرم ہوا تو چادریں پھینکنا شروع کر دیں۔ رات ادھیڑ بن میں گزر گئی۔ رات کو مرض میں شدت ہو جاتی ہے۔ حقیقت میں وہ راتوں سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اس کی زبان پر تہ جمی ہوئی تھی۔ اس کی تصویر ایسے آدمی کی ہے جس نے پارے کی بڑی مقدار لی ہو۔

میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ یہ مریض مرکری کی قلیل مقداروں سے صحت یاب ہوا۔

جوڑوں کا حاد بخار عام طور پر چھ سے چودہ ہفتوں میں ٹھیک ہوتا ہے۔ یہ بات ہسپتالوں میں مریضوں کے ریکارڈ سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ تازہ ترین علاج کی ترقی و تحقیق کے باوجود اس صورت حال میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ جوڑوں کے بخار کی تشخیص پر آج بھی مریضوں ہفتوں ہسپتال میں رہنا پڑتا ہے۔ اس بیماری کے اتنے طویل اور مہنگے علاج میں اگر ہومیو علاج کو موقعہ دیا جائے تو علاج کا وقت اور اخراجات میں کافی کمی ہو سکتی ہے۔ علاج میں طوالت اور اخراجات کی زیادتی کے اثرات کا اندازہ لگایا جائے تو پوری سوسائیٹی کو متاثر کرتے ہیں۔ صنعت کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ انشورنس کمپنیوں کو مزید ادائیگی کرنا پڑتی ہے۔ مزدور انفرادی طور پر بد اثرات کی زد میں آتا ہے اور اس کا خاندان بھی پریشان ہوتا ہے۔ ان کو اپنی بچتیں خرچ کرنا پڑتی ہیں بشرطیکہ کوئی بچت ہو۔ بصورت دیگر مختصر سے بیماری الاؤنس پر گذارہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ الاؤنس ادا کرنے والے کی جیب پر بوجھ پڑتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہسپتال کا قیام بہت مہنگا ہے۔ اور اگر ہسپتال میں قیام کی طوالت کسی طرح مختصر ہو سکے تو بچت کا دائرہ کتنا وسیع ہو جائے گا؟ اگر میڈیکل اور ہسپتال کے لوگ یہ اندازہ کر لیں کہ حاد امراض کے علاج میں ہومیو علاج کے کتنے امکانات ہیں تو

انفرادی طور پر مریض کہیں زیادہ خوش ہوں گے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ میں نے ایک کیس بیان کیا ہے جس سے میرا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ لہذا میں ایک اور کیس بیان کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔

(4)

ایک ادھیڑ عمر خاتون، وسیع تر خاندان کی ماں، جوڑوں کے بخار میں مبتلا تھی۔ مگر اس کی علامات سابقہ کیس سے بہت مختلف ہیں۔ پسینہ بالکل غائب، بے چینی بھی اتنی زیادہ نہیں تھی، حرکت سے تکلیف میں بہر حال شدت ہوتی، گرمائش سے افاقہ، گرم بستر، گرم پٹیاں افاقہ کا باعث، درد یں مقامات بدلتی رہتی تھیں، ایک روز ایک جوڑ میں اور اگلے دن دوسرے میں۔ جوڑوں کی سوزش، ایک روز ہیضہ کی شکایت اور دوسرے دن درد میں شدت لاحق ہو جاتی۔ مریض کی کیفیات سے دوائی مجھ پر بالکل واضح نہیں تھی۔ چند روز گزرنے پر یقینی دوائی ...... کالی کارب واضح ہو گئی۔ اس کے بعد تکلیف بہت معمولی باقی رہ گئی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ دوران علاج نرس بہت خوف زدہ رہی۔ کیونکہ میں نے تیل کی مالش منع کر دی۔ اس طرح تارپین کی پٹیاں بھی بند کر دیں۔ مگر آخر کار وہ تکلیف میں واضح کمی سے مطمئن ہوئی۔ لیکن اتنی جلد صحت یابی اس کے لئے حیرانی کا باعث ہوئی۔ مجھے یاد نہیں کہ وہ کتنا عرصہ سے بیمار تھی۔ البتہ یہ واضح ہے ہفتے کے اندر اندر بخار کم ہو گیا۔ چھ ہفتوں میں وہ بالکل خوش وخرم تھا۔

مذکورہ بالا دونوں مریض شروع میں اپنی تکلیف میں انتہا پر تھے۔ یہاں اکثر و بیشتر لوگوں کو lumbago کی شدید درد یں ہوتی ہیں۔ عام علاج میں درد یں جاری رہتی ہیں۔ اسپرین اور لینی منٹ کوئی اثر نہیں کرتیں۔ اس کے ساتھ لرزا اور رعشہ کے اثرات آپ کو بستر میں قید کر دیتے ہیں۔

ان تکلیف دہ حالات میں ہومیو پیتھی کیا کر سکتی ہے؟

ہومیو پیتھی آپ کو اس جکڑ بندی سے نجات دلا کر رات کی محفل رقص میں شرکت کا موقعہ دے سکتی ہے۔ اسے مبالغہ خیال نہ کیا جائے۔ یہ حقائق ہیں۔

(5)

ایک نوجوان کلرک کو ایک بس کی چھت پر سفر کرنا پڑا۔ شام تک وہ گیلے کپڑے پہننے پر مجبور رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صبح وہ lumbago میں مبتلا ہو کر بستر میں محدود ہو گیا۔ تفصیلی کیفیت یہ تھی۔

درد میں حرکت سے شدت ہوتی، لیکن تھوڑی حرکت کے بعد افاقہ ہو جاتا، بے چینی جس

سے وہ ہمہ وقت حرکت پر مجبور رہتا۔ اس کے ساتھ تکلیف کے سبب کے طور پر بارش میں بھیگنے کے لحاظ سے دوائی واضح تھی۔ رسٹاکس سے وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اپنے کام پر واپس چلا گیا۔ یہ صرف ایک کیس نہیں۔ میں نے بار بار ایسے مریضوں میں ایک ہی دوائی سے علاج کیا ہے۔

بعض اوقات رسٹاکس کے ساتھ برائی اونیا ادل بدل کر دینا پڑتی ہے۔ برائی اونیا میں اس کی مخصوص علامات پائی جائیں گی۔ درد حرکت کرنے میں شروع ہوئی ہے۔ حرکت اتنی تکلیف دہ ہوگی کہ مریض چپ چاپ پڑا رہتا ہے۔ کھانسنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مگر دباؤ سے تکلیف میں افاقہ ہوتا ہے۔ جہاں بھی جوڑوں کی تکلیف میں یہ علامات ہوں برائی اونیا سے افاقہ ہوگا۔ مجھے ایک کیس یاد ہے جس میں برائی اونیا اور رسٹاکس ادل بدل کر دینے سے افاقہ نہ ہوا۔ اس مرحلہ پر یہ بات سامنے آئی کہ مریض بات بات پر رونے کا مزاج رکھتا ہے۔ وہ افاقہ کے لئے مسلسل حرکت کرتا رہتا ہے۔ پلساٹیلا تجویز کی گئی۔ چوبیس گھنٹے میں ہی مریض ٹھیک ہوا اور بستر چھوڑ کر کام پر جانے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ برائی اونیا، رسٹاکس اور پلساٹیلا بہت ملتی جلتی ادویہ ہیں۔ مگر ایک دوا دوسری جگہ کام نہیں کرتی۔ بہترین نتائج کے لئے ہر دوائی کے علیحدہ علیحدہ خواص ہیں۔ ان کو علیحدہ طور پر سمجھ لینا چاہیے۔

دو سال کی خشک سالی کے بعد انگلستان میں روائتی موسم لوٹ آیا۔ گہرے، برستے ہوئے بادل، گیلی اور کیچڑ سے بھری ہوئی سڑکیں، جوڑوں کی تکالیف کو وبائی شکل میں پھیلا دینے کے لئے کافی ہیں۔ اگرچہ ایسے لوگ بھی ہیں جو گرمی اور موسم سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک مریض کا وہ خط جو اس نے اخبارات میں شائع کرایا۔ اس نے جوڑوں کی عام سی تکالیف میں پیشہ طب کی ناکامی کا رونا رویا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں،

"کیا مجھے کوئی بتا سکتا ہے کہ جوڑوں کی تکلیف جو مرطوب موسم سے پیدا ہوتی ہے، اس کی ابتدا گرمیوں کے شروع میں کیوں ہوتی ہے؟ موسم خوب گرم ہو، بادل کے کہیں آثار بھی نظر نہ آئیں، مگر میں لنگڑانے لگتا ہوں۔ جب بستر میں آرام اور گرمائش حاصل کرتا ہوں تو مجھے تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر اپنے کندھے ہلاتے رہتے ہیں مگر کچھ نہیں کرتے۔"

کاش یہ شخص ہومیوپیتھی سے متعارف ہو جائے۔ اس کی تکالیف سلفر کے تحت آتی ہیں۔ سلفر ہی اسے فوری طور پر افاقہ دے گی۔ سلفر کا مریض مرطوب اور سرد موسم کے برعکس ہے۔ وہ اس میں متحرک اور چاک و چوبند رہے گا۔ مگر گرم، خشک موسم میں اپنے جوڑوں میں سختی اور درد محسوس کرے گا۔ وہ راتوں سے نفرت کرتا ہے کیونکہ بستر کی گرمی سے اسے ٹھنڈی جگہ تلاش کرنا پڑتی ہے۔ وہ اپنے پاؤں بستر سے باہر رکھتا ہے۔ یہ تکلیف کسی طرح کی ہو، عضلاتی ہو یا جوڑوں کی، حتی

کہ جوڑوں کی اندرونی ساخت خراب ہو گئی ہو، اگر یہ علامات موجود ہیں تو سلفر یقینی اور جلد شفا دے گی۔ جوڑوں کے بخار میں افاقہ آہستہ ہو گا۔ آپ کو بار بار دوا دینا پڑے گی۔ البتہ سوزشی کیفیات میں دوا کے اثرات کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کیوں جوڑوں کے خراب حصے مرمت ہونے کے بعد افاقہ کی صورت پیدا کریں گے۔ آخر کار جوڑوں کی سختی غائب ہو جائے گی۔

(6)

ایک خاتون غربی انگلستان سے **Tag Artritis** میں بتلا تھی۔ سانس گھٹنے کی وجہ سے لنگڑا رہی تھی۔ تکلیف ایک سال سے زیادہ پرانی تھی۔ وہ جینے کے لطف سے محروم ہو چکی تھی۔ کئی کاموں کے کرنے سے معذور ہو چکی تھی۔ اس کی بہن جوڑوں کے مرض میں ہومیو علاج سے صحت یاب ہو چکی تھی۔ ان کا علاج رسٹاکس اور برائی اونیا کے ادل بدل کے استعمال کے ساتھ کیا گیا تھا۔ یہ دونوں دوائیں جوڑوں کے مرض میں میرا پسندیدہ نسخہ ہیں۔ شرط یہ ہے کہ علامات موجود ہوں۔ اس خاتون کا بایاں گھٹنا سخت تھا، وہ ذرا بھی جھک نہیں سکتی تھی۔ وہ کرسی کے کنارے پر بیٹھ کر اپنی ٹانگ سیدھی رکھنے پر مجبور تھی۔ گھٹنے کے پچھلی جانب کے عضلات کھنچے ہوئے تھے۔ مگر گھٹنے کے جوڑ کی خرابی واضح نہیں تھی۔ وہ جھک نہیں سکتی تھی۔ چلنا اس کے لئے بہت مشکل تھا۔ علامات سے رسٹاکس تجویز کی گئی۔ 6x طاقت میں دن میں تین بار۔

مریضہ چھ ماہ تک کسی وجہ سے نہ آئی اور نہ ہی اس کے بارے کچھ معلوم ہوا۔ البتہ اس نے دوا جاری رکھی۔ بعد میں جب اس نے آ کر رپورٹ دی تو بتایا کہ وہ اب آسانی سے جھک سکتی ہے۔ گھٹنے کے عضلات میں معمولی سی سختی باقی ہے۔

تیسری بار جب وہ آئی تو اس نے صرف یہ رپورٹ دینا تھی کہ وہ بالکل صحت یاب ہو چکی ہے۔ وہ فعال اور مستعد ہے۔ ایلو پیتھک کے طویل علاج کی ناکامی کے بعد چھوٹی چھوٹی ہومیو پیتھک گولیوں نے معجزانہ طور پر شفا دی۔ رسٹاکس جوڑوں کی تکالیف میں بہت موثر دوائی ہے۔ بشرطیکہ اس کی علامات پائی جائیں۔ تکلیف مرطوب ہوا کا نتیجہ ہو، حرکت سے پہلے تکلیف شدید ہو مگر ذرا سی حرکت سے جسم میں گرمائش پیدا ہوتی ہے اور تکلیف میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں رسٹاکس یقینی دوائی ہے۔

جدید تحقیق میں جوڑوں کے مرض کا ایک نیا نام معلوم کیا گیا ہے، یہ نام، **Fibrositis** ہے۔ اس نام میں جدت کے سوا کوئی بات نہیں۔ اس سے آپ گانٹھوں کے عضلات میں سختی محسوس کرتے ہیں۔ اور ان میں درد شدید ہو گا۔ لمس اور حرکت سے تکلیف میں بے پناہ شدت ہو جاتی ہے۔ ایسے مریضوں کا گرم غسل، گرم ہوا سے مساج اور ریڈیائی حرارت سے

علاج کیا جاتا ہے۔ بہرحال سلفر کے مریض کو کبھی گرم غسل یا ریڈیائی حرارت نہ پہنچائیں۔ اگر اتفاق سے وہ ایک چڑچڑا مزاج کا بوڑھا کرنل ہو تو اس کی جوڑوں کے عضلات کی سختی کی علامات کے تحت مطلوبہ دوائی ان گانٹھوں کو پگھلا دے گی۔ اگر یہ گانٹھیں زیادہ پرانی ہونے کے بجائے تھوڑے عرصہ کی ہوں گی تو جلد ہی پگھل جائیں گی۔ لیکن اگر یہ زیادہ پرانی ہوئیں تو بھی وقت کے ساتھ تحلیل ہو کر ختم ہو جائیں گی۔ اس بحث سے میرا ارادہ یہ نہیں کہ معاون ذرائع علاج کی افادیت کا انکار کر دیا جائے۔ حقیقت یہی ہے کہ infra red lamps، ترکی غسل یا ریڈیائی حرارت زیادہ پرانی تکالیف میں ہومیو پیتھک ادویات میں معاونت کر سکتی ہیں اور مریض کو یہ تاثر ملتا ہے کہ اس کے لئے کچھ کیا جا رہا ہے۔ کیوں کہ مرض کے علاج کے لئے طویل مدت درکار ہوتی ہے۔ مریض میں ایسے ذرائع سے طویل علاج کے لئے حوصلہ پیدا کیا جا سکتا ہے ورنہ علاج کے لحاظ سے ان کی کوئی افادیت نہیں۔

(7)

مجھے ایک مریض یاد ہے، اسے Rheumatoid Arthritis کی بہت پرانی شکایت تھی۔ ٹخنوں اور گھٹنوں میں pear کی شکل کی سوزش تھی۔ وہ اپنے ہاتھ کو ذرا بھی ہلا نہیں سکتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے بالوں میں کنگھی بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ غسل کی کرسی پر لائی گئی کیوں کہ وہ چلنے سے بالکل معذور تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کتنے عرصہ سے اس حالت میں تھی۔ اسے ریڈیائی حرارت اور infra red rays دی جا رہی تھیں۔ اس نے دو سال علاج کیا۔ اس عرصہ میں ہفتے میں دو بار باقاعدگی تک آتی رہی۔ اس کی باقاعدگی قابل تحسین تھی۔ اس کا صلہ بھی سامنے آیا۔ یہ تباہ حال جوڑا آسودہ ہو گیا۔ مریض کے لئے حرکت آسان اور آزادانہ ہو گئی۔ وہ خود کنگھی کرنے لگی۔ پہیوں والی کرسی چھوڑ کر اپنے قدموں پر چل کر آنا شروع کر دیا۔ پاؤں کی حرکات کو درست کرنے کے لئے دن رات اسے جو کچھ اہتمام کرنا پڑتا تھا وہ سب ختم ہو گیا، یہ سب کامیابی ایک سراب ثابت ہوئی۔ علاج چھوڑتے ہی تمام علامات اور معذوریاں عود کر آئیں۔

اس مرحلہ پر میں نے سوچا کہ ہومیو علاج کو آزمایا جائے۔ اگرچہ کچھ ہومیو مصنفین جوڑوں کی پرانی تکالیف میں علاج میں کامیابی کی زیادہ امید نہیں دلاتے۔ بہرحال میں نے بعض علامت جمع کیں۔

''وہ نرم خو تھی، ڈرپوک، آسانی سے رونے والی، گرم موسم سے متاثر ہوتی، اگرچہ وہ گرمی کو پسند کرتی، وجہ یہ تھی کہ گرمی سے درد کو فائدہ ہوتا تھا، اس کو مرغن غذائیں ناپسند تھیں۔''

اس طرح اس کی مزاجی دوائی پلساٹیلا تھی۔ اسے پلساٹیلا دی گئی۔ تین ماہ مسلسل پلساٹیلا

Scanned by CamScanner

اور سورج کی روشنی کے ساتھ علاج کے نتیجہ میں اتنا افاقہ ہو گیا کہ سورج کی معاونت کے بغیر بھی افاقہ جاری رہا۔ دو سال ہو گئے ہیں اور اب اسے دیکھ کر کوئی یقین نہیں کرے گا کہ وہ مفاصل میں کبھی مبتلا بھی رہی۔ اسے بھی درد ہوا اور نہ ہی لنگڑا ہٹ، جوڑوں کی بدنمائی بھی ختم ہو گئی۔ اب اسے کسی دوائی کی ضرورت نہ تھی۔ وہ معمولات اختیار کر چکی تھی۔ تین ماہ کا علاج کم وبیش روشنی کے سال بھر کے علاج کے برابر تھا۔ مریض کے نقطہ نظر سے یہ بہت بہتر نتائج تھے۔

(8)

بعض اوقات پریس میں یہ بات عام ہوتی ہے کہ شہد کی مکھیاں رکھنے والے جوڑوں کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ مشورہ دیا گیا کہ علاج کے لئے ان کو مکھیوں سے ڈسوایا جائے۔ یہ بڑا پر درد اور ناخوشگوار طریقہ تھا۔ مکھی کے زہر سے پیدا ہونے والے جوڑوں کے امراض ہومیو پیتھی میں دو صدیوں سے معلوم ہیں۔ ہانیمین کے دور میں ہی یہ تحقیق کر لی گئی تھی۔ مگر جوڑوں کی خاص قسم میں یہ علاج مفید ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ طریقہ علاج بھی ہومیو اصول کے مطابق ہو۔ اصول سے ہٹ کر کوئی بات ممکن نہیں۔ اسی لئے تو اس علاج کے بارے میں ہمارا دعوی یہ ہے کہ یہ سائنسی اصولوں پر مبنی طریقہ علاج ہے۔

شہد کی مکھی کے ڈنگ سے بننے والی دوا کا نام ایپس ہے۔ اس کی علامات سے اس کی جو تصویر بنتی ہے وہ ایک کیس کے حوالے سے درج کر رہا ہوں۔ یہ ایک نرس کا کیس ہے۔ تفصیل یہ ہے،

''دائیں گھٹنے کے جوڑ کا درد، گھٹنا سرخ، چھونے میں گرم لگتا ہے، دبانے سے گڑھا پڑ جاتا ہے، استسقائی سوجن ہر طرف پھیلی ہوئی، جوڑ میں چبھنے اور جلن دار درد، بستر کی گرمی سے تکلیف میں شدت، اس طرح گرمائش سے بھی شدت ہوتی، ٹھنڈے کمرے میں افاقہ، ٹھنڈی ہوا کے لئے گھٹنا کھلا رکھنا پسند ہے، قریبی بیسن پر ٹھنڈے پانی سے جوڑوں کی جلن اور درد کنٹرول کیا جا رہا ہے۔''

مجھے یقین ہو گیا کہ مریض کی دوائی ایپس ہے۔ چنانچہ ایپس **1m-** چار چار گھنٹے کے بعد۔ افاقہ کم وبیش فوری تھا۔ چوبیس گھنٹے میں سوزش کم ہو گئی۔ ایک ہفتہ بعد مریض کام پر چلا گیا۔

جوڑوں کے ہر مریض کے لئے مکھی کا زہر تریاق نہیں ہو سکتا۔ اس طرح علاج کیا گیا تو ناکامی ہو گی۔ جوڑوں کے مریضوں کی بے شمار اقسام ہیں۔ ایپس سے علاج صرف دوا کی مخصوص علامات میں ہو گا۔ سوزش، سرخی، جلن، چبھن، سوزش کے نیچے پانی، چھونے میں حساس، دبانے سے گڑھا پڑ جانا، گرمائش سے تکلیف میں زیادتی۔

مریض کی منفرد علامات لیں، ان میں سے مخصوص علامات منتخب کریں۔ کمی بیشی اور سبب کے لحاظ سے دوائی تجویز کریں۔ اس طرح علاج کیا جائے تو کم بیش ہر کیس میں شفا ہوگی۔

(9)

ایک نوجوان خاتون کا کیس قابل ذکر ہے۔

وہ سردیوں کی سپورٹس میں شریک تھی۔ شرکت کے بعد لنگڑاتی ہوئی آئی۔ وہ ہاٹ سکیٹینگ (hot skating) میں حصہ لینے کے بعد فارغ ہوئی، سورج خوب چمک رہا تھا، اس نے تپش محسوس کی تو بعض کپڑے اتار دیئے، اچانک سرد آندھی چلی، سورج بادلوں میں چھپ گیا اور برف گرنے لگی، اس طرح گرم سے سرد، اچانک موسمی تبدیلی تکلیف کا سبب بن گئی۔ مرطوب برف سے پسینہ دب گیا، گردن اور پشت کے عضلات میں تکلیف ہوئی۔ یہ ڈلکا مارا کی مخصوص علامات تھیں۔ ڈلکا مارا نے اسے تیزی سے صحت یاب کر دیا۔ ایسے علاقے جہاں چوبیس گھنٹوں میں موسم میں تبدیلیاں آ جاتی ہیں، ان میں ڈلکا مارا کے مریض عام ہوتے ہیں۔ انگلینڈ میں خزاں کے دوران اکثر ایسے ہو جاتا ہے۔ جب گرم چمکتے دنوں میں راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ خاص طور پر جب مرطوب موسم ہوں۔ گرم دن کے بعد شدید بارش ہو جائے۔

(9-A)

مجھے ایک اور مریض یاد ہے۔ وہ ایک بوڑھی خاتون تھی۔ اس کی گردن میں سختی، سر میں درد، گولی کی طرح اور پھاڑ دینے والی دردیں، اسے سر اور گردن کو باندھنا پڑتا ہے۔ ٹھنڈے اور مرطوب موسم میں درد میں شدت۔ ایسی صورت میں ڈلکا مارا آزمائی مگر معمولی فائدہ ہوا۔ مزید تجسس پر معلوم ہوا کہ جب طوفان کے آثار ہوں تو اسے پہلے ہی نزلہ زکام ہو جاتا ہے۔ یہ علامات روڈو ڈنڈران میں پائی جاتی ہیں۔ لہذا روڈوڈنڈران 1m- ہر چار گھنٹے بعد ایک ہفتے کے لئے تجویز کی۔ تمام علامات ختم ہوگئیں۔ کئی ہفتوں پرانی تکلیف بالکل ختم ہوگئی۔

گردن کی اکڑن اور سختی، جوڑوں کی سوزش کی شکایت عام ہے۔ رسٹاکس اور برائی اونیا اکثر مددگار ہوتی ہے لیکن ایک امریکن پودے سے تیار ہونے والی دوائی بھی گردن کی جڑ سے متعلق ہے۔ یہ ہے سمی سی فیوگا۔ اس دوائی کے عمل کو بیان کرنے کے لئے ایک کیس کا ذکر مفید ہے۔

(10)

ایک درمیانی عمر کی خاتون کو ڈسپنسری میں دیکھا۔ مضبوط جسم، اس کی گردن پچھلی، بائیں جانب لٹکی ہوئی تھی۔ دائیں بائیں حرکت کرنا اس کے بس سے باہر تھا۔ اسی طرح سر کو ہلانا بھی ممکن نہیں تھا، وہ پہلو یا پشت پر لیٹ نہیں سکتی تھی، کیونکہ پشت کے عضلات میں بہت زیادہ تناؤ تھا، اس

کی وجہ یہ تھی کہ اس طرح اسے شدید جھٹکا لگتا تھا۔ اس صورت حال پر وہ بہت پریشان تھی۔ اسے کسی صورت بہتری نہیں ہو رہی تھی۔

اسے سمی سی فیوگا تجویز کی گئی۔ ہر تین گھنٹے بعد۔ یہ دوا 30x طاقت میں دی گئی۔

اگلی ملاقات میں گردن کے عضلات نرم اور لچک دار ہو چکے تھے۔ وہ اپنے سر کو منشا کے مطابق گھما سکتی تھی۔ یہ سب کچھ دو دن میں ہوا۔ وہ بہت خوش تھی۔ اس دوا کی ڈاکٹر کلارک نے بہت تعریف کی ہے۔ وہ اسے 3x طاقت میں استعمال کو ترجیح دیتے۔

جوڑوں کی تکلیف کے بارے میں کئی دواؤں کا ذکر ہو چکا ہے۔ مگر اس مرض کے لئے دوائیں اور بھی ہیں۔ ان کی تعداد کافی ہے۔ کینٹ ریپرٹی میں 118 ادویات کا ذکر ہے۔ اس طرح ہومیو معالج اصول کے مطابق دوا تجویز کرتے ہیں۔ ان کے سامنے بہت وسیع چوائس ہے۔

اس کے برعکس ایلو پیتھک ڈاکٹر کو پوچھیں کہ اس کے پاس جوڑوں کے امراض میں کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ اس کے پاس تو سیلی سالک ایسڈ یا اس سے تیار کردہ نمک ہیں۔ یہ نمک سلی سالک آف سوڈا، سلی سائن، اسپرین ہے۔ یہ ادویہ اس طرح ہیں۔ سلی سالیک ایسڈ، سیلول، فینول، سیلی سائلیٹ۔ ان کے ہاں دواؤں کا یہی دائرہ ہے۔ معالجین کی اس میں اپنی اپنی پسند ہوتی ہے۔ سلی سالک ایسڈ بید کی چھال اور پتوں میں پایا جاتا ہے۔ 1876ء سے یورپ اور جنوبی افریقہ میں معلوم ہے کہ بید کی کونپلیں جوڑوں کی تکالیف میں مفید ہیں۔ میڈیکل سائنس عرق کے بجائے ست استعمال کرتے ہیں۔ ست یقینی طور پر زیادہ طاقت ور اور تیز ہوتے ہیں۔ اس بات سے انکار نہیں کہ سلی سالیٹس اکثر درد کو دور کر دیتے ہیں مگر ان کی بڑی مقدار مسلسل استعمال کرائی جائیں تو وہ برے اثرات چھوڑتی ہیں۔ یہ اثرات غنودگی، کمزوری، لاغر پن، معدہ کی بے قاعدگیوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ میڈیکل سائنس خوش ہے کہ وہ درد ختم کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ اکثر و بیشتر مریض بے حد کمزور ہو جاتے ہیں۔ پھر ہفتوں تک ان بد اثرات کو دور کرنے کے لئے انتہائی بد ذائقہ قسم کے ٹانکس لینے پڑتے ہیں۔

مجھے اس طرح کا ایک کیس اچھی طرح یاد ہے۔

(11)

میری ابتدائی پریکٹس کا زمانہ تھا۔ میں ایک بہت اچھے پریکٹیشنر کے معاون کے طور پر کام کر رہا تھا۔ میرے لئے یہ کیس کافی تلخ تجربہ تھا۔ حالانکہ مجھے اپنے سینئر کی راہنمائی حاصل تھی۔ اس بے چاری خاتون کو جوڑوں کی شدید تکلیف اچانک شروع ہوئی۔ تکلیف کا آغاز سردیوں کی رات کو برفانی طوفان کی زد میں آنے سے ہوا۔ وہ بہت مستقل اور مضبوط ارادے کی مالک تھی۔ وہ اپنا

علاج خود کرنے کی دلدادہ تھی۔ وجہ یہ ہے کہ اسے خیال تھا کہ وہ علاج کے بارے میں زیادہ جانتی ہے۔ وہ پورے ہسپتال پر اپنے بیڈ سے حکمرانی کرتی تھی۔ نرسوں، سپیشلسٹوں اور مجھ غریب پر بھی اپنا حکم چلاتی۔ جوڑوں کے بخار کے بعد دل کے غلاف کی سوزش، ڈبل پلورسی۔ ٹمپریچر 103-104 درجے تک پہنچ گیا۔ رات کو ٹمپریچر 99 تک نیچے آجاتا۔ یہ کیفیت ہفتوں اور مہینوں تک جاری رہی۔ کئی بار موت کے منہ تک پہنچی مگر اس کے باوجود وہ زندہ تھی مگر اس کی جان ایک دھاگے کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔

آخر کار اس کی کیفیت یہ ہوگئی کہ دانت اور بال گر گئے۔ اتنی کمزور ہوگئی کہ اپنے کوٹ کا بٹن بھی اپنے ہاتھ سے نہیں لگا سکتی تھی۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گئی۔ جلد ہڈیوں کے ساتھ لٹک گئی۔ پیٹ میں پانی پڑ گیا، یہ تپدق کی ایک شکل ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تپدق اور جوڑوں کی تکلیف کا تعلق ہے۔ تپدق کا پس منظر رکھنے والے خاندانوں میں جوڑوں کے مرض کا رجحان دیکھا گیا ہے۔ سپیشلسٹ نے ہمت ہار دی اور کہہ دیا کہ مزید کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اسے سیلی سائیلیس کی قسما قسم کے نمک بھاری مقدار میں دیئے گئے۔ اب وہ آخری وقت کا انتظار کر رہی تھی۔

اب اس میں علاج کے بارے میں پوچھنے کی سکت نہیں تھی۔ ٹیوبرکولینم 30x کی ایک خوراک دی گئی۔ اگلے روز بخار 104 کے بجائے 101.8 ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ میں صحیح راہ پر ہوں۔ ریپرٹی دیکھی، اس کی دوا اور تھی جو اس کی علامات کے عین مطابق تھی۔ اس کی مرضیاتی کیفیات کا کوئی لحاظ نہیں تھا۔ کسی تشخیص کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے جوڑوں کے بخار، تپدق، دل کے غلاف کی تکلیف سب کچھ کو نظر انداز کر دیا۔

قابل توجہ علامات یہ تھیں۔

طویل بخار کے بعد انتہائی لاغر پن، عام کمزوری، بازوؤں کا مرجھا جانا، بالوں کا گرنا، توانائی دینے والی کوئی چیز جیسے شراب وغیرہ لینے کی سکت نہیں تھی، ایسی چیزوں کے بعد ہیضہ ہو جاتا، پھلوں کے جوس لینے سے ہیضہ ہو جاتا، ہوا سے بے حد حساس خواہ یہ ہوا سرد ہو یا گرم۔ ان علامات پر ریپرٹی سے جو یقینی دوائی تلاش کی سلینیم تھی۔ میرے پاس یہ دوائی نہیں تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ میں نے اس کا نام بھی نہیں سنا تھا۔

کیمسٹ سے سلینیم 30x منگوائی۔

مجھے کسی بہتری کی امید نہیں تھی۔ مریض امید کی حدوں سے بہت دور جا چکا تھا۔ اگلے روز میں پہنچا تو گھنٹی دینے سے ہچکچا رہا تھا۔ نرس نے دروازہ کھول دیا۔

"ڈاکٹر صاحب، آپ نے گذشتہ روز کون سی دوائی دی ہے، ٹمپریچر نارمل ہو گیا ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ پچھلے نو مہینے میں پہلی بار ٹمپریچر نارمل ہوا ہے۔"

اس لمحے کے بعد ہر چیز ڈرامائی طور پر بدلنا شروع ہو گئی۔ ٹمپریچر دوبارہ اوپر نہ گیا۔ چہرے پر سے وقتی حرارت ختم ہو گئی۔ کھوپڑی پر بال اگنے شروع ہو گئے۔ بازوؤں پر گوشت چڑھنا شروع ہو گیا۔ پیٹ میں پانی کم ہونے لگا، ہیضہ ختم ہوا۔

سلفیم کی ایک خوراک دو ماہ تک کام کرتی رہی۔ اس کے بعد تین مزید خوراکیں جلدی جلدی دی گئیں۔ مزید کسی دوائی یا ٹانک کی ضرورت نہ ہوئی۔

پہلی خوراک کے تین ماہ بعد اس نے چلنا شروع کر دیا۔ پانچ ماہ بعد اس کا وزن 108 پونڈ ہو گیا۔ اس طرح اسے صحت یاب ہونے کی بنا پر فارغ کر دیا گیا۔

دس سال بعد بھی وہ زندہ تھی۔ فعال و مستعد، مرض بھی دوبارہ واپس نہ آیا۔ دل، پھیپھڑے، معدہ، غرض ہر عضو درست کام کر رہا تھا۔

علاج کے اس معجزہ کی وجہ صرف یہ تھی کہ دوا علاج بالمثل کے اصول کے عین مطابق تجویز کی گئی تھی۔ ہانیمن کی جانب سے اس اصول کی دریافت کے بعد ایسے معجزوں سے ہومیو لٹریچر بھرا پڑا ہے۔ ہانیمن کے اصول کی پیروی کرنے والے آج بھی ایسے معجزے تخلیق کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

یہ علاج اتفاقیہ نہیں بلکہ دلیل سے ہر مرحلہ واضح کیا جا سکتا ہے۔

(12)

اسی طرح کا ایک اور کیس۔

اس کیس میں شدت اتنی زیادہ نہیں مگر کیس بالکل ہو بہو ہے۔

ایک بوڑھی خاتون، مرطوب موسم کی زد میں آ کر پراسرار بیماری میں مبتلا ہو گئی۔ ٹمپریچر ہفتوں تک کم نہیں ہوتا تھا۔ اسے ہسپتال بھیج دیا گیا۔

مختلف ٹیسٹ لئے گئے۔ خون، تھوک، بلغم، بسمتھ ٹیسٹ، ایکسرے وغیرہ۔ مگر بیماری کا کوئی سبب معلوم نہ ہو سکا۔ ٹی بی، کینسر، غرض کوئی سبب نہیں تھا مگر اونچے درجے کا بخار پانچ ماہ سے چلا آ رہا تھا۔ مریض دن بدن کمزور سے کمزور ہو رہا تھا۔

ہیضہ، چائے کے بعد درد، پھل لینے کے قابل نہ رہی۔

سلفیم 30x تجویز کی گئی۔ فوری طور پر خوش کن اثرات مرتب ہوئے۔ اس دوا کی متعدد خوراکوں کے بعد سلفر دی گئی۔ ٹمپریچر گر گیا اور پراسرار بیماری ختم ہو گئی۔ تحقیق پر پتہ چلا کہ اسے

بازوؤں، کندھوں اور گردن کے جوڑوں کے درد رہے۔ مگر کسی نے توجہ نہ دی۔ میرا خیال ہے کہ جوڑوں کا بخار تھا۔ جو مناسب مطلوبہ دوائی سے ختم ہو گیا۔

اب ہم حاد قسم کے جوڑوں کے بخار کو چھوڑ کر زیادہ مزمن قسم کے عضلاتی بخار کی جانب پلٹتے ہیں۔

(13)

میں اپنے حافظے پر زور دے رہا ہوں۔

ایک معمر پنشنر اپنے پوتے کو ڈسپنسری میں لے کر آیا۔ اسے دل کا عارضہ تھا۔ یہ بزرگ خود بہت ناتواں تھا۔ دو ہفتوں تک وہ ظاہر نہ ہوا۔ پھر آیا تو اس کی حالت قابل رحم تھی۔ وہ گھسیٹتا ہوا آیا۔ کرسیوں اور میز کے اوپر سہارا لیتے ہوئے اندر بہت ہی مشکل سے لڑکھڑاتا ہوا آیا۔ اس کا جسم دوہرا ہو کر زیڈ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ تکونیہ ہڈی میں درد تھا جو کہ چوتڑ تک جا رہا تھا۔ جب وہ چلتا تو بہت زیادہ تکلیف دہ ہو جاتی۔ بیٹھنے کے بعد کھڑا ہونا قریبا ناممکن تھا۔ میں دیکھتے ہی یقینی دوا تک پہنچ گیا...... ایسکولس ہپوکاسٹینم 6x طاقت میں چار چار گھنٹے بعد ایک ایک خوراک۔

اگلے ہفتے وہ مسکراتی ہوئی آئی۔ اس کی دوہری کمر سیدھی ہو چکی تھی۔ سختی اور درد کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

کیا علاج کے اس طرح کے نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ مریضہ کی عمر 80 سال تھی۔

کیا میں نے اپنا کیس ثابت کر دیا ہے؟

کیا مفاصلی عوارض ہومیوپیتھی کے ذریعے سے قابل علاج ہیں۔ میں نے چند ایک کیس بغیر تردد اور چھانٹ کے پیش کر دیئے ہیں۔

پیچیدہ کیس جج کے سامنے چیمبر میں پیش کئے جاتے ہیں۔ بہت سے وکلا بے شمار کتابوں کے ساتھ پیش ہوتے ہیں اور زیر بحث نکات ثابت کرتے ہیں۔ ہومیو پیتھ معالجوں کے پاس بھی بہت سی کتابیں ہیں۔ انہوں نے دو سو سال میں مفاصلی امراض اور دیگر امراض کے علاج میں بہت کچھ عملا ثابت کیا ہے۔ پروفیسر کینٹ کو کون نہیں جانتا۔ انہوں نے بڑی ضخیم کتابیں تحریر کی ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر جان کلارک نے اپنی بہت سی مثالیں بیان کی ہیں۔ اس میں انہوں نے مفاصلی امراض کے علاج میں خاص ترکیب پر زور دیا ہے۔ انہوں نے مثالوں میں سلسلہ پر سلسلہ قائم کیا ہے۔ اس طرح کیرول ڈنہم، پروفیسر فیرنگٹن، بونن گھاسن اور دوسری امریکی، جرمن فرانسیسی اور برطانوی مصنفین ہیں۔ پرانی اور ضخیم کتابیں موجود ہیں۔ یہ فن کے لحاظ سے سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ وہ

سب مر چکے ہیں مگر کتابوں میں وہ آج بھی زندہ ہیں۔ مزید برآں آج بھی ایسے معالج زندہ ہیں جوان اساتذہ فن کے نقوش پا پر چل کر جوڑوں ہی کے نہیں بلکہ ہر طرح کے امراض میں کارنامے انجام دے رہے ہیں۔

ہومیوپیتھی زندہ ہے۔ پوری طرح زندہ ہے۔ یہ مفاصلی امراض میں علاج کر سکتی ہے۔ اس نے ماضی میں بھی ان عوارض کا علاج کیا، آج بھی کر رہی اور آئندہ بھی کرتی رہے گی۔

(XXI)

گنٹھیا کا علاج ...... ایک مثال

جنوری کے شروع میں، ایک غریب خاتون اپنے چھوٹے سے بچے کو لے کر آئی۔ وہ معمولی تکلیف میں تھا۔ اصل مریض تو وہ خود تھی۔ وہ گھسٹتی ہوئی آئی۔ وہ قریباً جھکی ہوئی دو چھڑیوں کے سہارے۔

''آپ کے اپنے ساتھ کیا معاملہ ہے؟''۔

میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اس نے جواب میں کہا:

''مجھے گنٹھیا ہے۔ ہسپتال کے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ لاعلاج ہے۔ برقی علاج سے افاقہ ہو سکتا ہے۔ مگر میرے پاس ہسپتال میں رہنے کے لئے وقت نہیں، اس لئے میں ایسی حالت ہی میں گزارا کر رہی ہوں''۔

میں نے متاثرہ حصے دیکھے۔ دونوں گھٹنے سوجھے ہوئے تھے۔ وہ سرخی مائل اور سخت تھے۔ دونوں جوڑوں میں کافی شدید تکلیف تھی۔ مگر مجھے ہسپتال والوں سے اتفاق نہیں تھا۔

میں نے بظاہر بے معنی سوال کئے۔ جن سے حسب ذیل کیفیات سامنے آئیں۔

پانچ ماہ قبل دائیں گھٹنے میں تکلیف شروع ہوئی، پھر بائیں گھٹنے پر حملہ ہوا۔ بعد دوپہر تکلیف میں شدت آجاتی۔ وہ زود رنج ہونے کے بجائے انتہائی متحمل مزاج تھی۔ مجھے کافی محنت کرنا تھی۔ ابتدائی طور پر میں مطمئن تھا کہ لائیکوپوڈیم دی جانی چاہیئے۔ میں نے اسے اس دوا کی ایک خورک دے کر ایک ہفتہ کے بعد آنے کے لئے کہا۔ غذا کے بارے میں کوئی ہدایت نہ دی۔

مریضہ کئی ہفتے تک نہ آئی۔ اتفاق سے میرے سٹاف نے اسے چھ ہفتے بعد دیکھا تو وہ چھڑیوں کے بغیر تھی۔

''آپ کو پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی''۔

میرے سٹاف ممبر نے پوچھا:

''آپ تو بہت بہتر ہیں؟ کافی سیدھا ہو کر چل رہی ہیں اور کوئی سہارا بھی نہیں لے رہی؟''۔

اس نے جواب میں کہا: ''میں بالکل ٹھیک چل سکتی ہوں۔ مگر گھٹنوں میں درد ابھی ہے''۔

مزید معائنہ پر معلوم ہوا کہ گھٹنے کا سائز بالکل معمول پر آ چکا تھا۔ سوزش ختم ہو گئی تھی۔ معمولی سی سختی باقی تھی۔ اسے یقین دلایا گیا کہ اسے مناسب رفتار اور انداز میں افاقہ ہو رہا ہے۔

مزید ایک خوراک لائیکو پوڈیم 30x دی گئی۔

وہ بہت پرجوش تھی، بار بار کہہ رہی تھی:

''ہسپتال کے ڈاکٹر تو کہتے تھے کہ میں ٹھیک نہیں ہو سکتی''۔

''وہ میرے لئے مزید کچھ نہیں کر سکتے''۔

مزید چند ہفتوں کے علاج کے بعد باقی تکلیف بھی ختم ہو جائے گی۔ چونکہ ہڈیوں کی شکل میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ تکلیف بھی کوئی زیادہ پرانی نہیں تھی۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ اس کے باوجود اسے لاعلاج قرار دیا گیا۔

ہومیو علاج شروع کرنے کے بعد دو دن کے اندر اس نے چھڑیاں پھینک دیں۔ اب وہ بغیر کسی سہارے کے چل سکتی تھی۔

یقینی طور پر یہ موقعہ لمحہ فکریہ ہے۔ ہومیوپیتھی کے طالب علم کو اپنے فن کی افادیت پر اعتماد ہونا چاہیے۔

اس کیس سے بھی واضح ہے کہ مریض کی اپنی جانب سے کسی کوشش کے بغیر، معمولی سی کاوش سے صحت کا معجزہ رونما ہوا۔

(XXII)

فسٹ ایڈ

انتہائی احتیاط کے ساتھ ٹریفک قواعد کی پوری پابندی کے باوجود حادثات سے زخمی ہونے کے امکانات موجود رہتے ہیں۔اس کے علاوہ گر کو چوٹ بھی لگ سکتی ہے۔

علاج بالمثل کے اصول پر حیرانی اور تعجب کے اظہار کرنے والا ہر شخص ہومیوپیتھی کو آزما سکتا ہے۔

مروجہ علاج میں زخموں پر آئیوڈین لگائی جاتی ہے۔تا کہ زخم خراب اور بیکٹیرائی سوزش نہ ہو۔اگر چوٹ زیادہ شدید ہو جو صدمے کا باعث بھی ہو تو مارفیا کا انجکشن دیا جاتا ہے۔اس سے درد ختم ہو جاتا ہے اور صدمہ کو روکا جاتا ہے۔ ہومیوپیتھی ایسی صورت حال میں بہتر اور زیادہ خوشگوار متبادل پیش کرتا ہے۔ یہاں مارفیا دے کر انتظار نہیں کرنا پڑتا، نہ ہی آئیوڈین کی ضرورت ہو گی، جس سے حساس جلد بری طرح جھلس سکتی ہے۔

ہومیوپیتھی میں آرنیکا کا ہلکا محلول لگایا جاتا ہے۔ یہ دوائی پوٹینسی کی شکل میں کھانے کے لئے بھی دی جاتی ہے۔ 3x طاقت آزما کر دیکھیں اس کے حیران کن اثرات سامنے آئیں گے۔ درد فوری طور پر ختم ہو جائے گی۔ بعض لوگوں کو اس دوائی کا زود اثر دیکھ کر شبہ ہوا کہ شاید مارفیا دی گئی ہے۔مارفیا کے عادی مریضوں کو درد کے ساتھ ساتھ مارفیا کی عادت بھی چھوٹ سکتی ہے۔

ہومیوادویات کے دوائیہ اثرات کو شک کی نگاہ سے دیکھنے والے کہتے اور کہتے رہیں گے کہ آرنیکا میں کوئی اثر نہیں۔ان کے نزدیک یہ تو چوٹ زدہ جلد پر محض ٹھنڈے پانی کا اثر ہے۔دوا کی کوئی حقیقت نہیں۔جس قدر بھی افاقہ ہے وہ ٹھنڈے پانی کی وجہ سے ہے۔

شک کرنے والے شک میں رہیں، میں اس کے درد کش اثرات سے بخوبی آگاہ ہوں۔ یہ اثرات میں نے اپنے آپ پر بھی دیکھے ہیں اور دوسروں پر بھی۔

(1)

ایک بوڑھا پنشنر، ایک شام دیر تک پبلک ہاؤس میں وقت گزاری کے بعد واپس ہوا۔ وہ راستے میں اپنی پوری آواز کے ساتھ گاتا ہوا جا رہا تھا۔ گانے میں انہماک اتنا تھا کہ اسے دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہیں تھی۔ اچانک گر پڑا۔ بے ہوشی کی حالت میں پھٹے ہوئے سر کے ساتھ میرے گھر لایا گیا۔ اس کی بے ہوشی کی وجہ الکوحل تھی یا دماغی چوٹ، اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ میں نے

اس سوال کو نظر انداز کر دیا۔ زخم صاف کیا، چار ٹانکے لگا دیئے۔ اس کا بیٹا ایمبولینس ڈرائیور تھا۔ وہ اپنے باپ کی دماغی چوٹ کی وجہ سے پریشان ہوا۔ میں نے آرنیکا کی ایک خوراک دی اور ایمبولینس کی کاروباری افادیت پر گفتگو کرنے لگا۔ ابھی پانچ منٹ نہیں گزرے تھے کہ بوڑھے شخص نے جنبش لی اور آنکھ کھول کر مجھ سے پوچھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔

آرنیکا نے وہ کام کیا جو انجکشن لگانے زخموں کی سلائی، پٹی بستر میں لٹانے سے بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ آرنیکا سے وہ ہوش میں آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی نبض مضبوط تھی اور زیادہ باقاعدہ تھی۔ اسے اپنے اہل خانہ کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی گئی۔

اسے چار چار گھنٹے بعد آرنیکا کی ایک ایک خوراک لینے کی ہدایت کی گئی۔

اگلی صبح بوڑھا شخص بالکل ہشاش بشاش تھا۔ اس نے میرا باقاعدہ استقبال کیا۔ اس عرصہ میں کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ چند روز بعد ٹانکے کھول دیئے گئے اور مریض صحت یاب تھا۔

میں اپنے بعض تجربات بیان کرنا چاہتا ہوں۔

(2)

ایک بار گھر میں تعمیری کام کے دوران گرنے سے میری ایک انگلی بری طرح کچلی گئی۔ تکلیف بہت شدید تھی، میرے چہرے پر سے ٹھنڈا پسینہ بہنے لگا، سبز رنگت عود کر آئی۔ قریب قریب بیہوشی کی کیفیت تھی۔ ہاتھ پر ٹھنڈا پانی گرایا مگر درد کی شدت برقرار رہی۔ میں نے انگلی کو آرنیکا لوشن میں ڈبو دیا اور آرنیکا **30x** تھوڑی تھوڑی دیر بعد لینا شروع کر دی۔ جلد ہی افاقہ شروع ہو گیا۔ ٹھنڈے پسینے اور درد ختم ہو گئی۔ میں نے آرنیکا کی پٹی باندھ لی اور ہر چار گھنٹے بعد آرنیکا **30x** لیتا رہا۔ دوبارہ درد کی شکایت نہ ہوئی۔ اگرچہ ناخن سیاہ اور نیلا ہو چکا تھا اور ناخن کی یہ کیفیت کئی روز تک رہی مگر ناخن ضائع ہونے سے بچ گیا۔

(3)

ایک اور موقعہ پر میں پھسل گیا تو نیچے پتھریلی دیوار تھی۔ میرے سر پر چوٹ آئی۔ دن کے وقت تارے دکھائی دیئے۔ بدحواشی کی حالت کافی دیر تک رہی۔ پون گھنٹہ میں گھر پہنچا تو میری کھوپڑی پر انڈے کے برابر سوزش بن چکی تھی۔ اس پر پھولی ہوئی رگیں نمایاں تھیں۔ سر میں انتہائی وحشت ناک درد تھا۔ میں نے آیوڈین نہیں لگایا...... صرف آرنیکا کی خوراک لی اور سوجن کو دیکھتا رہا۔ ایک گھنٹہ کے بعد یہ ختم ہو گئی۔ صبح کے وقت تو اس کا نشان بھی نہیں تھا۔

(4)

ہر قسم کے حادثات میں آرنیکا کارآمد ہے۔ ہڈیوں کا ٹوٹنا، جوڑوں کا اپنی جگہ سے ہل

جانا، موٹر کار کے حادثات میں آرنیکا سے فوری افاقہ ہوتا ہے۔ البتہ احتیاط کے طور پر یاد رکھیں کہ آرنیکا مدر ٹنکچر کٹی پھٹی جلد پر نہ لگائیں۔ ایسی صورت میں کیلنڈولا مناسب ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آرنیکا جلد کو پھاڑتی ہے۔

ڈاکٹر پٹیر یائی ہومیوپیتھی کی افادیت کے زبردست مداح تھے۔ انہوں نے اس فن کے فروغ کے لئے مشنری جذبے سے کام کیا۔ زمانہ جنگ میں انہوں نے محاذ پر قائم ہسپتالوں میں زخموں پر پٹی کے لئے کیلنڈولا کا استعمال پورے تواتر سے کیا۔ اس کے اثرات اتنے صاف ستھرے تھے کہ زخمیوں اور ہسپتالوں کا مخصوص بدبودار ماحول ختم ہی نہ ہوا بلکہ مریض بھی جلد صحت یاب ہو کر فارغ ہوئے۔ خراب سے خراب زخم بھی تھوڑے سے وقت میں ٹھیک ہو جاتا۔ یہاں تک کہ گیس سے پیدا شدہ گینگرین کے مریض ہلاکت سے بچ گئے۔

یہ سب کچھ کیلنڈولا اور علامات کے مطابق مطلوبہ دوا کے شفائیہ اثرات کے تحت تھا۔

زخموں کو درست کرنے کے لئے کسی طرح کی جراثیم کش دوا کی کوئی ضرورت نہیں۔

ڈاکٹر ہانیمین کے ایک دوست ڈاکٹر فرنیزی نے کیلنڈولا کی خوراکیں تسلسل سے لیں۔ اس سے ایک پرانے صحت شدہ زخم کے داغ پر اتنا اثر ہوا کہ وہ دکھنے لگا اور اس میں پیپ پڑنے کا خطرہ ہو گیا۔ اس سے ڈاکٹر فرنیزی نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بڑی مقدار میں کیلنڈولا پیپ پیدا کرتی ہے لہٰذا یہ دوا قلیل مقدار میں پیپ کا علاج ہے۔

جنگ کے دوران ڈاکٹر پٹیر ائی کو زخموں کے علاج میں کیلنڈولا کے استعمال کی وجہ سے ہی بے حد کامیابی ہوئی۔

میں نے ولادت کے مرحلہ میں پھٹے ہوئے زخم کے لئے کینڈولا کو ہمیشہ استعمال کیا ہے اور مجھے کبھی علاج میں مایوسی نہیں ہوئی۔ کیلنڈولا کے استعمال سے صحت شدہ زخم کی جلد بے حد صاف ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ زخم درست ہونے میں وقت بھی کم لگتا ہے۔ یہ دوا تیز ترین جراثیم کش ادویہ سے کہیں زیادہ موثر ہے۔ اس کے استعمال سے ٹمپریچر بھی نہیں بڑھتا۔

میں کیلنڈولا، آرنیکا اور ہائپرکم کا لوشن، چوٹ سادہ زخم اور پیپ دار زخموں میں اعتماد سے استعمال کرتا ہوں۔ مجھے روائتی کاربالک اور دوسرے جراثیم کش ادویہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ایک امریکی سرجن کالی ٹان نے ''ہومیوپیتھی دوا اور جراحت'' کے موضوع پر ایک شاندار کتاب تحریر کی ہے۔ میرے لئے یہ کتاب ولادت کے مرحلہ میں کیلنڈولا کے استعمال میں سند کی

لیسول کے لوشنز سے پیدا ہونے والے مسائل سے بچنا کتنا اہم اور مفید ہے۔

ابتدائی طبی امداد میں آرنیکا اور ہائپریکم کے لوشنز بیرونی استعمال کے لئے بہت مفید ہیں۔ پوٹینسی کی شکل میں آرنیکا صدمے اور نڈھال مریض کے لئے فوری اثر رکھتی ہے۔

زخموں میں یہ ادویہ جانوروں میں بھی برابر کا اثر رکھتی ہیں۔ چار دن کے پلوں کی دم کاٹنے کے بعد زخم پر کیلنڈولا لگانا کافی رہا۔

جراثیم کش ادویہ کا استعمال بے کار بلکہ مضر ہے۔ زخم کو آلودگی سے بچائیں۔ صفائی کا پورا اہتمام کریں اور جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ ہومیولوشن لگانے اور پوٹینسی کی شکل میں مطلوبہ ہومیو ادویہ آرنیکا وغیرہ کو کام میں لائیں۔ علاج بالمثل اپنی صداقت ثابت کر دے گا۔

(XXIII)

فسٹ ایڈ اور پریکٹس

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تجربہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ نتیجتاً امراض کو روکنے کی افادیت بڑھ رہی ہے۔ خاص طور پر حادثات اور زخموں میں۔ معذوری کے ایام کم اور غیر ضروری تکلیف سے بچا جا سکتا ہے۔ اگر مناسب ہومیو ادویہ کا علم ہو اور ان دواؤں کو استعمال کیا جائے۔ خوب آزمائی ہوئی نباتاتی لوشن، ٹنکچرز اور مرہموں کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔

بعض ذاتی تجربات مختلف ہو سکتے ہیں۔ مگر عام اصولوں پر فرق نہیں پڑتا۔ یہ بات اس زمانے کی ہے جب میں ایک پبلک ہیلتھ کے ادارے میں کام کرتا تھا۔ ہومیو ادویات کا استعمال میرا معمول تھا۔ زخموں میں لگانے اور کھلانے دونوں صورتوں میں ان ادویات سے زیادہ موثر طور پر کام لیتا۔ مگر سٹاف کے لوگ ہومیو ادویات کے بارے میں تعصب کی بناء پر میری ہدایات پر عمل کرنے کے بجائے عدم تعاون سے کام لیتے۔ وہ وزٹنگ فزیشنز کی ہدایات کو اہمیت دیتے۔ البتہ سرجن یا فزیشن اگر اپنی ہدایات پر عمل درآمد کی آخر تک نگرانی کرتا تو بات دوسری تھی۔ ایسی صورت میں سٹاف والوں کا تعصب اور ذہنی میلان کام نہ دیتا۔ اس طرح میں نے بڑی محنت سے اپنے ارادے کے مطابق کام کرنے کا اہتمام کر رکھا تھا۔

انہی دنوں جنگ کا زمانہ آ گیا۔

ہسپتالوں کے سٹاف تبدیل ہو گئے۔ پہلے پہل تو میرا کام بیک جنبش قلم بکھر گیا۔ نوجوان محفوظ علاقوں میں بھیج دیئے گئے۔ یہ علاقے بظاہر محفوظ تھے مگر حقیقت میں سٹاف کے لوگ گنجان آباد شہروں سے دیہات میں بھیج دیئے گئے۔ یہاں چادر اور چار دیواری کا کوئی تحفظ نہیں تھا۔ پھر یہ لوگ اپنی منشا کے خلاف ہنگامی صورت حال میں بھیجے گئے۔ نئی صورت حال میں ڈاکٹروں، وکلا اور دوسرے پیشوں کے لوگوں کے لئے کوئی کام نہ رہا۔ سمجھ دار لوگ اتنا تو کرتے کہ اپنے بچوں کو اپنے ساتھ ہی رکھتے۔ حالانکہ شاہی احکامات کی روح کچھ اور تھی۔ ان کے پیش نظر گنجان آباد شہروں پر بمباری کا اندیشہ تھا۔ مگر جب ایسا موقعہ آیا تو دیہات اور شہروں پر بمباری میں کوئی امتیاز نہ رہا۔ چند ماہ سکولوں کی بندش کے بعد محکمہ تعلیم والے سکول کھولنے پر مجبور ہو گئے۔ وجہ یہ تھی کہ بچے سارا دن گلیوں میں بھاگتے پھرتے تھے۔ اسی طرح کچھ صحت کے مراکز بھی کھول دیئے گئے۔ اب نئی صورت میں ہمارے کلینک کے سٹاف میں صرف ایک ہی تربیت یافتہ نرس اور نگران تھا۔ حالت

جنگ میں یہ بھی غنیمت تھا۔ نرس بہت مستعد اور ذمہ دار تھی۔ وہ دی گئی ہدایات پر پوری توجہ سے عمل کرتی اور اپنے کام میں محنت اور لگن کا مظاہرہ کرتی۔ میرے لئے خوش دلانہ تعاون کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ ہم نے جراثیم کش ادویات اٹھا کر پھینک دیں اور نباتاتی لوشنز استعمال کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اگر کسی موقعہ پر نباتاتی لوشنز کام نہ کرتے تو ہم مروجہ ادویہ استعمال کر لینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر ہمیں ان کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ ساڑھے چار سال کے اس تجربہ سے ثابت ہوا کہ ہومیوپیتھک طریقہ زیادہ تیز اثر، صاف، بلا تکلیف، غرض ہر لحاظ سے اطمینان کا باعث ہے۔ مقابلہ پر مروجہ طریقہ علاج کافی وقت اور آزار طلب ہے۔

ایسے کیس جن میں پہلے ہفتے لگ جاتے تھے اب دنوں میں ٹھیک ہونے لگے۔ جب زخمی بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو سٹاف میں اضافہ ہوا۔ اس طرح بہت سی نرسیں ہومیوادویات اور طریقہ علاج کی برتری کی قائل ہوگئیں۔

بچے ہمارے طریقہ علاج کے زیادہ شائق تھے۔ اگر ان کو میٹھی گولیاں نہ دی جاتیں تو وہ کچھ مایوس سے ہو جاتے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو گروہ در گروہ لے کر آتے۔ یہ تجربہ میری توقع کے عین مطابق بہت کامیاب رہا۔

جونہی کوئی بچہ چوٹ یا زخم کی صورت میں لایا جاتا تو آتے ہی آرنیکا دی جاتی۔ اس میں چوٹ کی نوعیت کچھ ہی ہوتی۔ چوٹ، موچ، کھچاؤ، رگڑ، یا زیادہ شدید چوٹ، درد اور صدمہ کے لئے آرنیکا لازم تھی۔ چوٹ کی شدت میں آرنیکا ہر آدھ گھنٹے بعد بھی دی جاتی البتہ درد کم ہو جانے پر دن میں اس کی ایک خوراک بھی کافی تھی۔ اسی طرح عمومی صحت میں ایک آدھ خوراک ہی کافی رہتی۔ درد اور صدمے کا دورانیہ بہت کم رہا۔ ہمارے علاج کے نتائج بڑے حیران کن تھے۔

آرنیکا مدر ٹنکچر 1:25 کے تناسب سے تیار کردہ محلول پٹی کیلئے استعمال کیا جاتا۔ ایک بات کا خیال کیا جاتا کہ کٹے پھٹے زخم میں آرنیکا لوشن نہ لگایا جاتا کیوں کہ یہ لوشن جلد کو کاٹتا ہے اور جلد پر زہر باد کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کٹے پھٹے زخموں میں کیلنڈولا لوشن 1:25 استعمال کیا جاتا۔ اس سے زخم زیادہ تیزی سے ٹھیک ہو جاتا۔ یہ لوشن زخم کو گلنے اور سڑنے سے بچاتا۔ البتہ کئی بار ایسا ہوا کہ زخمی بچوں کے وہ والدین جو فسٹ ایڈ کا زیادہ علم نہیں رکھتے تھے وہ پٹی اتار کر مروجہ تیز اور جراثیم کش دوائیں شروع کر دیتے۔ اس طرح زخم خراب ہی ہوئے۔ ایسے ہرفن مولا قسم کے لوگوں کے ہاتھوں مجھے کئی بار بڑی پریشانی اٹھانا پڑی۔ میں ایک بار پھر واضح کرتا ہوں کہ ہمیں انٹی ٹیٹنس انجکشن لگانے پڑے اور نہ ہی آئیوڈین، لیسول یا اس قسم کی تیز اور جراثیم کش ادویہ کی کبھی ضرورت ہوئی۔ ہم کئی بار لوشن بنانے کے لئے پانی ابالے بغیر ہی استعمال کر لیتے۔ چند قطرے

آرنیکا، ہائی پیرکیم، کیلنڈولا پانی میں ملا لیتے۔ اگر زخم پہلے ہی گلا ہوا ہوتا تو ہائی پرکیم لوشن کام میں لایا جاتا۔ وہ ضلع جس میں ہم نے کام کیا وہ شدید بمباری کا نشانہ بنا۔ ملبا، گرد، روڑے، کچرا، اینٹیں، پتھر اور بارود سے آلودگی بے انتہا تھی۔ یہ حالت ٹیٹنس پھیلانے کے لئے بہت ساز گار تھی مگر ہمارے ان لوشنز کے استعمال سے کوئی ایک کیس بھی ٹیٹنس کا ہوا اور نہ ہی کوئی زخم خراب ہوا۔ حالانکہ زخمی بچے اس آلودہ ماحول میں ذرا بھی احتیاط نہیں کرتے تھے۔

اگر وہ زخمی ہوتے ہی آجاتے تو کبھی زخم خراب نہ ہوتا۔ زخم کو ہائپرکم کا لوشن لگاتے اور کھانے کے لئے پوٹینسی کی شکل میں دوائی تیزی سے شفا دیتی۔ یہاں تک کہ آنکھ جیسی نازک جگہ کے قریب چوٹ کیلنڈولا کی پٹی اور آرنیکا کے استعمال سے چند دنوں میں ٹھیک ہو جاتی۔ ایک مریض آیا تو چوٹ اور سوزش سے اس کی آنکھ بالکل بند ہو چکی تھی۔ مگر چندروزہ علاج سے ایسی شفا ہوئی کہ بعد میں موتیا بند کی صورت بھی نہ ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ موتیا کو روکنے کی صورت بھی پیدا ہو گئی۔ میرا ایک کارکن قریبی ہسپتال میں بھی کام کرتا ہے۔ اس نے بتایا کہ مروجہ علاج سے مختلف قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن میں موتیا بھی شامل ہے۔ میرے سٹاف کے ایک ممبر کی آنکھ میں شدید سوزش ہوگئی۔ چند گھنٹوں میں آرنیکا نے سوزش صاف کر دی، اس طرح کہ نشان تک باقی نہ رہا۔ اب اگر جلد کے اوپر والے حصے میں سوزش ہو یا آنکھ کے اندر کسی بھی حصہ میں ہمارے علاج کے بعد موتیا بند کا کوئی امکان نہیں۔ میں نے مہینوں تک آنکھوں کا اسی طرح علاج کیا ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے ہاں ہڈیوں کی توڑ پھوڑ کے علاج کی سہولت نہیں۔ ایکسرے آپریٹس جو کہ تشخیص کے لئے ضروری ہے۔ ایسے کیسوں کو آرنیکا کی ابتدائی خوراک دے کر ہسپتال بھیج دیا جاتا ہے۔ اندرونی خوراک کا مقصد صدمہ اور درد دور کرنا ہے۔

خون کے بہاؤ کو کم کرنے کے لئے صابن اور پانی کا مساج کیا جاتا ہے۔ پھر فکسنگ آپریٹس، چپٹیاں اور پٹیاں باندھ کر روشنی اور الٹراوائیولٹ شعاعوں سے شفا کا عمل جلدی مکمل ہو جاتا ہے۔ ٹمپریچر معمول پر رہتا ہے۔ مریض خوب سوتا ہے، صدمہ اور درد کے لئے آرنیکا کی خوراکیں کافی ہوتی ہیں۔ کہنی کے ابھار کے متفرق فریکچر میں میں نے اس طریقہ سے علاج میں چار ہفتے میں مکمل شفا حاصل کی۔ مارفیا کی کبھی ضرورت نہیں ہوئی۔

موچ اور جوڑوں کے اترنے میں صابن اور پانی کے مساج کے بعد آرنیکا مقامی طور پر لگائی جاتی ہے اور پوٹینسی کی صورت میں اسے کھانے کے لئے دیا جاتا ہے۔ اس کی چار چار گھنٹے بعد خوراک دی جاتی ہے۔ ایک بار ٹخنے کی موچ میں گوشت پھٹ چکا تھا۔ ایک ہفتے کے اندر مریض بالکل صحیح طور پر چل سکتا تھا۔ بعض اوقات معمولی کیسوں میں صحت یابی بہت جلد ہو جاتی

ہے۔ اگر رگڑ اور خراش دو دن تک درست نہ ہو آرنیکا بند کر کے لیڈم دی جائے تو تین تا پانچ دن تک زخم ٹھیک ہو جائیں گے۔

ایک بچے نے چلتی ہوئی گاڑی سے پلیٹ فارم پر چھلانگ لگا دی۔ اسکی پاؤں کی ہڈی پر چوٹ لگی۔ تین دن کے بعد ایک ایکسرے کے ذریعے فریکچر معلوم ہوا۔ والدین نے آرنیکا بیرونی اور اندرونی طور پر استعمال کرائی۔ مقامی ڈاکٹر نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور سیسے کا لوشن تجویز کیا۔ مجھے ٹیلیفون پر پوچھا گیا تو میں نے لیڈم 6x چار چار گھنٹے بعد لینے کی ہدایت کی۔ دو دن بعد جب پٹی اتاری گئی تو جنرل فزیشن نے ایکسرا دیکھا تو حیرانی کا اظہار کیا۔ سوجن اور پاؤں کی بدہیئت، رنگ کی خرابی اور درد سب کچھ ختم تھا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ اتنی تیزی سے صحت یاب ہو گئے ہیں۔

ایک نوجوان کاشت کے لئے زمین کی تیاری میں دوشاخ سے کام کر رہا تھا۔ اچانک دو شاخہ اس کی آنکھ پر لگا۔ سوجن سے اس کی آنکھ بند ہو گئی۔ اسے شدید صدمہ ہوا۔ اس کے ایک عزیز نے فوری طور پر آرنیکا کھانے کے لئے دی اور مجھے فون کیا۔ میں نے لیڈم پوٹینسی کی صورت میں اور کیلنڈولا لوشن بیرونی طور پر لگانے کے لئے کہا اور آرام کی ہدایت کی۔ وہ چھتیس گھنٹے میں بالکل ٹھیک تھا۔ زخم مندمل ہو گیا۔ کوئی نشان بھی نہ رہا۔ اے ٹیٹنس ہوا اور نہ ہی کوئی انٹی ٹیٹنس دینے کی ضرورت ہوئی۔ حالانکہ دوشاخہ انتہائی آلودہ تھا اور کھاد زدہ اراضی میں جراثیم کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔

جبڑے کی بندش روکنے کے لیے پرانے ہومیو معالج لیڈم تجویز کرتے ہیں۔ بعض ہومیو پیتھ جو اپنے فن پر اعتماد میں کمی کے شکار ہیں، مروجہ سیال انٹ ٹیٹنس تجویز کرتے ہیں۔ مگر ایسا کیوں ہے؟ اپنی پوٹینسیوں اور ادویہ پر یقین رکھیں۔ جراثیم ساٹھ ستر سال پہلے کی طرح اب اتنے طاقتور نہیں رہے۔ آج ایسے جراثیم کے مقابلے پر اصولی زیادہ قوی اور موثر ثابت ہو رہے ہیں۔

اگر جلد کٹی یا پھٹی ہو اور زخم گہرے بھی ہوں اور نیچے کے سیل تک متاثر ہوں تو دو یا تین خوراکیں ابتدائی صدمہ کے دینے کے بعد ہائپریکم کا لوشن 1:10 کے تناسب سے پٹی کے لیے استعمال کریں۔ بعدازاں یہ تناسب 1:15 کر دیا جائے۔

بار بار پٹی بدلنے کی ضرورت نہیں۔ اسے لوشن کی مدد سے گیلا رکھیں۔ زخم کے گلنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوگا۔ چند گھنٹوں میں سوزش ختم ہو جائے گی۔ اور کٹا پھٹا حصہ چندروز میں مندمل ہو جائے گا۔

میرا تجربہ ہے کہ کٹے پھٹے زخم میں ہائپریکم کے ذریعے تیزی سے صحت ہو جاتی ہے۔

مروجہ جراحتی طریقہ علاج کو بے پناہ تقدس حاصل ہے۔ میں نے اسے بھی برسوں استعمال کیا۔ مگر اس سے زخموں کے ٹھیک ہونے میں ہفتوں لگتے ہیں۔

مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ روسی فوج کے سرجن جدید ترین ڈریسنگ سنٹر میں ہومیوپیتھک ادویہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کے ہاں صحت یابی کی شرح غیر معمولی طور پر بہتر ہے۔ مریض ہفتوں کے بجائے دنوں میں واپس میدان جنگ میں آ جاتا ہے۔ ہومیو علاج اتنا سادہ، درد سے پاک اور نتائج کے لحاظ سے اتنا زود اثر اور جدید ادویہ سلفونا مائیڈ اور پنسلین سے زیادہ موثر اور ان کے ممکنہ نفی اثرات سے پاک ہے کہ بعض سرجن تو سلفونا مائیڈ کے استعمال کے خلاف خبردار کرنے لگے ہیں۔ دیکھئے پنسلین کے استعمال کے بارے میں تنبیہ کب تک آتی ہے؟

جلے ہوئے زخموں میں ہومیوتھی طریقے بھی بہت کامیاب ہیں۔ اس طرح کے دوسرے درجے کے زخم میں آرنیکا یورنز 30-12 طاقت میں دیں۔ میں نے بے شمار دفعہ گھڑی رکھ کر اندازہ کیا کہ سات منٹ میں شدید ترین درد بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اگر درد پھر ہو تو دوائی کی ایک خوراک مزید کھلائی اور مقامی طور پر بھی 1:10 کے تناسب سے لگائیں۔ درد اور صدمہ ختم ہو جائے گا۔ شدید ترین زخموں میں بھی چند روز میں زخم مندمل ہو جائیں گے۔ کیلنڈولا اور ہائپریکم کے لوشن بظاہر بہت ہلکے لگتے ہیں مگر عملاً بہت موثر ہیں۔

تیسرے درجے کے جھلسے ہوئے زخموں کے لئے کاسٹیکم 6, 12, 30 استعمال کرتا ہوں۔ دواء کی تکرار ضرورت کے مطابق۔ اس طرح درد میں افاقہ تیزی سے ہوتا ہے۔ عام طور پر افاقہ سات منٹ کے اندر شروع ہو جاتا ہے۔ بیرونی استعمال کے لیے ہائپریکم لوشن لگایا جاتا ہے۔ پٹی غیر ضروری طور پر بدلنے کی ضرورت نہیں۔ اسے گیلا رکھا جانا ہی کافی ہے۔ مروجہ علاج کے مقابلے پر زخم بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔

ایک بچے کو سال دو پہلے دیکھا۔ اس کی دائیں ٹانگ اور پیٹ بری طرح جھلس گئی۔ دائیں ٹانگ پر اس کے والدین نے ٹائینک ایسڈ لگایا۔ پیٹ کے زخم کی جانب ان کا دھیان ہی نہ گیا۔ مجھے بلویا گیا تو میں نے ٹانگ کے زخم پر لگا ہوا ایسڈ رہنے دیا، البتہ پیٹ پر ہائپریکم لوشن لگایا۔ یہ زخم چوبیس گھنٹے میں ہی درست ہو گیا۔

درد کے خاتمے کے لئے کاسٹیکم 30x دی گئی۔ نتیجتاً چلاتا بچہ پرسکون ہو گیا۔ دس منٹ کے اندر ہی سکون کی نیند سو گیا۔ البتہ پیٹ کا زخم ستیاناس ہو گیا۔ اسے ٹھیک ہونے میں بہت دیر لگی۔

شدید ترین جھلسے ہوئے زخموں میں جب کہ ساتھ ہی گردے کی سوزش بھی ہو، پیشاب

کرتے ہوئے درد ہو اور مثانے سے خون آئے۔ مزاج میں بہت ابتری ہو کینتھرس 30,12,6 سے تکلیف موثر طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے زخم مقامی طور پر ٹھیک ہو جائیں گے اور وقت بھی کم لگے گا۔ جب کہ مروجہ طریقہ علاج میں وقت بہت لگے گا۔ دراصل کینتھرس ایسی صورت کے بالکل مشابہ ہے۔ یہ ایسی علامات پیدا کرتی ہیں۔ صحت مند شخص میں پیشاب میں درد، خون کی آمیزش پیدا ہوتی ہے۔ آپ خود آزمالیں، میں نے ذاتی طور پر آزمایا ہے۔ چنانچہ ان علامات کا علاج اس دوائی سے یقینی ہے۔

جھلسے ہوئے زخموں میں جہاں صدمہ شدید تر ہو وہاں موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ علاج کے ان ضوابط کو اختیار کیا جائے تو مریضوں کی زندگیوں کو بچایا جا سکتا ہے۔

ایک نرس کا چہرہ اور آنکھیں بری طرح جھلس گئیں۔ وہ لیسول کی بوتل کھول رہی تھی کہ دھماکہ سے چل گئی۔ ہائپریکم لوشن سے پٹی اور درد اور صدمہ کے لئے کاسٹیکم ہر گھنٹہ بعد دی گئی۔ افاقہ فوری شروع ہو گیا۔ اگلے روز وہ اپنی ڈیوٹی پر تھی۔ چہرے پر معمولی سرخی کے سوا کوئی نشان نہ تھا۔ آنکھوں میں خرابی کے آثار بھی موجود نہیں تھے۔

اسی طرح ایک برادر ڈاکٹر کا قصہ یاد ہے۔ وہ لیسول کی بوتل کھولتے ہوئے جھلس گیا۔ اس کا دایاں بازو شدید متاثر ہوا۔ وہ سخت صدمہ میں تھا۔ پندرہ روز سے رخصت پر تھا۔ میں نے اسکی حالت دیکھی تو بہت دکھ ہوا۔ مجھے مذکورہ بالا کیس فوراً یاد آ گیا۔ وجہ یہ تھی کہ اس کیس میں چند گھنٹوں میں افاقہ ہو گیا تھا۔ حالانکہ متاثرہ حصے زیادہ نازک تھے۔ جیسے آنکھیں اور چہرہ۔ یہاں ایلوپیتھی نے کتنا وقت برباد کیا۔

''میں یہاں یہ کہہ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ میں صرف ان باتوں کو دوسروں تک پہنچاتا ہوں جن کا میں عینی شاہد ہوں۔ میں سنی سنائی باتوں کو نہیں پھیلاتا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اسے ثابت کر سکتا ہوں۔ یہ افسانے نہیں حقائق ہیں''۔

گن پاؤڈر ایک انسدادی دوا

گن پاؤڈر کی تصویر، اور قلم ڈاکٹر کلارک کا، ملاحظہ فرمائیں۔

''گن پاؤڈر کی دریافت کیمسٹ راگر بیکن نے کی۔ بہت سی دوسری چیزوں کی طرح یہ ہلاکت کا ذریعہ بھی ہے اور شفا کا بھی''۔

یہ سلفر، کاربن، نائٹریا سالٹ پیٹر کا مرکب ہے۔ یہ انتہائی طاقتور اور موثر ہومیو دواؤں میں سے ہے۔ یہ دوائی شمالی امریکہ کے ہندوستانی باشندوں کے ہاں سانپ ڈسنے کا معروف علاج تھی۔

ہمارے فوجی پچھلی صدی سے اس دواء سے واقف ہیں۔ وہ اسے مختلف پیپ دار کیفیات میں کام میں لاتے۔ وہ اسے اصلی حالت میں گرم پانی میں ملا کر استعمال کرتے تھے۔

اس دوا کی کہانی اس طرح ہے کہ مشرقی انگلیا کے ریکٹر نے یہ بات نوٹ کی کہ جس موسم میں بھیڑوں کو پاؤں گلنے کا عارضہ لاحق ہوتا ہے چرواہے بھی اس مرض کے زہریلے اثرات کی زد میں آجاتے ہیں۔ ان کے بازو سوجھ جاتے ہیں، رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ انگلیوں سے لے کر کندھے تک پورا بازو متاثر ہو جاتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک چرواہا اس سے بچا رہتا ہے۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ سیاہ گن پاؤڈر کو پنیر میں ملا کر سینڈوچ کی طرح استعمالکرتا ہے۔ ریکٹر اس حفاظتی تدبیر سے خوب متاثر ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ اگر اسے یہ تدبیر بجھائی نہ دیتی تو یہ کام چھوڑ کر دوسرا کام ڈھونڈنا پڑتا۔ چنانچہ اس نے اپنے اس تجربے کو عامکر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گاؤں سے یہ مرض ختم ہوگیا۔

خون میں زہریلے اثرات دور کرنے کے لئے گن پاؤڈر کی افادیت واضح ہے۔ یہ دوا ہومیو پیتھک کی قلیل مقداروں میں بہت موثر ہے۔ یہ دوا جراثیم کو براہ راست ہلاک کرنے کے بجائے خون کے معمولی جراثیم کش عمل کو تحریک دے کر بیماری سے بچاؤ کی صورت پیدا کرتی ہے۔

صحت مند خون جراثیم کو ختم کرتا ہے۔ وباؤں میں بعض لوگ بیمار نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا خون جراثیم کچلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

پہلے بھی کئی بار ذکر ہو چکا ہے کہ ہومیو ادویہ اصول تقلیل کے تحت اپنے طبعی خواص سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اور ان میں ریڈیائی خواص پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ دوائیں ریڈیائی لہروں کی

صورت میں اپنے دوائیہ اثرات مریض پر ڈالتی ہیں۔

جراثیم کش ادویہ خطرناک ہیں۔ اگر آپ کسی زخم میں موجود جراثیم ختم کرنا چاہیں گے تو ساتھ ہی زندہ خلیوں کو بھی نقصان پہنچے گا۔ اس طرح جسم کی حیاتیاتی قوت متاثر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مروجہ جراثیم کش ادویہ کے استعمال سے زخم درست ہونے کی رفتار سست رہتی ہے۔ لہٰذا خون اور حیاتیاتی قوت کو تحریک دے کر نقصان دہ جراثیم پر حملہ پر آمادہ کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ اہتمام علامات کے مطابق مطلوبہ دوائی سے آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ خون میں زہریلے اثرات، گلے سڑے کٹ، پھنسیوں وغیرہ کے لئے گن پاؤڈر 3x طاقت میں بہت زوراثر ہے۔ اس میں تکلیف بھی اٹھانی نہیں پڑتی۔

مقامی پٹی کے طور پر چوٹ یا متاثرہ مقام کو اچھی طرح ابلے ہوئے پانی سے صاف کرنے کے بعد کیلنڈولا یا ہاملیس کا لوشن استعمال کیا جانا چاہیے۔

ڈاکٹر کلارک نے گن پاؤڈر 2x طاقت کی خود پر آزمائش کی۔ جس سے اس کے چہرے پر دائیں جانب ناک کے اوپر آنکھ پر داد پیدا ہوگئی۔ اگر آپ دائیں جانب ناک اور آنکھ کے اوپر داد دیکھیں تو ...... گن پاؤڈر 2x یقینی طور پر درست کر دے گی۔

گن پاؤڈر 3x طاقت محفوظ ترین گھریلو دوائی ہے۔ پبلک میں اسکے بارے میں بہتر معلومات کی کمی ہے۔

گرنے سے آنے والی خراش دار چوٹ یا رگڑ کو ابلے پانی سے خوب صاف کر کے گن پاؤڈر کی تین چار خوراکیں روزانہ لے لیں۔ زخم خراب نہیں ہوگا۔ اس طرح یہ دوائی زخم کو خراب ہونے سے بچانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ جراثیم سے پہنچنے والے نقصان سے بچاتی ہے۔ اس طرح یہ حفاظتی دوائی ہے۔ تیز ٹنکچر آئیوڈین سے جلد جلانے سے بہتر ہے کہ گن پاؤڈر سے کام لیا جائے۔ مکھی کاٹنے پر بھی گن پاؤڈر 3x دن میں لینا پیپ کا علاج ہے۔

میں نے ڈاکٹر کلارک کے مشورہ کے مطابق معمولی گلے ہوئے بچوں کے زخموں میں گن پاؤڈر استعمال کیا اور شاندار نتائج حاصل کئے۔

میرا یقین ہے کہ گن پاؤڈر کی کبھی کسی خاتون پر آزمائش نہیں کی گئی۔ ایک خاتون مریضہ نے مجھے بتایا کہ وہ ایک ہومیو پیتھ دوست کی ہدایت پر گن پاؤڈر 3x لے رہی تھی۔ شاید کسی معمولی septic صورت کے لئے۔ اس نے دیکھا کہ اس سے حیض کا بہاؤ زیادہ ہوگیا۔ اس طرح ماہواری کے ساتھ درد ختم ہوگیا۔ قدرتی بات ہے کہ بہاؤ زیادہ ہوگا تو درد نہیں ہوگی۔ اس طرح وہ اب باقاعدگی سے ہر ماہ حیض کے ایام کے شروع میں گن پاؤڈر 3x لیتی ہے۔ اس سے بہاؤ زیادہ آسانی

اورآزادی سے جاری رہتا۔ پہلے کی صورت یہ تھی کہ حیض شروع ہوتا، بارہ گھنٹے کے بعد رک جاتا اور پھر دوبارہ شروع ہو جاتا۔ گن پاؤڈر سے بارہ گھنٹے کے بعد کا یہ وقفہ آہستہ آہستہ دور ہو گیا حیض بالکل نارمل ہوگیا اور درد سے بھی نجات مل گئی۔

سیاہ گن پاؤڈر جب تقلیل شدہ مقدار میں لیا جاتا ہے تو کسی مضر اثر کا کوئی امکان نہیں۔

(XXV)

کاربنکل کا علاج

پھوڑا جلد اور اس کے نچلے حصے میں بالوں کی جڑوں کے گرد سوزش سے پیدا ہوتا ہے۔شروع میں یہ سخت، حساس ہوتا ہے۔اس کے مرکز میں اس کا منہ ہوتا ہے۔یہ آخر کار پھٹ جاتا ہے اور مواد بہہ نکلتا ہے۔جس کے بعد پھوڑا غائب ہو جاتا ہے۔ یہ پھوڑے زیادہ تر بغل، اگلے بازوؤں، جنگاسے، چہرہ، ٹھوڑی اور گردن کے ایسے مقامات پر پروان چڑھتے ہیں جہاں رگڑ سے سوزش کو بڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ یہ پھوڑے بار بار عود کر آتے ہیں۔کاربنکل شدید تر سوزش اور گنگرین ہے جو جلد کے نیچے پیپ میں پائے جانے والے جرثوموں کی پیدا کردہ ہے۔اسے سٹیفیلوکس اوریس کہتے ہیں۔

اس کی ابتدا سخت اور پر درد، سوزش سے ہوتا ہے۔ اوپر کی جلد سرخ اور سیاہی مائل ہوجاتی ہے۔ یہ دائرے کی صورت میں پھیلتی ہے۔اس کا درمیانی حصہ شروع میں مضبوط مگر کچھ دیر بعد نرم پڑ جاتا ہے۔جلد چھونے اور دباؤ سے حساس ہوتی ہے۔ پھر سطح پر پیپ بن جاتی ہے۔آخر کار جلد پھٹ کر بہہ نکلتی ہے۔ پیپ دار مواد خارج ہوتا ہے۔اس کا منہ آہستہ آہستہ بنتا ہے جو درمیان میں بڑا ہو کر بے ڈھنگا سا ہو جاتا ہے۔ اس کے نیچے **necrotic tissue** ہوتا ہے۔اس کی شکل ایک بڑی سی کینچلی جیسی ہو جاتی ہے۔یہ آہستہ آہستہ تیرتی ہے۔اسکے نیچے دانے دار السرواقع ہوتا ہے۔کاربنکل عام طور پر کندھوں، پشت، چوتڑ، گردن کی جڑ اور داڑھی کے علاقہ میں پیدا ہوتی ہے۔

بعض اوقات یہ مزاجی بے ترتیبی اور لاغر پن کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ چہرے اور اوپر والے ہونٹ پر واقع کاربنکل کے بعد **seplicaemia or pyaemea** پیدا ہوسکتی ہیں۔اس کا سبب **thrombosis of the cavernous sinus** ہوتا ہے۔

علاج

تین سال سے میں نے علاج کی ایک نئی لائن اختیار کی ہوئی ہے۔معمول کے جراحتی طریقے اور بورک کے گرم محلول سے سینکنے کے بعد ہومیو علاج شروع کرتا ہوں۔ جب پیپ بن جاتی ہے تو چیرہ دے کر اسے صاف کرتا ہوں اور پھر محض خشک پٹی کافی ہوتی ہے۔البتہ کھانے کے

لئے دوائی دے دیتا ہوں۔ یہ دوائی بالکل غیر معروف ہے۔ یہ کیوبا کے مکڑے سے تیار ہوتی ہے۔ اسے کیوبن ٹارنٹولا کہتے ہیں۔ یہ مکڑا ٹیکساس یا جنوبی کیرولائنا میں پایا جاتا ہے۔ اس کا جسم عام مکڑے جتنا ہی ہوتا ہے مگر اس کے جسم پر بال ہوتے ہیں اور اس کا رنگ گہرا بھورا ہوتا ہے۔ یہ مکڑا کاٹ لے تو درد نہیں کرتا۔ البتہ اگلے روز ایک سوزشی پھنسی پیدا ہو جاتی ہے۔ سوجن بڑھتی جاتی ہے۔ سردی، بخار اور پسینے کی زیادتی کے ساتھ پیشاب بھی خطا ہو جاتا ہے۔ پھنسی سخت ہو جاتی ہے۔ یہ بڑی اور پر درد ہو جاتی ہے۔ اس سے مواد رسنے لگتا ہے۔ بہت حساس، رسنے کے بعد گڑھا سا بن جاتا ہے۔ نوبتی بخار ہو جاتا ہے۔ شام کے وقت بخار میں شدت۔ کمزور بچوں میں یہ عارضہ مہلک بھی ثابت ہوا ہے۔ مگر عام طور پر چھ ہفتوں میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔

مکڑے کے کاٹنے کے بعد کاربنکل نمایاں ہو جاتی ہے۔ جس کے ساتھ مزاجی ابتری پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح علاج مثل کے اصول پر صحت مند شخص میں یہ مکڑا اگر یہ علامات اور بیماری پیدا کرتا ہے تو اس سے تیار کردہ دوائی اس کا یقینی علاج ہو گی۔ مرض کا سبب کوئی بھی ہو۔ علاج کے لئے مرض پیدا کرنے والی دوا کافی ہوگی۔ شرط یہ ہے کہ یہ دوا کافی تقلیل شدہ ہو۔ اس اصول کی صداقت معلوم کرنا ہر بار اتنا آسان نہیں۔ اس وجہ سے ان دواؤں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ بہر حال یہ امر واقعہ ہے کہ کیوبن مکڑے کے کاٹنے سے پھوڑا ابھرتا ہے جو آخر کار کاربنکل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور اگر کاربنکل کے علاج کے لئے ٹارنٹولا کی قلیل مقدار استعمال کی جائے تو اسے یقینی طور پر شفا ہوتی ہے۔ علاج بالمثل کے اصول کی صداقت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

وضاحت کے لئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

(1)

مس اے ای نوجوان خاتون، عمر 21 سال، ہر لحاظ سے صحت مند، اس کے antecubital fossa میں سنگترے جتنا پھوڑا تھا۔ یہ آہستہ آہستہ اوپر آ رہا تھا۔ یہ جامد ہونے کے بجائے ہل سکتا تھا۔ میں نے اسے ایتھائل کلورائڈ سے مقامی طور پر سن کر کے چیرا دیا۔ اور اچھی طرح صفائی کر کے پٹی کر دی۔ دوا کے طور پر ٹارنٹولا 30x کی دن میں تین چار خوراکیں تجویز کر دیں۔ وہ شہر سے کچھ فاصلے پر رہتی تھی۔ چار دن تک نہ آ سکی۔ نتیجہ میری توقع سے کہیں زیادہ بہتر نکلا۔ اس نے بازو دکھایا چیرے کا نشان درست ہو چکا تھا۔ پھوڑے کا کوئی دوسرا نشان تھا اور نہ ہی سوزش کا کوئی نشان تھا۔ اس نے بتایا کہ دس منٹ تک ہی وہ بہتر محسوس کرنے لگی تھی۔ زخم رسنے کا عمل چوبیس گھنٹے میں ختم ہو گیا۔ وہ سکول میں ٹیچر تھی۔ وہاں کاربنکل کے بہت کیس تھے مگر کوئی ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔ کاربنکل سے صحت یابی کا علاقائی لحاظ سے پہلا واقعہ تھا۔

(2)

ایک دس سالہ بچے کو فوطے پر ایک بڑی کاربنکل تھی۔ وہ درد سے دوہرا ہو رہا تھا۔ اسے خنجر لگنے کا احساس، پھوڑا سرخ اور جامد، ذرا بھی ہل نہیں سکتا تھا۔ گرم پانی سے گرمائش افاقہ کا باعث تھی۔ اسے گرم خشک پٹی کی ہدایت کی گئی۔ ساتھ ہی ٹارنٹولا کیوبینس دی گئی۔ دو دن کے بعد بتایا گیا کہ سوجن ختم ہوگئی ہے۔ کاربنکل کا کوئی نشان بھی نہ رہا۔

(3)

ایک اور بچہ، 12 سال کا، اس کے پیٹ کی دیوار کی کوکھ میں پھوڑا، گاف کے گیند کے برابر، یہ اپنی جگہ سے پھسل سکتا تھا۔ پہلے دو کیسوں کا لحاظ کر کے جراحت نہ کی گئی۔ خشک پٹی کے ساتھ ٹارنٹولا کی دن میں تین خوراکیں لینے کی ہدایت کی گئی۔ دو دن کے بعد پھوڑا غائب تھا۔ کوئی تکلیف باقی نہ تھی۔

(4)

ایک اور جوان خاتون کو زچگی کے دوران، متفرق پھوڑے پیدا ہو گئے، تین ہفتے سے زیادہ بخار، ہسپتال سے فارغ کر دی گئی۔ ایک بڑا پھوڑا بائیں بازو پر، ایک دائیں بازو پر۔ بے حد بیمار دکھائی دیتی۔ ٹارنٹولا کیوبینس کی چار چار گھنٹے بعد خوراک لینے کی ہدایت کی۔ چوبیس گھنٹے کے اندر بخار ختم ہو گیا۔ چار دن کے بعد وہ سمندر کی جانب چلی گئی۔ ایک ماہ کے بعد وہ مکمل صحت یاب ہو چکی تھی۔

(5)

ایک کاروباری سیاح، مسٹر ڈبلیو، عمر 26 سال، تین ماہ سے بار بار ہونے والے پھوڑے میں مبتلا تھا۔ اس دوران اس کو اٹھارہ پھوڑے بن گئے۔ وہ ویکسین کا کورس لگوانے کا سوچ رہا تھا۔ اسے مشورہ دیا گیا کہ وہ ٹارنٹولا کیوبینس دن میں تین بار لے۔ ایک ہفتے بعد بتایا کہ آخری اور سب سے برا پھوڑا تو اڑتالیس گھنٹے میں خشک ہو گیا۔ باقی پھوڑے بھی باری باری چند دن میں ختم ہو گئے۔ دو سال تک دوبارہ پھوڑے کی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

(6)

ایک خاتون، 40 سال عمر، جنگاسے میں ایک بڑا پھوڑا، درد سے بھرا ہوا، ایک اور پھوڑا **perinium** پر پیدا ہو گیا۔ یہ پھوڑے مہلک نوعیت کے تھے یا نہیں؟ اس بارے میں کوئی امر [illegible] واضح جواب کی ایسی کوئی اہمیت ہے کہ اس

خوراک۔ چھتیس گھنٹے بعد فرج والا پھوڑا اچانک پھٹ گیا اور اس میں سے مواد بہنے لگا۔ تین دن بعد دونوں پھوڑے ختم ہو گئے۔

کاربنکل کے علاج کے اس سلسے میں 48 کیس تھے۔ اس میں متاثرہ حصے مختلف اور ان کا سائز بھی ایک نہیں تھا۔ مریضوں کی عمر، جنس بھی مختلف رہی۔ نتائج کی تفصیل یہ رہی۔

تین کیسوں میں ایتھائل کلورائڈ سے مقامی حصہ سن کر کے چیرا دیا گیا۔ ان میں سے ایک پھوڑا بائیں بازو پر، دوسرا گردن کے نچلے حصہ اور تیسرا axillary پر تھا۔ وہ سب ختم ہو گئے۔ دو یا تین دن ٹارنٹولا کیوبینس کی دس سے بارہ خوراکیں کام آئیں۔ جراثیم کش پٹیوں کی ضرورت پڑی اور نہ ہی پیکنگ کی ضرورت ہوئی۔ دیگر 45 کیسوں میں جراحت کی بھی ضرورت نہ رہی۔ تمام تر علاج ٹرنٹولا اور مقامی طور پر گرم پٹیوں پر انحصار کافی رہا۔ تمام کیسوں میں سوزش ختم ہو گئی۔ بڑے سے بڑا پھوڑا دو دن میں ختم ہو گئے۔ ایک پھوڑے نے تین دن لئے۔

تین کیسوں میں پھوڑے ایک مہینے کے بعد دوبارہ ہوئے۔ یہ گردن کی جڑوں میں تھے۔ یہ خارش سے پیدا ہوئے تھے۔ ان میں سے دو مریض نوجوان عورتیں، تیسرا تیرہ سالہ بچہ تھا۔ ٹارنٹولا کا اعادہ کیا گیا۔ دائمی شفا ہو گئی۔ اس طریقہ علاج کے فوائد نفیساتی کے علاوہ اقتصادی بھی ہیں۔ جراحتی علاج والا درد، خوف، بے آرامی، جراثیم کش ادویہ، سرجن اور نرس غرض سب کچھ سے نجات ہو جاتی ہے۔

اگرچہ اسے تکرار خیال کیا جاسکتا ہے مگر نتائج بہت اچھے ہیں۔ لہٰذا ان کی اشاعت ضروی ہے۔

ٹارنٹولا کیوبینس کسی اچھے ہومیو دوا فروش سے ڈائیلوشن کی صورت میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

دوا کو تاریک الماری میں رکھنا چاہیے۔ کیمفر یا مینتھول جیسی تیز بو دار ادویہ اس سے دور رکھنی چاہیے۔ ورنہ دوا بے اثر ہو جائے گی۔ یہ احتیاط تمام ہومیو ادویہ کو رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

اوپر کی تحریر کے دوران ایک اور کیس دیکھا۔ یہ ایک خاتون تھی۔ اس کی بائیں جانب چھاتی پر پھوڑا تھا۔ وہ دودھ پلانے کے عرصہ میں تھی۔ یہ پھوڑا بہت سخت اور حساس تھا۔ ایک ہفتے کے دوران آہستہ آہستہ بڑا ہوا۔ ٹارنٹولا سے چوبیس گھنٹے میں تکلیف رک گئی۔ درد بند ہو گئی۔ معمولی سا چیرہ اس کے منہ پر دیا گیا اور کیلنڈولا لوشن کی پٹی کی گئی۔ چھاتی کو پیڈ اور معمولی پٹی سے سہارا دیا گیا۔ مزید چوبیس گھنٹے میں رسنا بند ہو گیا۔ تین دن sinus بالکل بند ہو گیا اور مریضہ اپنے بچے کو معمول کے مطابق دودھ پلانے لگی۔ سیلیکا زخم کو خشک کرنے کے لئے دی گئی۔

بہتے ہوئے زخم کو خشک کرنے کے لئے سیلیکا بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔

گلے سڑے زخموں کے علاج میں ہومیو پیتھک علاج کے فوائد واضح کرنے کے لئے چند مزید تجربات،

ایک درمیانی عمر کا شخص اپنے آپ کو علاج کا ''ماہر'' خیال کرتا تھا۔ اس کا دایاں انگوٹھا گل چکا تھا۔ علاج کے لئے اپسم سالٹ کی پٹی کی جا رہی تھی۔ دو ہفتے گزر گئے مگر زخم خراب سے خراب ہوا۔ مایوس ہو کر ڈسپینسری میں آیا۔ زخم کو صاف کیا، ناخن کو دبا کر پیپ خارج کی گئی۔ مرکری لوشن کی پٹی کی گئی۔ پانچ دن تک کوئی خاص فائدہ نہ ہوا۔ پھر میڈیکل آفیسر نے سیلیکا 30x تجویز کی۔ دو دن بعد مریض کو دیکھا گیا تو سوجن ختم ہو گئی۔ ناخن کے نیچے زخم خشک ہو چکا تھا۔ ابتدا میں ناخن اتارنے کا جو خدشہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ چار دن سیلیکا کے استعمال سے مریض بالکل صحت یاب ہو گیا۔ جب کہ چار ہفتے کا علاج بیکار ثابت ہوا۔

ہومیو معالج کے لئے یہ معجزہ نہیں، وہ تو ایسے مریض آئے دن دیکھتا رہتا ہے۔

ایک سال پہلے کی بات ہے۔ ایک گھوڑے بان کا انگوٹھا گھوڑے نے چبا لیا۔ تکلیف اس کے پورے بازو میں پھیل گئی۔ ہائپیریکم لوشن کی پٹی اور اس دوا کی پوٹینسی کی شکل میں دن میں چار خوراکیں دی گئیں۔ ایک ہفتے کے اندر اندر وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

انتہائی خراب زخموں میں بھی مجھے ہومیو علاج کے علاوہ کسی دیگر سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ میں جراثیم کش انٹی بیکٹیریا ادویہ کے بغیر تیزی کے ساتھ شفا کی ضمانت دینے کو تیار ہوں۔

کارلی ٹون کی ''ہومیو پیتھی ادویہ اور جراحت'' پر عبور حاصل کر لیں۔ اس میں ادویہ کی علامات بڑی وضاحت سے دی گئی ہیں اور کلینکل کیسوں کی مثالوں سے اسے سمجھنا اور اس پر عبور حاصل کرنا بہت آسان ہے۔

(XXVI)

پائروجن

(ڈاکٹر جارج برفورڈ کے بعد)

پائروجن اور سپیٹیسائمن کے بارے میں لوگ بہت کم جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ دوائیں بہت قابل قدر ہیں۔ ان کو صف اول کی دوا شمار کرنا چاہیے۔ ان کا صرف نظر ہوجانا افسوس ناک ہے۔

پروفیسر بروڈن سانڈرسن مروجہ علاج میں علم الادویہ اور علم الامراض کے بہت عظیم عالم تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ نامیاتی مواد کے سڑنے سے جسم کا اندرونی درجہ حرارت شدید ہو جاتا ہے۔

ایک ہومیو پیتھ ڈاکٹر ڈرس ڈیل نے اس پہلو سے تحقیق شروع کی۔

گائے کے سڑے ہوئے گوشت کو اس نے پانی میں ڈبوئے رکھا۔ پھر اسے سورج کی شعاؤں میں کئی ہفتوں تک رکھا۔ ڈاکٹر برنٹ نے پائروجن کو ایک معیاری دوا بنانے کے لئے بے حد محنت کی۔ انہوں نے بخار اور خون میں پھیلے ہوئے زہریلے اثرات دور کرنے کے لئے اس دوا کا استعمال کیا۔ انہوں نے اپنے تجربات کو ترتیب دے کر شائع کیا۔ امریکی ڈاکٹروں نے مردہ گوشت کے سڑے ہوئے جوس کو استعمال کرنا شروع کیا۔ انہوں نے اس کی ہومیو اصولوں پر آزمائش کی۔

ڈاکٹر سوان اونچی طاقتوں کے مداح تھے۔ انہوں نے پھنسی اور پھوڑے کے مواد سے پائروجن کی اونچی طاقتیں تیار کیں۔ پھر ان کو استعمال کر کے شفا کی ایسی اعلی مثالیں قائم کیں جو صرف ہانیمین نے قائم کی تھیں۔ ڈاکٹر سوان نے سڑی ہوئی پیپ کو دوا تیار کرنے کے لئے مواد کے طور پر استعمال کیا۔ برطانوی ماہرین نے گائے کے سڑے ہوئے گوشت سے دوائیں تیار کیں۔

بہر حال دوا گوشت سے بنائی جائے یا پیپ سے ان کے معجزانہ اثرات مسلمہ ہیں۔ چھ، دس ہزار اور لاکھ تک کی طاقت میں دوا کا استعمال عام ہے۔

پائروجن کے کلینکل تجربات کا ذکر بہت مفید ہے۔

برنٹ نے حاد امراض میں 6 طاقت دو دو گھنٹے کے وقفے سے استعمال کرائی۔

شلڈھم نے یہی طاقت خناق گلہ کے دو کیسوں میں استعمال کی۔

شربینو نے puerperal بخار میں پائروجن دی۔ وجہ تجویز نبض کی تیزی تھی۔

ھنٹ نے پائروجن-200 سے ایک بڑھیا کا علاج کیا۔ اسے کئی سالوں سے ٹانگوں پر

السر تھا۔

سوان نے پائروجن کی خاص علامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبض غیر معمولی طور پر تیز ہوتی ہے اور ٹمپریچر کے تناسب سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ بنیادی علامات یہ ہیں۔
نبض اور حرارت میں عدم تناسب، نبض مسلسل تیزی پر مائل۔
دکھن کی وجہ سے بے چینی۔
بستر میں بیٹھنے اور اٹھنے سے افاقہ۔ ٹانگوں کو بستر سے باہر نکالنے سے بہتری، ہاتھوں اور بازؤں پر پسینہ، حرکت اور گرمائش سے تکلیف میں کمی۔
کسی شخص کے علاج میں میرا پائروجن کا پہلا تجربہ ڈاکٹر برفورڈ کے وارڈ میں تھا۔ ایک خاتون کا بڑا آپریشن ہوا۔ شاید فلوپین ٹیوب کے پھوڑے کا آپریشن تھا۔ اسے مختلف ہومیو ادویہ سے تیزی سے افاقہ ہوا۔ مگر پیٹ کے زخم میں شدید قسم کی سڑان پیدا ہوگئی جو ٹھیک نہیں ہو رہی تھی۔ اسی طرح fistula کی پیری ٹونیل کیویٹی میں سوراخ ہوگیا تھا۔ ٹمپریچر 99 اور 100 رہتا۔ نبض کی رفتار ۱۵۰۔ ڈاکٹر برفورڈ نے مجھے کہا کہ مریض کی پیپ سے ویکسین تیار کریں۔ اسے آٹو پائروجن کہا جاتا ہے۔ میں نے مریضہ کے پیٹ کے زخم کی گہرائی سے پیپ حاصل کی۔ اس کے ایک قطرے کو ریکٹی فائڈ سپرٹ کے 99 قطروں میں ڈالا اور جھٹکے دیئے اور اس پر 1-c کا لیبل لگا دیا۔ پھر اس میں سے ایک قطرہ لے کر 99 قطرے سپرٹ میں ڈالا اور جھٹکے دے کر اس پر 2-c کا لیبل لگا دیا۔ اسی طرح 6-c تک کی طاقت تیار کی۔ مریض کو پانچ قطرے صبح اور پانچ شام کو دینے شروع کئے۔ ایک ہفتے سے کم وقت میں مریضہ کا زخم ٹھیک ہوگیا۔ ڈاکٹر برفورڈ بہت خوش ہوئے۔

تین ماہ بعد دیکھا تو مریضہ کے جسم پر بڑا داغ تھا مگر متوقع طور پر ہرنیا کا کوئی نشان نہیں تھا۔ اس واقعہ سے میرے ذہن پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

اسی طرح کا ایک اور کیس یاد ہے۔ ایڈنبرگ کے وارڈ میں ایک پچپن سالہ مریضہ تھی۔ اس کے پیٹ میں پیپ پڑ چکی تھی۔ پیریٹونیم کی جانب سوراخ تھا۔ یہ کیفیت رحمی رسولی کے آپریشن کے بعد پیدا ہوئی۔ وہ چھ ماہ سے ہسپتال میں پڑی تھی۔ ہومیو علاج سے یہ بیمار پانچ ہفتے

(1)

1918ء میں انفلوئنزا کی وبا بہت شدید تھی۔اس نے معالجوں کی صلاحیت کو آزمائش میں ڈال دیا۔ اس موقعہ پر ہومیوادویہ کی تاثیر کا بار بار اعتراف کرنا پڑا۔شدید سے شدید تکلیف تیزی سے درست ہوئی۔ مگر مریض ہومیو علاج کو خراج پیش کرنے پر آمادہ نہیں۔وہ شفا حاصل کرنے کے بعد علاج کی کامیابی کو کم کرنے کے لئے یہی کہے گا، ''مجھے معمولی سا فلو تھا۔'' دراصل کوئی ذہن یہ مان کر ہی نہیں دیتا کہ ہومیو ادویہ کے چند قطرے کوئی بڑا اثر رکھتے ہیں۔ وہ یہ نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اس علاج سے بعد میں کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ کسی کو دل کا عارضہ لاحق ہوتا ہے اور نہ ہی نمونیہ، سینے کا درد، غرض کوئی منفی اور مضر اثر نہیں ہوتا۔ یہ ہومیو پیتھی کا بہت بڑا اعزاز ہے۔اسے تسلیم کرنے سے کب تک انکار کیا جاتا رہے گا۔

مجھے بعض کیسوں میں کافی محنت سے علاج کرنا پڑا۔

(2)

اس طرح کا ایک کیس ایک خاتون کا تھا۔وہ انفلوئنز کے شدید حملے کا شکار ہو کر کئی ہفتوں سے بستر میں قید تھی۔

وہ خود اپنے علاج پر مصر تھی۔ وہ تمام ضروری احتیاطوں کی پابندی کر رہی تھی۔ غذا کے طور پر جو کا پانی، لیموں سنگترے اور انگور کا جوس۔،پھل لے رہی تھی۔مگر اسے افاقہ نہیں ہو رہا تھا۔ شفا کے لئے موضوع غذا کا اہتمام بھی کافی نہیں۔علامات پر مطلوبہ دوا اصل چیز ہے۔

(3)

ایک اور کیس جس میں مجھے کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

اس کیس میں معمول کی دوا نے کام نہیں کیا تھا۔

یہ ایک نوجوان کا کیس ہے۔اسے ٹخنے کے زخم کی وجہ سے فوج سے فارغ کر دیا گیا۔ اس کے دیگر افراد خانہ، والدین، بہنوں کے علاج میں مجھے فوری کامیابی ہوئی۔ٹمپریچر [illegible] چوبیس گھنٹے میں نارمل ہو گیا [illegible] بستر میں [illegible] پھلوں کے جوس

کی جاسکیں۔ بیماری کی جو تصویر مرتب ہوئی وہ اس طرح تھی،

بہت زیادہ بخار، بخار مسلسل بڑھتا رہتا، رات کو 105 تک پہنچ جاتا۔ نبض ۱۰۰، اس طرح نبض اور ٹمپریچر باہم غیر متناسب تھے۔ وہ بہت بے چین تھا۔ ایک حالت میں زیادہ دیر رہ نہیں سکتا تھا۔ ہاتھوں اور پاؤں کے بارے میں الجھن رہتی۔ بستر میں اسے بے شمار ہاتھ اور پاؤں محسوس ہوتے۔ بستر بہت سخت لگتا۔ پشت میں درد اور بستر تختہ کی طرح محسوس ہوتا۔ بستر کی سختی کے لئے آرنیکا، جنگ کے زخموں کے لئے پٹیشیا۔ یہ دوا ذہنی الجھاؤ اور بستر میں متفرق شخصیات کے احساس سے مطابقت رکھتی تھیں۔

افاقہ نہیں ہو رہا تھا۔

میں نے ہمت نہ ہاری۔ مطالعہ جاری رکھا۔ میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ کوئی نہ کوئی ایسی بات سامنے آئے گی جس سے سارا معمہ حل ہو جائے گا۔

کمزوری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔ پسینہ شرابور کر دینے والا اور انتہائی بدبودار، اسے بار بار قمیض بدلنا پڑتی، منہ اور زبان بے حد میلی۔ اس کے باوجود اس کی دوا مرکری نہیں تھی۔
میں نے سوچا کہ اونچا بخار اور سست نبض یا اس کے برعکس صورت پر ضرور کوئی دوا ہوگی یہ دوا--- پائروجن تھی۔ میٹیریا میڈیکا کے مطالعہ میں میں نے نوٹ کیا کہ اس دوا میں انتہائی بے چینی، لیٹے ہوئے رگڑوں کا احساس، پاؤں ہلانے یا پوزیشن بدلنے سے افاقہ، پسینہ بافراط اور بدبودار، لاغر پن اور تھکاوٹ، اس طرح پائروجن-cm دو دو گھنٹے کے وقفے کے ساتھ۔ چند گھنٹے بعد رات گئے دیکھا کہ مریض سکون سے سویا، ٹمپریچر ۱۰۰۔ اس دوا کے چوبیس گھنٹے بعد ٹمپریچر نارمل ہو گیا۔ اور نارمل ہی رہا۔ دو دن دوا سابقہ طاقت میں جاری رکھی اور پھر ایک خوراک mm طاقت میں دے کر دوائی بند کر دی۔

مریض صحت یاب ہو گیا۔ کئی سال لبعد تک مریض دیکھا جاتا رہا۔ اسے کبھی فلو کی شکایت نہ ہوئی۔

میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس کا جسم جراثیمی مادے سے بھرا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بدبودار پسینہ، زیادہ بخار اور شدید کمزوری تھی۔
میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو پائروجن نہ دی جاتی تو اسے فلو کا ایک اور حملہ ہوتا جو مہلک ہوتا۔

پائروجن نے اسے بچالیا۔

(4)

کئی سال گزرنے کے بعد بھی پائرو جن کے اثرات میرے ذہن سے محو نہیں ہوئے۔

ایک روز میں نے سنا کہ ایک خاتون زچگی کے بعد گھر میں بیمار پڑی ہے۔اس کی حالت خطرناک ہے۔کئی ہفتے ہسپتال میں رہی۔اسے اونچا بخار تھا۔ بخار کی وجہ گردے کی بلغمی جھلی کی سوزش تھی۔اسے ہسپتال سے فارغ کرکے ایک نرس کی نگرانی میں دے دیا گیا۔وہ ضرورت کے وقت ڈاکٹر کو بلوا سکتی تھی۔

مجھے اس کے بارے میں اتفاقاً ہی معلوم ہوا تھا۔اسے ہسپتال سے آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔مجھے بتایا گیا کہ بخار 103 سے کم نہیں ہوتا۔نبض 80، وہ اتنی کمزور تھی کہ اپنے بچے کی نگہداشت نہیں کرسکتی تھی۔ایک ہمسائی نے بچے کو سنبھالا ہوا تھا۔یہ غریب سات آٹھ افراد خانہ کے ساتھ تھی مگر خود بیمار تھی۔

مجھے اچانک فوجی کی بیماری اور علاج کی کہانی یاد آ گئی۔اس میں بھی بخار اور نبض کی عدم تناسب موجود تھا۔مریضہ علاج کے اخراجات برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ میں نے اسے پائرو جن 30x کی خوراکیں بھیج دیں۔ چار چار گھنٹے بعد ایک خوراک۔پہلی خوراک کے بعد ٹمپریچر 98.8 تھا۔اگلی صبح ٹمپریچر معمول پر آیا اور پھر یہ نارمل ہی رہا۔

دو ہفتے بعد مریضہ نے اپنی صحت یابی کی رپورٹ دی۔مریضہ کو زچگی کے دوران سوزشی کیفیات بگڑ کر لاغری کی شکل اختیار کرگئیں۔پائرو جن نے درست کر دیا۔

(5)

کچھ عرصہ پہلے جب میں نے ایک مریض کو آپریشن کے بعد بخار میں ٹمپریچر اور نبض کی غیر متناسب حالت میں دیکھا تو پائروجن سے یہ کیفیت درست ہوگئی۔مریض نے پائروجن کا سفوف لیا تو اسے پیپ کا ذائقہ محسوس ہو رہا تھا۔دوا کی طاقت 30x تھی۔ پیپ کا ذائقہ دوا کی پرووِنگ کی وجہ سے نہیں ہوسکتا تھا۔

پائروجن گلے سڑے مواد (پیپ) سے تیار کی جاتی ہے۔اسی لئے سپٹک بخار کا علاج ہے۔ ان بخاروں کی قسم کوئی ہو۔یہ صحت مند شخص میں مخصوص قسم کا بخار پیدا کرتی ہے۔اس کی مخصوص علامات ہیں۔اس طرح ہومیو پیتھی کی صداقت اور اس کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔

علاج مثل کا اصول ایک اٹل حقیقت ہے۔

میرے ہاتھوں پائروجن سے سپٹک بخار، سپٹک انفلوئنزا، زچگی کا سپٹک بخار، آپریشن کے بعد کا سپٹک بخار اور دوسرے سپٹک عوارض میں شفا ہوئی ہے۔شرط یہ ہے کہ اس کی مخصوص

علامات موجود ہوں۔

خون کی سمیت جانداروں کے مادہ عفونت کے زہریلے اثرات، اعضائے مصلی کی سوزش، pyaemia کا پائروجن سے علاج ہو سکتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ میڈیکل کے لوگ ہماری میٹیریا میڈیکا کا مطالعہ کریں اور مخصوص علامات کا لحاظ رکھ کر کام کریں۔

پائروجن، رسٹاکس، آرنیکا اور بپٹیشیا سے بہت مشابہہ ہے۔ ہر دوا کی مخصوص علامات کا لحاظ رکھنا پڑے گا۔ اصول علاج کی بنیاد مشابہت دوا ہے۔

جنرل میڈیکل پروفیشن کو صداقت کا سراغ مل گیا ہے۔ وہ بیکٹیریا یا بیکٹیریا کے مجموعے سے ویکسین تیار کرتے ہیں۔ یہ ویکسین انجکشن کے ذریعے دی جاتی ہے۔ بعض اوقات ان سے اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ مگر اس ویکسین میں دوا کی مقدار کافی زیادہ ہوتی ہے۔ اس وجہ سے یہ ویکسین مضرات سے پاک نہیں۔ جب تک وہ تقلیل کے اصول کو اختیار نہیں کریں گے شفا کے یقینی کلیہ کو نہیں پاسکیں گے اور کبھی شفا کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتے۔

ہانیمین کے دریافت کردہ اصول یہ ہیں :

(1) واحد دوا،

(2) قلیل مقدار،

(3) مریض میں پائی جانے والی منفرد علامات کے مجموعے اور دوا کی علامات سے مشابہت کی بنیاد پر تجویز۔

پائروجن کی خون کی سمیت میں قدر و قیمت کی تصدیق کیلئے ایک اور حوالہ :

ایک ناخواندہ شخص جو ہومیو پیتھی کا مداح ہے۔ گوشت مارکیٹ میں کام کرتا ہے۔ اس نے بتایا کہ مارکیٹ میں خراب حالت میں گوشت اٹھاتے اٹھاتے ہاتھوں اور بازوؤں پر رگڑیں لگ جاتی ہیں۔ وہ ان کارندوں میں پائروجن تقسیم کرتا تھا۔ اس سے ان کے زخم ٹھیک ہو جاتے تھے۔ وہ پائروجن کی افادیت کے بارے میں بہت پر جوش تھا۔

اس سے ہومیو اصول کی صداقت اور بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ گلا سڑا گوشت، گندی خراشیں پیدا کرتا ہے اور پائروجن کی قلیل مقدار ان خراشوں کو درست کر دیتی ہے۔

(XXVII)

ناقابل مزاحمت غنودگی

(NARCOLEPSY)

''وہ اچانک سوگئی''

طبی لحاظ سے عجیب وغریب واقعات اخبارات کے لئے دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک خاتون اخباری صفحات کی زینت بن رہی ہے۔ پہلے صفحہ پر خبریوں دی جا رہی ہے۔

ایک نوجوان خاتون جو ابھی عمر کے لحاظ سے بیسویں سال میں ہے۔ وہ ہر بار ہنستے ہی سو جاتی ہے۔ وہ فلم دیکھنے جاتی ہے، مزاحیہ مکالموں پر ہنستی ہے اور اچانک سو جاتی ہے۔ اتنی گہری نیند کہ اسے بیدار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ایمبولینس میں گھر لانا پڑتا ہے۔ اچانک صدمہ اسے متاثر کرتا ہے، خوشی یا غم، کسی طرح کا معاملہ ہو وہ عالم خواب میں پہنچ جاتی ہے۔

اس طرح کے ذہنی عارضہ پر ڈاکٹر آ ڈئی نے گذشتہ چار سال کے دوران کام کیا ہے۔ وہ اسے نارکولیپسی سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے لکھا،

''دراصل یہ نیند کا ایسا حملہ ہے جس کے خلاف مزاحمت ممکن نہیں۔ اس کا کوئی ظاہری سبب بھی نہیں ہوتا۔ جذبات کا اچانک غلبہ جس سے عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور مغلوب شخص گر جاتا ہے۔ اکثر وہ ہوش میں ہوتا ہے مگر وہ اٹھ نہیں سکتا۔''

اس طرح کے حملے دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(1) نیند کے حملے

جن میں مریض کم وبیش بے ہوش ہوتا ہے۔

(2) کیٹالیپسی (سکتہ)

یہ کیفیت شدید جذبات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ خوشی یا غم، کوئی بھی جذبہ اس کا سبب ہوسکتا ہے۔ مریض ہنستا ہے۔ یہ بے بسی کی ہنسی ہے۔ مریض کا جسم تن جاتا ہے۔ وہ لاچار و بے بس ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں ہوش وحواس کا کھونا ضروری نہیں۔ یہ کیفیت پریشانی اور دباؤ کے نتیجہ میں پیدا ہوسکتی ہے۔ مثال کے طور پر جب ایک بیمار کافی عرصہ تک نیند پوری نہیں کر سکا۔

اس طرح اس پر اچانک نیند کا حملہ ہو سکتا ہے۔ یہ حملہ عام طور پر دن کے وقت اور کھانا کھانے کے بعد ہوگا۔ خاص طور پر دوپہر کے وقت، جب کہ ذہن قدرتی طور پر سست ہوتا ہے، جب بھاری کھانا کھانے کے بعد، تمام خون ہضم کے لئے فعال ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں جذباتی کیفیت آسانی سے مریض کو مغلوب کر لے گی۔ یہ حملہ پندرہ منٹ تک جاری رہتا ہے۔

یہ کیفیت عام نیند سے کسی طرح مختلف نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

نیند کے اس طرح کے حملے اس وقت ممکن ہوتے ہیں جب کہ کمرے میں غیر معمولی گرمی ہو یا سفر کے دوران گاڑی کے ڈبے میں درجہ حرارت زیادہ اور حبس کی کیفیت ہو۔ عام شخص ایسے ماحول میں بیدار کیا جا سکتا ہے مگر نارکولپسی کا مریض بیدار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

عمومی پیشہ ورانہ رائے یہ ہے کہ نیند کی اس ناقابل مزاحمت خواہش کو روکنے کے بجائے اسے سہولت فراہم کرنا چاہیے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ نارکولپسی کے مریض بستر میں جاتے ہی خوب گہری نیند سو جاتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ وہ زیادہ دیر تک سوتے رہتے ہیں۔

سکتے کا حملہ عام طور پر ہنسنے کے نتیجہ پر ہوتا ہے۔ پورا جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ گھٹنے راستہ چھوڑ دیتے ہیں، بازو گر جاتے ہیں۔ آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ مریض زمین پر گر جاتا ہے۔ وہ بے بس ہو جاتا ہے بول نہیں سکتا۔ اس سب کچھ کے باوجود وہ گرد و پیش سے باخبر ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس طرح کا حملہ خوشی یا غم کے جذبات کو روکنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کتنی بے لطف اور بے بسی کی زندگی ہے جس پر قہقہہ بھی نہ لگایا جا سکے۔

سکتے کی حالت اگرچہ زیادہ قدیم نہیں۔ یہ حال ہی میں مطالعہ و تحقیق کا موضوع بنی ہے۔ لیکن یہ کیفیت بالکل نئی بھی نہیں۔ چارلس ڈکن نے اپنے ڈرامے ''ڈنگلی ڈبل'' میں ایک فربہ لڑکے کے کردار میں اس کیفیت کو بیان کیا ہے۔ یہ لڑکا بالکل بے موقعہ سو جاتا ہے۔ وہ مہمانوں کے سامنے تواضع کے لئے اشیائے خورد و نوش رکھتے ہوئے سو جاتا ہے۔ کوچ کی اگلی نشست پر بیٹھے ہوئے، دروازہ پر گھنٹی بجاتے ہوئے عالم خواب میں پہنچ جاتا ہے۔ وہ کھانے کے اوقات میں گہری نیند میں جا پہنچتا ہے۔ اس طرح ڈکن نے خوابیدگی کے اس مریض کی کیفیات بڑی خوبی سے بیان کی ہیں۔ لہٰذا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مرض نیا نہیں۔ ہومیوپیتھی میں یہ مرض شروع سے ہی معلوم ہے۔ کینٹ ریپرٹری میں اس مریض کے بارے میں جدید نارکولپسی یا کیٹاپلیسی کے بجائے نیند میں گر جانے کے عام فہم عنوان کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ اس پر ڈیڑھ کالم درج ہے۔ اس کی علامات عام انگریزی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ اس کی مدد سے علامات سمجھنا بہت آسان ہے۔ صبح، دوپہر،

کھانے، دوپہر کے بعد، لیٹتے ہوئے، شام اور کھانے کے دوران نیند میں جا گرنے کے علحدہ عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ ہومیوپیتھی سے ناآشنا لوگوں کی سہولت کے لئے میں کینٹ ریپرٹری سے ضروری عنوانات کے تحت درج ادویہ کا ذکر کرتا ہوں۔

نیند میں جا گرنا

صبح کے وقت	کوکا، ہیپر، لائیکو۔
قبل از دوپہر	کلکیریا۔
پڑھتے ہوئے	نیٹرم سلف۔
دوپہر کے وقت	ایلو۔
کھاتے ہوئے	پلسا ٹیلا
دوپہر کے بعد	بریٹا کارب، سائنا، ڈائیسکوریا، ہائیوسائمس، میگنیشیا کارب، نیٹرم میور، فِئ سلن، سباڈلا، سیپیا۔
بیٹھے ہوئے	نیٹرم میور۔
شام کے وقت	امونیم کارب، مزریم۔
کھانے کے بعد	امونیم کارب، جیلسی میم۔
پڑھتے ہوئے	مزریم۔
بیٹھتے ہوئے	ایپس، ہیپر سلف، نکس وامیکا، ٹیلیوریم۔
پانچ بجے شام (بیٹھے ہوئے)	نیٹرم میور۔
جواب دیتے ہوئے	آرنیکا، بپٹیشیا، ہائیوسائمس۔ (یہ حالت شدید بخار، ٹائیفائڈ، زرد بخار، ٹراپیکل بخار اور انفلوئنزا میں پائی جاتی ہے)
شراب کے بعد	تھیا۔
ناشتے کے بعد	سمبل۔
گفتگو کے دوران	کاسیکم، ٹاریکس۔
عشائیے کے بعد	انٹم ٹارٹ، کاسیکم، کوکا، کیورارے، میگنیشیا کارب، ٹوبیکم
کھانے کے بعد	آرم ٹگ، بورک ایسڈ، کلکیر یا فاس، گمبوجیا، لائیکو، ایسڈ میور، نیٹرم میور۔
گرمی کے دوران	انٹم ٹارٹ، ایپس، کیلیڈیم، یوپی ٹوریم، جیلسی میم، اگنشا، نوڈوفالکم،

روبینا، سمبل، سٹرامونیم، فاسفورس۔

ہنسنے کے بعد (ہنسنے کے بعد سونے کو جا گرنا عجیب وغریب کیفیت ابتدائی ہومیوپیتھس کے علم میں تھی، دوسری علامات اہم نہ ہوں تو فاسفورس سے شفا ہوگی)

معمولی ذہنی کام کے بعد آرسینیکم، کلوریکم، فیرم فاس، ہائیوسائمس، اگنیشیا، کالی فاس، ابراٹینم، کالی کارب، نیٹرم سلف، نکس وامیکا، ٹیرلسیکم۔

درد کے بعد فائی ٹولاکا۔

پڑھتے ہوئے اینگوسٹیورا، سمی سی فیوگا، کالچیکم، اگنیشیا، آرس، لائکو، مزریم، نیٹرم سلف، پلاٹینم، روٹا، سیپیا۔

سلائی کے دوران فیرم فاس۔

بیٹھے ہوئے ایکونائٹ، اگنیشیا، انٹم ٹارٹ، ایپس، آرسینیکم، آرم ٹرائیفائلم، آرم میٹیلیکم، کلکیریا فاس، چائینا، سائنا، فیرم فاس، مرمالینن، ہیپر لف، کالی فاس، ابراٹینم، کالی کارب، لائیکو، مرک سال، میوریٹک ایسڈ، نیٹرم کارب، نیٹرم میور، نیٹرم فاس، نکس وامیکا، پلساٹیلا، سیپیا، ٹیلیوریم، تھوجا، ٹارنٹولا۔

کھڑے ہوئے ایکونائٹ، coir.c مگنیشیا کارب، مارفیا۔

کھانے کے بعد مگنیشیا کارب۔

پاخانے کے بعد ایتھوزیا، ایلی پیس کوریلنس، سلفر، کاسٹیکم، چیلیڈونیم، مگنیشیا کارب، مارفیا، فاسفورس، ایکونائٹ۔

قے کے بعد ایتھوزا، بیلاڈونا۔

نوٹ: اس قیمتی علامت نے ہیضہ سے بہت سے مریضوں کو ہلاکت سے بچایا

کمزوری سے پیٹرولیم، فاسفورس۔

شراب نوشی کے بعد تھیا۔

لکھتے ہوئے فاسفورس، ایکونائٹ، تھوجا۔

آپ نے دیکھا کہ ریپرٹری میں اس عارضہ کی کتنی تفصیلات موجود ہیں۔

فرض کیجئے، اگر مجھے دکن کے فربہ لڑکے کی کیفیات پر دوائی پوچھی جائے تو میں کھانے کے بعد، کھڑے ہوئے، کھڑے ہوئے کھانے کے بعد، گفتگو کر[illegible]

کارب کا مطالعہ کروں گا۔اس میں گوشت خوری کے کے لئے غیر معمولی خواہش پائی جاتی ہے۔اس طرح بسیار خوری، غنودگی اور موٹاپہ۔

چند سال پرانا کیس یاد آ رہا ہے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے کہ نارکولیپسی اور کیٹا لیپسی کے عوارض کو ابھی تسلیم بھی نہیں کیا گیا تھا۔ میں نے اسے محض موٹاپے کی بنا پر تشخیص کیا۔ایک نوجوان خاتون، بہت مضبوط جسم، زرد رنگت، نیند سے اچانک گر جاتی، حیض کے زمانے میں غنودگی۔

وہ ایک چاک وچوبند لڑکی تھی، ذہین، کلرک، اس کی کمپنی اس کی کارکردگی پر بے حد مطمئن، ہر مہینے وہ غنودگی کا شکار ہو جاتی، وہ کوئی جواب نہ دے سکتی، بے وقوفانہ کیفیت سے دوچار ہو جاتی، سستی، وہ بیماری کی کیفیت میں سب کچھ دیکھتی، بعد میں ہر چیز یاد رکھتی، مگر جواب نہ سوجھتا، وہ ہلنے جلنے کے قابل نہ رہتی، ہر چیز اسے دور محسوس ہوتی۔ وہ اپنے دوستوں کو بھی پہچان نہ سکتی۔ میں نے اسے ایک بار ایسی حالت میں دیکھا۔ وہ بہت قابل رحم حالت میں تھی۔ ان ایام کے علاوہ .وہ انتہائی مستعد اور خوش باش تھی۔اگر چہ ان حملوں سے بہت پریشان رہتی، اسے نوکری چھن جانے کا اندیشہ رہتا۔ وجہ یہ تھی کہ اسے ہر ماہ دو تین دن رخصت لینا پڑتی۔ بعض دوسری علامات نے دوا کے لئے میری راہنمائی کی۔ وہ منہ کی خشکی کی شکایت کرتی، زبان تالو کے ساتھ چمٹی رہتی، اس کے باوجود اسے پیاس نہیں لگتی تھی۔ اپھارہ لاحق رہتا۔ حیض سے پہلے دوسرے دن اسے شدید قبض ہو جاتی۔ پاخانہ نرم، قبض کے مریضوں کی طرح سخت نہیں تھا۔ وہ ٹھنڈ اور مرطوب موسم سے حساس تھی مگر پھر بھی گرم کمرے کو پسند نہیں کرتی تھی۔ گرم کمرے میں زیادہ غنودگی محسوس کرتی۔ کھڑی کھڑی وہ آسانی سے بے ہوش ہو جاتی۔ غنودگی، ذہن کا الجھاؤ۔

ان ساری علامات پر احاطہ کرنے والی دوا۔۔۔نکس ماسکاٹا تھی۔ میرے پاس اس دوا کی صرف ایک لاکھ کی طاقت ہی موجود تھی۔ میں نے اسے یہ دوا دے دی۔ اسے دو سال سے یہ تکلیف تھی۔ تین ماہ تک اسے کوئی دورہ نہ ہوا۔ اس کے بعد ایک بار شکایت ہوئی۔ دوا کا اعادہ کیا گیا۔ چھ ماہ تک افاقہ رہا۔ پھر معمولی دورہ ہوا۔ دوا کی تین خوراکیں دی گئیں۔ اسے مکمل شفا ہو گئی۔

دو سال بعد ملاقات ہوئی۔ وہ ایک صحت مند، پتلی دبلی، خاتون تھی۔ اس کی شادی ہونے والی تھی۔ اس وقت تک اسے دوبارہ تکلیف نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ کبھی نظر نہ آئی۔ اس کا وعدہ تھا کہ اگر تکلیف ہوئی تو وہ اطلاع دے گی۔

ہومیوپیتھی میں بیماری کے ناموں پر انحصار نہیں کیا جاتا۔

پروونگ کے دوران محنت اور احتیاط سے علامات جمع کی جاتی ہیں۔ زیادہ تر آزمائش ڈاکٹروں نے کی ہوتی ہے۔ عام لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ علامات جب کسی مریض میں نظر آئیں تو یہ دوا یقینی شفا کا ذریعہ بنے گی۔

مثال کے طور پر ایسی خاتون جو سکتے کے خوف سے ہنسنا چھوڑ دے، ریپرٹری کی رو سے اس کی دوا فاسفورس ہے۔

(XXVIII)

سانس کی نالیوں کی سوزش

(BRONCHOPNEMONIA)

کہا جاتا ہے کہ ہومیو پیتھی حاد امراض میں بے کار ہے۔

کیا ہم اس بیان کی تردید کر سکتے ہیں؟

میڈیکل لٹریچر میں یہ لکھا ہے کہ سانس کی نالیوں کی سوزش کسی بیماری کے آخری مرحلہ میں پیدا ہوتی ہے اور اصولی طور پر مہلک ہوتی ہے۔ پچاس فی صد کیسوں میں مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایلو پیتھک ہسپتالوں میں اس مرض کے بارے میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔

ہومیو پیتھک ہسپتال کی ایک نرس کے تاثرات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ اس کے الفاظ میں،

''میں نہیں سمجھ سکتی کہ سانس کی نالیوں کی جھلیوں کی سوزش پر یہ لوگ اتنے پریشان اور خائف کیوں ہیں، ہمارے ہسپتال میں ایسے مریض چند دن کے علاج سے درست ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں اس مرض سے کوئی مریض نہیں مرتا۔''

یہ الفاظ ہومیو پیتھک نرس کے ہیں۔ وہ مریضوں کا پس منظر میں رہ کر مشاہدہ کرتی ہے۔ یقینی طور پر وہ اس معاملہ میں بہترین جج ہے۔

مجھے اپنی پریکٹس میں اس مرض سے بہت واسطہ رہا ہے۔

میں نے ایلو پیتھک ہسپتالوں میں بچوں اور بڑوں کو اس مرض میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرتے دیکھا ہے۔

ضلعی ہسپتال میں میرے پاس ایسے کیس دوسرے ڈاکٹروں سے ہو کر آتے تھے۔ وہ کسی بچے کی حالت سے ناامید ہو کر علاج سے دستبردار ہو جاتے اور میں ہومیو پیتھک سے اسے زندگی کی جانب واپس لے آتا۔

ایک بچہ میں نے اس مرض سے مرتے دیکھا۔

یہ ایک بالکل چھوٹا بچہ تھا۔ پندرہ دن سے بھی کم۔ اسے معمولی سی سردی اور کھانسی شروع ہوئی۔ اسے گرم رکھنے کی ہدایت کے ساتھ چند دوائیں دے کر گھر بھیج دیا گیا۔

اگلے روز لندن بھر میں ایک کالی کہر نے چھاؤنی ڈال لی۔

اس کی والدہ بچے کو لے کر کہر کے عالم میں کئی گھنٹے باہر رہی۔ اسے زیادہ تر پیدل چلنا

پڑا۔ پیدل چلنے کی وجہ یہ تھی کہ کہر کے سبب ٹریفک بہت کم تھا۔ وہ بچے کو اس کی دادی کو دکھانے لے گئی۔ اس طرح وہ برانکو نمونیا کی زد میں آ گیا۔ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر موت کے منہ میں چلا گیا۔

برانکونمونیا میں ایک بچے کی مثال،

یہ 18 ماہ کا تھا۔ ایسے گھرانے میں تھا جہاں بچیاں ہی بچیاں تھیں۔ یہی ایک بچہ تھا۔ والدین کی عمر بھی کافی ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے مزید اولاد کی امید بھی نہ تھی۔

بچہ ایک ہفتے سے بیمار تھا۔ مقامی ڈاکٹر نے مایوس ہو کر علاج سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس کے خیال میں مرض کافی شدید ہو چکا۔

میں نے بچے کو دیکھا تو وہ قریب المرگ تھا۔ نیم بے ہوش، سانس کی رفتار 60، بخار 104، نبض کمزور، تیز اور مسلسل، یہاں تک کہ گننا مشکل، اندازاً 160، سانس کی دقت اتنی واضح کہ دروازے سے سنائی دیتی، ماتھے پر ٹھنڈا پسینہ۔

مریض کی حالت غیر یقینی تھی۔ موت دروازے پر دستک دے رہی تھی۔ میں نے انٹی مونیم ٹارٹ 1m آزمائی۔ تین تین گھنٹے بعد ایک خوراک تجویز کی۔

میری تجویز کے لئے علامات یہ تھیں۔

پھیلے ہوئے سیاہ نتھنے جو ہر سانس کے ساتھ پھڑ پھڑاتے، پھیھڑے بلغم سے بھرے ہوئے، بلغم نکالنا مشکل، چھاتی کھڑ کھڑاتی ہوئی، شدید کمزوری، مریض بالکل نڈھال۔

چوبیس گھنٹے میں کوئی فائدہ نہ ہوا۔

کیا میں نے بچے کو موت کی وادی میں جاتے دیکھ کر علاج ترک کر دیا؟ نہیں، ہمارے پاس مزید ہتھیار ہیں۔۔۔۔ لائکوپوڈیم، اس کی علامات بھی موجود تھیں۔ میں نے دیکھا پھیھڑے کی دائیں جانب زیادہ متاثر ہے۔ باپ نے بتایا کہ تکلیف کی ابتدا بھی دائیں جانب ہی سے ہوئی تھی۔ ماتھے پر شکن تھے۔ ہمیں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال کرنا پڑتا ہے۔ ایلوپیتھ ڈاکٹروں کے ہاں ان باتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ لیکن ہمارے ہاں تو یہ معمولی معمولی باتیں زندگی اور موت کے درمیان دیوار کی حیثیت رکھتی ہیں۔

لائکو پوڈیم 1m دو دو گھنٹے بعد۔ سانس اور نبض کی رفتار میری وزٹ پر کم ہو گئی تھی۔ لائکو کی پہلی خوراک کے اڑتالیس گھنٹے بعد ٹمپریچر معمول پر آ گیا۔ ایک ہفتے کے اندر بچہ بالکل تندرست ہو گیا۔ پھیھڑے صاف اور نمونیے کے کوئی آثار نہیں تھے۔

ہومیوپیتھی کے لئے لاکھ تحسین، صحیح تجویز کیسے کیسے معجزے دکھا سکتی ہے۔

میرے پاس ایسے بہت سے کیس رہے۔ بعض اوقات اٹم ٹارٹ معجزہ دکھا دیتی اور بعض اوقات لائکو پوڈیم۔شرط علامات کی مطابقت ہے۔بصورت دیگر سلفر یا کئی بار فاسفورس۔ تمام علامات کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ غالب علامات دوائی کی علامات سے مل جائیں تو کامیابی کی پیش گوئی کی جا سکتی ہے۔ بعد کی پیچیدگیاں بھی نہیں ہوتیں۔ نسیجوں میں ہوا ڈیرہ نہیں ڈالتی، نمونیا کے اثرات باقی نہیں رہتے۔ شفا بھی تیزی اور آرام کے ساتھ ہوتی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ دوا کا درست تجویز ہونا ضروری ہے۔

معذور بچوں کی ویلفئر ایسوسی ایشن کے ایک اجلاس میں موجود تھا۔نسیجوں میں ہوا کا عارضہ زیر بحث تھا۔ نمونیا کے علاج کے بعد یہ عارضہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے۔اس عارضہ میں مبتلا بچوں کے علاج پر ایسوسی ایشن کافی خرچ کر رہی تھی۔ ہومیو علاج میں اس قسم کی صورت حال کے پیدا ہونے کا سوال ہی نہ تھا۔ کیا ایلو پیتھک کے لئے ہومیو ادویہ کا مطالعہ مفید نہیں۔ وہ ہومیو ادویہ سے نمونیے کا علاج کریں تو نسیجوں میں ہوا کی تکلیف کا امکان ہی ختم ہو جائے۔

نسیجوں میں ہوا **Emphysema** کے لئے کینٹ ریپرٹری میں 30 ادویہ بیان ہوئی ہیں۔اس طرح ادویات کا دائرہ وسیع ہے۔صحیح دوا مل سکے گی۔ بات صرف اتنی ہے کہ چھوٹی طاقتیں زیادہ آرام سے کام کرتی ہیں۔ لیکن وہ کام بہر حال کرتی ہیں۔ابتدا میں 3x طاقت استعمال کرائیں۔

سانس کی نالیوں کی سوزش کا ایک اور کیس دلچسپ ہے۔

ایک نوجوان خاتون، 30 کے لگ بھگ، ایک ہفتہ تک اسے سانس کی نالیوں میں بلغم اور سردی سی محسوس ہوتی رہی۔ اس نے زیادہ توجہ نہ دی۔ اس حالت میں اسے اپنے پیشہ وارانہ فرائض کے سلسلہ میں طویل سفر کرنا پڑا۔ موسم میں سختی کے ساتھ ساتھ اسے چوبیس گھنٹے تک دیہاتی لاج میں قیام کرنا پڑا۔ واپسی پر اسے اونچا بخار ہو گیا۔ وہ بستر میں محدود ہونے پر مجبور ہو گئی۔ چونکہ وہ ہومیو علاج کی مداح تھی۔ اس نے ایکونائٹ 3x کی کئی خوراکیں لیں۔ مگر مرض ایکونائٹ کے دائرہ سے باہر نکل چکا تھا۔ مجھے بلوایا گیا تو وہ شدید ہذیانی کیفیت میں تھی۔ رخسار آتشین، سانس 28، نبض 126، بخار 102.8، مسلسل خشک کھانسی، ساتھ ہی معمولی خون آلود بلغم، بلغم کا اخراج کافی مشکل تھا۔ دائیں پھیپھڑے میں چیرنے والا درد، کھانسنے یا کسی طور حرکت کرنے پر درد محسوس ہوتا، مجھے اندازہ ہوا کہ سانس کی نالیوں میں سوزش ہو چکی ہے۔ خراش دار آوازیں دائیں جانب محسوس ہو رہی تھیں۔ اس سے شبہہ ہوا کہ سوزش کے ساتھ پلوری اور پھیپھڑے کے پردے کی سوزش بھی ہے۔ پیاس بہت شدید وہ مسلسل ٹھنڈا پانی پی رہی تھی۔ پہلو میں چیرتی ہوئی درد۔

برائی اونیا کی تجویز واضح تھی۔ چنانچہ برائی اونیا نصف نصف گھنٹے بعد لینے کی ہدایت کی۔ درد میں کمی کے لحاظ سے دوا کے وقفے کو متناسب رکھنا تھا۔ دائیں پشت پر مالش سینے کو پٹی سے سہارا دینے کی ہدایت کی۔

چوبیس گھنٹے تک درد میں کمی کے سوا کوئی تبدیلی محسوس نہ ہوئی۔ برائی اونیا جاری رکھی گئی۔ تین دن تک برائی اونیا نے کوئی اثر نہ ڈالا۔ پشت پر کند کیفیت گردن تک پھیل رہی تھی۔ پھیپھڑے میں کھڑکھراہٹ تھی۔ بخار 103-102 رہا۔ نبض 130-120، سانس 30-28۔ سانس کی نالیوں کی سوزش کا یہ انتہائی کیس تھا۔ مگر تکلیف ابھی اپنی ابتدائی حالت میں تھی۔

تین دن کے بعد دوبارہ علامات جمع کیں۔

بھورے رنگ کی خون آلود بلغم نکل رہی تھی۔ سینہ وزنی، ٹھنڈے پانی کی طلب، چائے سے نفرت حالانکہ وہ چائے کی بہت شوقین تھی، شدید ہذیان، تحت الشعور میں دوا لینے کے بارے میں تشویش لاحق ہوئی، سونے اور بیدار ہوتے وقت بے چینی، ان علامات پر۔۔۔فاسفورس واضح تھی۔ میں نے فاسفورس-3x دو دو گھنٹے کے بعد تکرار کے ساتھ شروع کرائی۔ مریض تصوراتی قسم کے ہذیان میں تھی۔ وہ سوچتی کہ بستر بھرا ہوا ہے۔ گرم بوتل کی بھی اس میں جگہ نہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ بستر میں بہت سے لوگ گھسے ہوئے ہیں۔ وہ بستر میں فرضی طور پر موجود دو تین افراد کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ میری خوس قسمتی تھی کہ ان علامات کا علم اس وقت نہ ہوا۔ ورنہ میں دوا تجویز کرنے میں غلطی کر جاتا۔ اس کے چہرے کی جلد اتنی تنی ہوئی تھی کہ کریم سے اسے نرم کرنا پڑتا۔ ہونٹ خشک اور پھٹے ہوئے۔ چوبیس گھنٹے بعد بھی علامات میں تبدیلی نہ ہوئی۔ ٹمپریچر اور نبض میں بھی فرق نہ ہوا۔

اب کیا کیا جائے؟ دوا درست تھی، صرف طاقت صحیح نہیں تھی۔ میں نے فاسفورس 30x چار چار گھنٹے کے بعد شروع کرائی۔

اگلے روز بخار 2-101 اور نبض 96 ہو گئی۔ یہ تبدیلی فاسفورس کی پہلی خوراک کے چوبیس گھنٹے بعد ہوئی۔ فاسفورس 30x جاری رکھی گئی۔ مزید چوبیس گھنٹے میں بخار نارمل ہو گیا۔ نبض اور سانس بھی نارمل ہو گئے۔ کھانسی بدستور تکلیف دہ رہی۔ ہاں بلغم میں خون آنا بند ہو گیا۔

دائیں جانب کا کند نمونیا ختم ہو گیا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے نمونیے کے تمام اثرات ختم ہو گئے۔

مریض کو انگوروں کے پانی اور سنگترے کے جوس پر رکھا گیا۔ بخار ختم ہونے کے بعد چوزے کی یخنی، مار مائٹ، سبزیوں کا سوپ یا پانی، براؤن بریڈ، مکھن کی اجازت دے دی گئی۔

کئی روز فاسفورس 30x دی جاتی رہی۔ ایک ہفتے بعد فاسفورس-10m کی ایک خوراک دے کر علاج مکمل کر دیا گیا۔

کیا سانس کی نالیوں کی سوزش کا کیس چودہ دن میں صحت یاب ہو سکتا ہے؟ فاسفورس نے کتنی تیزی سے کام کیا۔ حیرت کی بات ہے۔ مریض چھوٹی طاقتوں کا عادی تھا۔ اسی وجہ سے میں نے ابتدا چھوٹی طاقت سے کی۔ مگر تیس طاقت نے موثر طور پر کام کیا۔

عام طور پر حاد مرض میں چھوٹی اور پرانے مرض میں بڑی طاقت اچھا کام کرتی ہے۔

ہر مریض کے لئے دوا کی مخصوص طاقت بھی تلاش کرنا پڑتی ہے۔ اگر آپ کو چھوٹی طاقت پر اعتماد ہو تو چھوٹی طاقت سے علاج شروع کریں۔ اگر علامات میں فرق نہیں پڑتا اور آپ کو دوا کے انتخاب پر یقین ہے اور کسی دوسری دوائی کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا تو دوا تبدیل نہ کریں۔ ترتیب کے لحاظ سے 30x'12x'6x آزمائیں۔ آپ دیکھیں گے تو جہاں چھوٹی طاقت بے اثر ہوگی وہاں بڑی طاقت کام کرے گی۔

سانس کی نالیوں کی سوزش کے لئے کینٹ ریپرٹری میں 17 اور ٹائیفائڈ نمونیہ کے لئے 13 دوائیں درج ہیں۔

مجھے معلوم نہیں کہ وہ ٹائیفائیڈ کی آخری سٹیج کو نمونیہ یا نمونیہ کے ساتھ کمزوری کو ٹائیفائیڈ کہتے ہیں۔ بہر حال تمام چھوٹی چھوٹی علامات نوٹ کریں۔ مشاہدہ کرتے رہیں۔ ایک اچھی نرس آپ کو غیر حاضری کی تفصیلات بتاتی رہے۔ ریپرٹری سے معاون دواؤں کا جائزہ لیتے رہیں۔

نیش کی لیڈرز میں ادویہ کی بڑی شاندار تصویر کشی کی گئی ہے۔ وہاں ادویہ کا تقابل بہت مفید ہے۔ اسی طرح ایلن کی ''کی نوٹس'' بھی بہت مفید کتاب ہے۔ ایک ہومیو پیتھک ڈرگ ہاؤس میں میری گفتگو ایک جرمن ڈاکٹر سے ہوئی۔ گفتگو کا موضوع مختلف ہومیو پیتھک کتابیں تھیں۔ اس نے نیش کی لیڈرز کو بہت اچھی کتاب تسلیم کیا۔ خاص طور پر مبتدیوں کے لئے یہ بہت اچھی ہے۔ البتہ اس نے کہا کہ اس کتاب میں اونچی طاقتوں پر جتنا زور دیا گیا ہے وہ محض چکا چوند ہے۔ یہ رائے چھوٹی طاقتوں پر یقین رکھنے والے کی تھی۔ یہ بات عجیب وغریب ہے کہ ہومیو پیتھی ہانیمین جرمن تھے۔ آخری سالوں میں انہوں نے چھوٹی طاقتوں کو ترک کر کے اونچی طاقتوں کا استعمال شروع کر دیا تھا۔ اس کے لئے انہوں نے یہ دلیل دی تھی کہ اونچی طاقت کی صورت میں مرض کی شدت میں اضافہ کم ہوتا ہے۔ جب کہ چھوٹی طاقت میں اضافہ زیادہ ہوگا۔ کیا موجودہ جرمن ڈاکٹر ہانیمین سے زیادہ بہتر سوچتے ہیں۔

بہر حال ہانیمین ایک عظیم فلاسفر، مابعد الطبیعات کا ماہر تھا۔ جرمن قوم نے بہت سے فلاسفر پیدا کئے ہیں۔ یہ عجیب وغریب بات ہے کہ امریکی جو فلسفیانہ کے بجائے عملی مزاج رکھتے ہیں وہ تو اونچی طاقتوں پر یقین رکھنے والے ڈاکٹر پیدا کرے۔ لیکن فلسفیانہ مزاج والی جرمن قوم

زیادہ مادی مقداروں (چھوٹی طاقتوں) سے چمٹی رہے۔

اونچی طاقتیں تیزی سے کام کرتی ہیں۔ مگر ان کا استعمال احتیاط سے ہونا چاہیے۔ چھوٹی طاقتوں سے کام لیں جب تک آپ کو میٹریا میڈیکا پر کامل عبور نہ ہو۔

اونچی طاقتوں کے تیار کرنے میں بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان کو اچھے طریقے سے سٹور کریں۔ ورنہ ان کی زود اثری ختم ہو جائے گیا۔ ان کو دیگر تیز بو والی مادی صورت میں ادویہ کے ساتھ ایک ہی شیلف میں نہ رکھیں۔ تیز بو والی دواؤں میں، ایلوز، کیمفر، مینتھول، پرامنٹ، اسفائڈا، ولیریانہ، ٹرنٹائن، کاربالک ایسڈ، وغیرہ۔

ہومیو ادویات خشک اور تاریک الماریوں میں رکھنی چاہئیں۔

آخر میں یہ خبردار کرنا ضروری ہے کہ عام آدمی چھوٹی طاقتوں کو استعمال کرے، جب تک کہ ہومیو فزیشن اونچی طاقت کے استعمال کی ہدایت نہ کرے۔

(XXIX)

نسیجی جھلیوں کی سوزش

کیا ہومیوپیتھی ہوا کی نالیوں کی سوزش کے علاج میں کچھ کرسکتی ہے؟

ہمارے بدلتے ہوئے موسمی حالات میں سانس کی نالیوں کی سوزش کے کیس بہت زیادہ ہیں۔ایسے مریضوں کوطویل مدت کے لئے بیرون ملک رہنا پڑتا ہے۔اس کے لئے عام طور پر مصر یا کیناری جیسے ممالک کا انتخاب کیاجاتا ہے۔ مالی لحاظ سے غیرآسودہ لوگوں کو ہسپتالوں کے بیرونی وارڈوں میں پریشان رہنا پڑتا ہے۔وہ تپدق کے ہسپتالوں سے لے کر جنرل ہسپتالوں میں شفا کی تمنائے ناتمام میں مارے مارے پھرتے ہیں۔

ان کو لاتعداد اور مہنگے ٹیسٹوں سے گزارا جاتا ہے۔لعاب،خون ٹیسٹ کے ساتھ ساتھ چھاتی کے ایکسرے لئے جاتے ہیں۔اگران ٹیسٹوں کے نتائج مثبت ہوں تو ان کو سینی ٹوریم میں بھیج دیا جاتا ہے۔وہاں اچھی غذا اور تازہ فضا کے ذریعہ وہ صحت یاب ہو جاتے ہیں۔لیکن اگر تپ دق کے نتائج منفی ہوں تو ان کو ایک اور طریقے سے تختہ مشق بنایا جاتا ہے۔ وہ مسلسل زیر مشاہدہ رکھے جاتے ہیں۔ جونیر ڈاکٹران کو کھلونا بنائے رکھتے ہیں۔وہ دن رات بلغم تھوکتے ہیں ذرا سی دھند تکلیف کو ناقابل برداشت بنا دیتی ہے۔معمولی مشقت بھی ان کے بس سے باہر ہو جاتی ہے۔ چلنا پھرنا ان کے لئے عذاب ہوتا ہے۔ وہ گلیوں میں رینگتے نظر آتے ہیں۔محتاط لوگ خراب موسم میں گھروں کے اندر رہتے ہیں۔وہ صرف کھانسی کا شربت لینے کے لئے باہر آئیں گے۔

مجھے اس طرح کا ایک کیس یاد ہے۔

(1)

یہ ایک غریب، چھوٹی قامت والی خاتون تھی۔اس کی حالت قابل رحم تھی۔وہ پہلی بار جون 1931ء میں آئی۔وہ اس وقت چار ماہ کی حاملہ تھی۔اس کا رحم اپنے مقام سے ہل گیا تھا۔رحم کو سیٹ کر کے ایک درمیانے سائز کی **passry** رحم کو سیٹ رکھنے کے لئے داخل کی گئی۔وہ تین سال کی عمر سے سینے کی خرابی میں مبتلا تھی۔اسے یہ شکایت خسرہ کے حملہ کے بعد ہوئی۔مہینوں تپدق کے شبہ میں نگرانی میں رکھا گیا۔ایکسرے اور بلغم ٹیسٹ کئے گئے۔،کوئی واضح بات سامنے نہ آئی۔ بچے کی پیدائش معمول کے تحت ہوئی۔رحم اب بھی سرکا ہوا تھا۔ پیسری بدل دی گئی۔دس ماہ تک وہ

نظر نہ آئی۔

اس دوران وہ تپ دق کے ہسپتال میں باقاعدہ جاتی رہی۔ اس نے مزید ٹیسٹ، قریب کے ہسپتال سے کروائے۔ 9 فروری 1933ء کو وہ پیسری تبدیل کروانے کے لئے آئی۔ اس نے اس موقعہ پر ماہواری میں بے قاعدگی کی شکایت کی۔ وہ پھر حاملہ تھی۔ رحم بوجھل، بڑا اور اس کی گردن غیر صحت مندانہ تھی۔ اس کا کچھ حصہ گلا ہوا اور سوزش زدہ تھا۔ وہ بہت دبلی تھی۔ اس کی جلد نمایاں طور پر گندی اور خاکستری تھی۔ اس کا لباس بھی گندا اور لا پروائی کا مظہر تھا۔ وہ بہت ڈھیلے کپڑے پہنے ہوئے تھی۔ بناؤ سنگار کا اسے کوئی خیال نہیں تھا۔ ان عمومی علامات پر اسے سلفر دی گئی۔ وہ آئی تو تھی رحم کے ٹیڑھے پن کے علاج کے لئے۔ اس کے لئے کوئی فوری مسئلہ نہیں تھا۔ جدید دور میں سپیشلائزیشن نے کافی پریشان کن صورت پیدا کر دی ہے۔ مریض ایک سے دوسرے شعبے میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ لیکن بہتری کی صورت سامنے نہیں آتی۔ وہ پانچ ماہ تک پھر غائب ہوگئی۔ اس نے بتایا کہ 16 فروری سے اس کی ماہواری باقاعدہ ہے۔ وہ حمل کے خوف سے ماہواری کے بارے میں بہت محتاط رہتی۔

20 جولائی 1933ء وہ دوبارہ آئی۔ اسے سلفر کا ایک اور کورس دیا گیا۔ سلفر کے پہلے کورس کے بارے میں اس نے بتایا کہ اسے سانس کی تکلیف درست ہو چکی ہے۔

تپدق کی ڈسپنسری والوں نے بھی اسے فارغ کر دیا تھا۔

19 فروری 1934ء کو اس نے ایک سال کے علاج کے بعد بتایا کہ اسے ایک بار پھر سینے کی تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ اسے کہر کے موسم میں یہ تکلیف دوبارہ ہوئی۔ اس کی ماہواری بھی بے قاعدہ ہو گئی۔ سر کی چوٹی پر درد اس کے علاوہ تھا۔ نیوبرکولینم 30x کی ہفتہ وار خوراکیں دی جاتی رہیں۔ وجہ یہ تھی کہ اس کی ہسٹری میں تپدق موجود تھی۔ اگرچہ علامات سلفر کی تھیں مگر میں نے نیوبرکولینم دینا مناسب خیال کیا۔ سات ماہ تک وہ پھر غائب رہی۔ ستمبر 1934ء میں اس نے بتایا کہ وہ کافی تندرست ہے۔ سر درد بھی ٹھیک ہے۔

پانچ ماہ بعد (فروری 1935ء) 24 اکتوبر 1934ء سے ماہواری نہیں ہوئی۔ چوٹی پر درد، آنکھوں سے پانی اور ڈسچارج، رات کے وقت چکر، گرمی کے ساتھ بدحواسی محسوس ہوتی ہے۔ سلفر 30x دی گئی۔ 3 مارچ کو ماہواری وقت سے پہلے ہی آ گئی۔ جون 1935ء بتایا گیا کہ اسے درد سر ختم نہیں ہوا۔ سانس کی سوزش نہیں ہوئی۔ نالیوں کی پرانی سوزش بھی واپس نہ آئی۔ ماہواری بھی باقاعدہ رہی۔ سلفر 30x کی ایک خوراک دی گئی۔ 9 جنوری 1936ء دائیں ٹانگ میں درد اور لنگڑا پن۔ سلفر 30x کی ایک خوراک۔

15 اکتوبر 1936ء حیض پھر بافراط، پشت کے نچلے حصے میں درد، اور گرم پسینے۔ ......
سلفر 30x۔

14 دسمبر 1936ء، بہت تندرست، کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں۔ سال ہا سال تک کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اسے جولائی 1933ء میں ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا تھا۔ ہر ہفتے آ کر رپورٹ کرتی رہی۔ بچپن سے سردیوں میں کھانسی کی مریضہ تھی۔

انتہائی تسلی بخش نتائج۔ ہماری کتابیں سانس کی نالیوں اور جھلی کی سوزش کے امراض میں علاج کے کے معجزات سے بھری ہوئی ہیں۔

ہومیوپیتھی میں دمہ بھی قابل علاج ہے۔ اگرچہ دمہ کے مریضوں کو سال ہا سال علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس موضوع پر میں کسی اور موقعہ پر لکھوں گا۔

ہر کام میں ناکامیاں اور ان کے نتیجہ میں دل شکستگی کھیل کا حصہ ہے۔ اس بات کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ ہم ایک ایسی راہ پر چلتے ہیں جسے تسلیم ہی نہیں کیا جاتا۔ ایسی امراض جن کو قابل علاج مانا ہی نہیں جاتا ان کے علاج کا دعوی آسانی سے تسلیم تو نہیں کیا جائے گا۔

لیکن ایک بات اور بھی ہے کہ ہر مریض تو بہر حال قابل علاج نہیں ہوتا۔ ایسے ناممکن کیسوں میں مریض کو شفا نہ بھی دی جا سکے تو بھی اسے آرام تو دیا جا سکتا ہے۔ اس کی حالت تو اچھی بنائی جا سکتی ہے۔ خالی لاعلاج قرار دے کر گھر بھیج دینا تو کوئی بات نہ ہوئی۔

ایسے مشکل مریضوں میں عام طور پر دقت یہ ہوتی ہے کہ علاج کے درمیان میں دوسرے لوگ مداخلت کر کے پیش رفت کو روک دیتے ہیں۔ بہر حال پرانے امراض میں صبر و تحمل کے ساتھ علاج کا موقع دینا ضروری ہے۔

تین چار سال پہلے ایسے ہی کیس سے واسطہ پڑا۔

(2)

ایک خاتون، 34 سال عمر، ریڑھی بان۔

اپنے ساتھ چھوٹے بچے کو مشورہ کے لئے لائی۔ بچے کے بارے میں مشورہ تو کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ البتہ اس کی اپنی حالت کافی خراب تھی۔

اسے خراش دار خشک کھانسی تھی۔ وہ بہت پتلی دبلی تھی اور دیکھنے میں ہی بیمار لگتی تھی۔ تفصیلی گفتگو سے معلوم ہوا کہ اس کی سانس کی نالیاں پھیل چکی ہیں۔ دو تین سال پہلے اسے نمونیہ کی شکایت ہوئی۔ ایک مقامی ہسپتال میں داخل ہوئی۔ ایکسرے وغیرہ اور تفصیلی چیک اپ کے بعد بتایا گیا کہ اس کا مرض لاعلاج ہے۔

وہ ہر صبح کہنیوں کے بل جھک کر بلغم کو نکلنے کا موقعہ دے گی۔ رات بہت تکلیف سے گزارتی۔ بلغم سونے نہیں دیتی۔ اپنے خاوند کو بیدار رکھتی۔ خراش پیدا کرنے والی کھانسی جاری رہتی۔ صبح گاڑھا سیال مواد بلغم کی صورت میں نکلتا۔ دن بھر یہ کیفیت جاری رہتی۔ اس صورت حال نے اس کے خاوند کو بد حال کر دیا تھا۔ اس کا وزن پونڈوں کے حساب سے کم ہوتا جا رہا تھا۔ وہ علاج سے مایوس کی جا چکی تھی۔ لہذا اس حالت پر قانع رہنے پر مجبور تھی۔ میں نے اس کو علاج کے لئے آمادہ کرنا چاہا۔ وہ قائل ہو گئی۔

میرے سامنے نمونیہ کے پرانے آثار تھے۔

دائیں پھیپھڑے کی تہ میں نمونیہ کا اثر بہت نمایاں تھا۔ ساتھ پرانی کھانسی اور عام جسمانی کیفیت سامنے تھی۔ پتلی دبلی خاتون، کھانے کے بعد متلی کا معمول۔۔۔ لائکو پوڈیم 6x صبح شام تجویز کی۔

مریض کے جانے کے بعد میں نے مزید مطالعہ کیا تو خیال ہوا کہ کالی کارب زیادہ بہتر رہے گی۔

اگلے ہفتے کی وزٹ پر میں کالی کارب تجویز کرنے والا تھا۔ لیکن میری خوشی اور حیرت کا باعث تھا کہ مریضہ نے کھانسی میں کافی افاقہ کی رپورٹ دی۔ اس نے بتایا کہ پہلے دو دن صبح کے وقت دو بڑے بڑے پیالے بلغم کے بھر گئے۔ اس کے بعد بلغم بہت کم ہو گئی۔ راتیں پر سکون ہو گئیں۔ رات کو خاوند بیدار ہوا تو اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں مریضہ مر تو نہیں گئی۔ بہتری کی یہ کیفیت جاری رہی۔

ہر ہفتے وہ پہلے سے بہتر ہوتی رہی۔ لائیکو 6x سے اسے بتدریج لائیکو 30x تک لایا گیا۔ تین مہینے کے علاج میں اس نے 18 پونڈ وزن حاصل کیا۔ دائیں پھیپھڑے کی آوازیں صاف ہو گئیں۔ صبح کے وقت بلغم کی بہت کم مقدار خارج ہوتی۔ پھیپھڑے کا شگاف دن بدن کم ہو رہا تھا۔ میں اسے ریڈیالوجسٹ کے پاس تصدیق کے لئے بھیجنے والا تھا۔ وہ اچانک حاملہ ہو گئی۔ اس مرحلہ پر وہ لائیکو 30x لے رہی تھی۔

اس کے جسم پر پھنسیاں نکل آئیں۔ ایسے جیسے جسم پر سیڑھیاں اور سانپ لکیرے گئے ہوں۔ پھنسیاں چھلکے دار نہیں تھیں۔ صرف معمولی سی جلن تھی۔ میں خوش تھا کہ ہومیو اصول کے مطابق جلد پر پھنسیاں شروع ہو جائیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ جسم کے اندر کے زہریلے مادے باہر جلد تک آ گئے ہیں۔ اس طرح اسے صحت کی جانب سفر قرار دیا جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر جلد پر کوئی چیز لگانی نہیں چاہیے۔

بد قسمتی سے وہ زنانہ امراض کے ہسپتال میں میری اطلاع کے بغیر چلی گئی۔انہوں نے اس کی جلدی کیفیت دیکھ کر اسے خوف زدہ کر دیا اور کول تار کے لوشن اور مرہم لگانے شروع کر دیئے۔ اس طرح جلدی تکلیف کا رخ اندر کی جانب پلٹ دیا۔ وہ چھ ماہ تک مختلف مرہمیں لگاتی رہی۔ اس طرح پھنسیاں ختم ہو گئیں۔ مگر کھانسی پہلے کی طرح بدترین شکل میں واپس آ گئی۔ انتہائی بدبودار بلغم نکلنے لگی۔ میں نے مرہم کے استعمال سے منع کیا مگر میری آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ مرہم کا استعمال لازمی ہے اور کھانسی وغیرہ کی تکلیف کا کوئی علاج نہیں۔ اس سے پہلے جو افاقہ ہوا تھا اسے اتفاقی قرار دے دیا گیا۔

میرے دلائل سے خاتون کا ذہن مائل ہو رہا تھا مگر ہومیوپیتھی کے خلاف ماحول سازگار نہیں تھا۔ میں مریضہ کے خاوند کو بڑبڑاتے ہوئے سنا کہ "ہومیو پیتھک گولیوں کا بہت فائدہ تھا۔ چند مہینے راتوں کو اسے پرسکون نیند نصیب ہوئی۔"

ہومیو پیتھی خاتون کی حالت بہتر بنانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ ہماری کامیابی اتنی نمایاں تھی کہ اس سے انکار محض چاند کو شرمانے والی بات ہے۔ تین ماہ کے علاج سے پھیپھڑے بالکل صاف اور صحت مند ہو گئے تھے۔ کھانسی رہی تھی اور نہ ہی بلغم۔ نیند پرسکون اور بھوک اچھی ہو گئی۔ اس کا وزن معیار پر آیا۔ چہرہ کلی کی طرح کھل گیا۔

دیکھیں ہومیو علاج کی اتنی شاندار کامیابی کو کس طرح تلپٹ کر دیا گیا۔ اسے خرابی صحت کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کر دل پارہ پارہ ہو رہا تھا۔ اس خاتون کو لوگ مزید دو سال تک جمی ہوئی خشک بلغم کے عذاب میں دیکھتے رہے۔ اس نے جلدی تکلیف کے مقابلے میں اس کیفیت کو ترجیح دی، حالانکہ جلدی تکلیف بہر حال عارضی تھی جو تھوڑے عرصے میں ختم ہو جاتی۔

اگر لوگ یہ محسوس کر لیں کہ اندرونی اعضا کی پرانی اور گہری بیماری بظاہر بے آرامی کے مقابلے پر قابل علاج ہے۔ کیونکہ صحت مندی اندرون سے بیروں کی جانب سفر کرتی ہے۔ باہر کی ظاہری تکلیف میں بیرونی جلد دوائی لگا کر علاج میں مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔ صحیح علامات پر دوائی، ہومیو پیتھک اصولوں کے مطابق علاج یعنی اصول بالمثل کے مطابق۔ جلد ایک اہم عضو ہے جو اخراج سمیات کا ذریعہ ہے۔ جلد کے ذریعے سانس کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ جلدی مسامات کے ذریعے آکسیجن جسم کو بہم پہنچتی ہے ہے۔ اگر ہم جلد کے مسام بند کر دیں۔ یہ کام جلد پر گریس لگا کر بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ اس سے جلد کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس کی کارکردگی میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ جس طرح دل، پھپھڑے کو نقصان پہنچے تو یہ نظر نہیں آتا۔ اس بات کو سب معالج سمجھتے ہیں۔ ایراسمس ولن کے زمانے سے جلدی امراض میں مرہموں کے رواج نے اس صورت حال کو پختہ کر دیا ہے۔

ان جلدی امراض کے اس طرح علاج کے بعد پھیپھڑوں اور دل کی شدید بیماریوں نے جنم لیا ہے۔
اس طرح مریض جلدی علاج سے فارغ ہونے کے ایک عرصہ بعد دل، پھیپھڑوں کے وارڈوں میں داخل ہو گئے۔ جلد کے علاج کے بد اثرات کو ماہرین امراض سمجھنے میں ناکام رہے ہیں۔ ہومیو علاج کا یہ اہم اصول ہے کہ صحت یابی کا عمل اندرون سے بیرون کی جانب کام کرتا ہے۔ اندرونی بیماری جلد پر پھوڑے پھنسیوں کے نمایاں ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔
سانس کی نالیوں کی سوزش کا ایک کیس بیان کرتا ہوں۔ آپ دیکھیں کہ کتنی معجز نما کامیابی ہے۔

(3)

ایک خاتون کا قصہ ہے۔ اس کی ہسٹری یہ ہے۔
پانچ سال کی عمر میں بائیں جانب کے پھیپھڑے کے غلاف میں پیپ کی وجہ سے آپریشن ہوا۔ اس کے بعد دقی کھانسی مسلسل ہے۔ یہ سردیوں میں شدت اختیار کر لیتی ہے۔ 1933ء کی سردیوں میں تکلیف بہت شدید ہو گئی۔ 1934ء میں میں نے اسے پہلی بار دیکھا۔ اسے کیروسوٹ اور بعض دیگر ادویہ دی گئیں۔ ایکسرے سے کوئی چیز واضح طور پر تشخیص میں مدد کرنے والی سامنے نہ آئی۔ رات کے آخری پہر میں دو بجے سے چھ بجے صبح تک تکلیف دہ خشک کھانسی کیوجہ سے بیدار ہو جاتی۔ سینے میں شدید جلن، جلتے ہوئے دھڑکن، صبح کے وقت تکلیف میں اضافہ، باہر جاتے ہی سردی لگ جاتی۔ سیڑھیاں چڑھتے وقت تکلیف میں اضافہ، باہر جاتے ہی سردی لگ جاتی۔ سردیوں میں ماہواری بے قاعدہ رہتی۔ حیض بافراط مگر چھیچھڑوں کے بغیر، مہینے یا پندرہ دن بعد دو دن کیلئے آتا، ایک بار کھانسی کا دورہ گھنٹے دو گھنٹے تک جاری رہتا۔ کھانسی تسلسل کے ساتھ۔ معائینہ کے دوران بھی کھانسی جاری رہی۔ خاوند نے بتایا کہ اس کی رات بھر کی بے آرامی اسے پاگل کر دینے کے لئے کافی ہے۔ مریض موسیقی سے نفرت کرتی ہے۔ وہ زود رنج ہے۔ عام کمزوری محسوس کرتی ہے۔ بے ہضمی کا شکار رہتی ہے۔ سردی بہت لگتی ہے۔ وزن 55 پونڈ کپڑوں سمیت۔ دائیں پھیپھڑے میں انجماد رہتا ہے۔ ...... کالی کارب 6x صبح وشام۔

19 اپریل 1934ء کو دوسری بار معائینہ کیا۔ بیمار محسوس کرتی ہے۔ دوا شروع کرنے کے بعد ایک ہفتہ تک بیزار محسوس کرتی رہی۔ مگر اب کافی بہتر ہے۔ نیند ٹھیک ہو گئی ہے۔

3 مئی 1934ء دو ہفتے پہلے سردی لگ گئی۔ دوبارہ شدید کھانسی صبح اور تین بجے، بلغم گاڑھی، وزن 63 پونڈ البتہ ماہواری باقاعدہ...... کالی کارب بدستور۔

8 ستمبر 1934ء وزن میں مزید آٹھ پونڈ کا اضافہ، بعض علامات کی واپسی، دھڑکن، سینے

میں درد ختم، ہفتہ پہلے سردی لگ گئی۔ معائینہ پر دائیں پھیپھڑے میں rales نظر آ رہی تھی۔ فوری کیفیت کے پیش نظر ڈلکامارا 12x شام کے وقت، جس کے بعد کالی کارب بدستور۔

20 نومبر 1934ء بہت اچھی۔ جب تک پچھلے ہفتے سردی لگنے تک۔ جس کے بعد کہر میں شدت کی وجہ سے اسے رات کو بیدار ہونا پڑتا، سینے کی ہڈیوں کے اندر گدگدی، خشک سردی سے بہت حساس۔۔۔ریومس کرسپس 6x فوری تکلیف کے لئے اور...... کالی کارب-1m۔

اس کے بعد مریضہ نظر نہ آئی۔ البتہ اس کی ہمشیرہ اطلاع دیتی رہی کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ سردی کی شدت کے باوجود اسے کھانسی نہیں ہوتی۔ اس کا خاوند بہت ممنون کہ رات کا چین نصیب ہوا۔ وگرنہ وہ مذاق میں طلاق کی دھمکیاں دیتا رہتا۔

سالہا سال پرانی کھانسی بغیر تبدیلی آب و ہوا، مچھلی کے تیل اور مالشوں کے بغیر۔ علاج کے لئے ضلع بھی تبدیل نہ کیا گیا، یہاں تک کہ غذائی معمولات کو بھی نہ چھیڑا گیا۔

ایک معمولی سی دوائی، کالی کارب، (پوٹاش+کاربونیٹ)، مختلف طاقتوں میں، دی گئی۔ اس نے دقی تکلیف کو رفع کیا، جسمانی و مزاجی کیفیت کو بدل کر رکھ دیا۔ وزن میں تیزی سے اضافہ ہوا۔

ہومیوپیتھی کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یہ آپ کو کبھی مایوس نہیں کرے گی۔ نالیوں کی سوزش کے لئے اس میں بہت سی ادوویات ہیں۔ ہر دوائی کی اپنی مخصوص علامات ہیں۔ مشکل صرف صحیح دوا کی تلاش میں ہے۔ اس کے لئے مسلسل مطالعہ سے ہانیمین کی راہ کی پیروی ہے۔ مطالعہ اور محنت، میٹیر یا میڈیکا کی کتابیں مل سکتی ہیں۔ نیش کو پڑھیے، پھر کینٹ اور کلارک کی میٹیر یا میڈیکا۔ یہ مطالعہ آپ پر جادو کر دینے والا ہے۔ فوری تکالیف میں آپ کیلئے بے حد مفید ہو گا۔ آپ محسوس کریں تو فوری تکالیف میں آپ ان کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ نمونیہ، خسرہ، کالی کھانسی، انفلوئنزا، سوزشی امراض، ٹائیفائیڈ کا خوف، ہیضہ، خناق میں آپ پیچیدگیوں سے بچ سکیں گے۔ نیز فوری تکالیف قابو میں رہیں گی۔ آپ جتنا مطالعہ کریں گے اتنی ہی زیادہ کامیابی ہو گی۔

بظاہر نا قابل علاج امراض، کے علاج میں، آپ کامیاب ہوں گے۔

(XXX)

حیوانات کا علاج

(1)

کئی سال پہلے ایک دفعہ دن بھر کی بوریت کے بعد میں گھر پہنچا تو پتہ چلا کہ ہمارا چھوٹا پپی بیمار ہوگیا ہے۔ میں اس کی بالٹی تک پہنچا تو سخت اذیت ناک منظر تھا۔ یہ وحشی جانور نیم بے ہوش پڑا تھا۔ بس سانس چل رہا تھا۔ اس کے منہ سے جھاگ بہہ رہی تھی۔ اس کا جسم برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ اس کے باوجود کہ وہ گرم کمرے میں تھا۔ جلد خشک اور کھردری، ناک ٹھنڈی اور خشک اور بے حد زرد، نبض مشکل ہی سے محسوس ہورہی تھی۔

میں نے اس پر کمبل ڈالنے کی کوشش کی مگر وہ گرم بوتل اور کمبل سے باہر رینگنے لگا۔ کیا کیا جائے؟ میں کتوں کی امراض کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ Distemper کے بارے میں سن رکھا ہے۔ مگر وہ بھی بالکل مبہم طور پر۔ اس کے لئے کیا علامات ہیں کچھ نہیں جانتا۔ دھندلا سا بھی تصور نہیں۔ لیکن مجھے میٹھی میٹھی گولیوں پر پورا یقین ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ سے کہا،

''اچھا، اگر انسان پر ان علامات میں،

اچانک اور فوری نوعیت کی تکلیف، شدید سردی کا

احساس، اوڑھنی سے گریز، شدید کمزوری،

کا مطلب۔۔۔۔کیمفر'' ہے تو جانوروں پر بات اس سے مختلف کیوں ہوگی۔

میرے پاس کیمفر کی صرف 2m کی طاقت تھی۔ کیا کتے میں یہ کام کرے گی۔ یہ میٹھا پاؤڈر کتے کی زبان پر رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد میں بے چینی سے دوا کے اثر کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ میری انگلیاں چاٹنے لگا۔ میں نے ہاتھوں کو دودھ سے گیلا کیا ہوا تھا۔ میں نے دودھ میں برانڈی ملا کر اسے پلائی۔ کئی گھنٹوں کے بعد وہ کچھ کھانے کے قابل ہوا۔ اگلی صبح وہ بالٹی سے رینگ کر باہر چولہے پر بیٹھا معمول کے انداز میں دم ہلا رہا تھا۔

اس کی تمام سردی ختم ہوگئی۔ بے ہوشی کے کوئی آثار نہ تھے۔ کیا یہ ڈسٹیمپر تھا۔؟ میں نہیں جانتا۔ اس کی بیماری ایک رات ہی میں ختم ہوگئی۔ جس طرح وہ اچانک بیمار ہوا اسی طرح وہ اچانک ہی ٹھیک ہوگیا۔۔۔کیمفر کی ایک خوراک نے کام کر دیا۔

اس کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ ہم اس چھوٹے سے جانور کو صفائی کی پیشگی تربیت نہیں دے سکتے۔ اسے فہمائش اور سزا سے کچھ فائدہ نہیں مگر اس بیماری کے بعد جس وقت وہ تیزی

سے تندرست ہوگا تو وہ مکمل طور پر بدل جائے گا۔ وہ انتہائی صاف اور ستھرا رہنے لگے گا۔
کیا یہ صحت یابی پر اظہار تشکر کا انداز تھا یا اس میں صفائی اور ستھرائی کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے؟

(2)

ہماری ''ٹم'' ایک خوبصورت ایرانی بلی ایسی کہ وہ گھر پر حکمرانی کرتی ہے۔

چند ہفتے قبل اسے سردی لگ گئی۔ پہلی علامت قے اور ہیضہ تھی۔۔جس کا علاج رسٹاکس سے کیا گیا۔ وہ ٹھنڈی پتھریلے سٹیپس پر بیٹھنے کو بے حد پسند کرتی تھی۔ اس طرح باغیچہ کی گھاس پر بیٹھنا بھی اسے بہت مرغوب تھا۔ اس دوائی سے تکلیف کافی مختصر ہو جاتی مگر اس بار اسے کوئی اثر نہ ہوا۔ بیماری طول پکڑ گئی۔ چوبیس گھنٹے میں مثانہ پر حملہ ہو گیا۔ وہ باہر نکلنے کے لئے بے چین تھی۔ بے چینی شدید سے شدید ہوتی گئی۔

بڑی حیرانی کی بات یہ تھی کہ وہ وہ باہر جانے کے لئے بہت بے چین تھی۔ یہ بے چینی اس کی حالت کو اور بھی خراب کر رہی تھی۔ اسے پنجرے میں ڈال دیا گیا۔ وہ اپنی مالکہ کی طرف التجائی نظروں سے دیکھتی مگر وہ اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی تھی۔ آخر کار اس کی حالت بہت خراب ہو گئی۔ وہ پنجرے میں کھڑی رہتی۔ اس حالت میں چند قطروں کے سوا وہ پیشاب نہیں کر سکتی تھی۔

ہومیو پیتھک کیٹ بک اس تکلیف کے لئے کینتھرس تجویز کرتی ہے۔ مگر چوبیس گھنٹے تک اس دوائی سے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ میں نے مجبور ہو کر ریپرٹری کو دیکھنا شروع کیا۔

اس کی منفرد علامات یہ تھیں،

گرمی کی دلدادہ، مگر سردی میں ٹھنڈی ٹائلوں پر بیٹھنے کی شوقین، ٹھنڈا کمرہ جس میں ہیٹر نہ ہو میں لیٹنا پسند کرتی ہو، آگ کی گرمی اس کے لئے بالکل ناقابل برداشت، وہ گرم کپڑے بھی پسند نہیں کرتی تھی۔ مزید برآں اس کے مثانے پر پیشاب کا مستقل دباؤ رہتا حالانکہ مثانے میں چند قطروں کے سوا پیشاب نہ ہوتا۔ پیشاب گاڑھا اور لیس دار۔

ان علامات پر دوائی ----ایپس بنتی تھی۔ چنانچہ یہ دوائی دی گئی۔ پندرہ منٹ تک تکلیف میں شدت ہو گئی۔ پھر سکون ہونے لگا اور وہ سو گئی۔ پانچ چھ گھنٹے سوئی رہی۔ وہ بل کھا کر گیند کی طرح سوئی رہی۔ بیماری کے دنوں وہ اس طرح کی نیند سے محروم رہی۔ ایپس بار بار دی گئی۔ اڑتالیس گھنٹے کے بعد بد بو ختم ہو گئی۔ پیشاب میں سرعت ختم ہو گئی۔ یہ دوائی تین دن تک جاری رکھی گئی۔ کسی اور دوائی کی ضرورت نہ ہوئی۔ اب وہ بالکل صحت مند تھی، بیماری سے پہلے کی طرح۔

(3)

ڈائسوریا کا ایک دلچسپ کیس-

دو تین سال پہلے، ایک چھوٹی سی خوبصورت بلی، پیشاب کرتے وقت درد محسوس کرتی، پیشاب کا صرف دباؤ تھا، خارج نہ ہوتا تھا- معالج حیوانات صرف پیٹ پر گرم کپڑے لپیٹنے کی ہدایت کو کافی خیال کرتا- اس نے مثانے میں پتھری تشخیص کی- اس نے کندھوں کی مالش کی کوشش کے بعد بلی کو سلا دینے کا مشورہ دیا-

مجھے علم ہوا تو میں نے علامات نوٹ کیں- بلی کو ٹھنڈے فرش پر بیٹھنا بہت مرغوب تھا- وہ گھنٹوں بیٹھی رہتی- بظاہر تکلیف کا سبب بھی یہی تھا- میں نے رسٹاکس 6x تجویز کی- رسٹاکس سے بغیر کسی تکلیف کے افاقہ ہوا اور اس دوائی کی پیرس کے مضافات میں زبردست شہرت ہوئی-

(4)

ایک کتے کے بارے میں واقعہ

یہ ایک چھوٹا سیاہ رنگ کا کتا، میرے عزیز دوستوں کا کھیل کا ساتھی- وہ ہمیشہ اپنی پیاری بھونک سے استقبال کرتا- ایک صبح میں اس کے استقبال سے محروم رہا- میں نے پوچھا کہ "Pat کہاں ہے؟" مجھے بتایا گیا کہ اسے سانس کی نالیوں کی سوزش ہوگئی ہے- میں فوراً اس کے کھڈے میں گیا- اس کی کیفیت یہ تھی-

"وہ بل کھا کر گیند کی شکل میں پڑا ہوا تھا، وہ کمبلوں میں لپٹا ہوا، جسم اتنا ٹھنڈا کہ اضافی کمبل ڈالنا پڑا- اس کا دروازہ پر کمبل ڈالا گیا-"

میں نے پوچھا کہ اس کا دروازہ کیوں بند کر رکھا ہے- جواب میں بتایا گیا کہ وہ بہت چڑاچڑا ہو چکا ہے، ہر ایک کو کاٹ کھانے کو ہے- میں اس کے قریب پہنچا تو وہ سردی سے کانپتے اور اور بیماری سے ہانپتے ہوئے اٹھا اور مجھ پر غرانے لگا- اس کی طرف سے یہ مظاہرہ بہت غیر معمولی تھا- اس کا سانس بہت تیز تھا- میں اس کے معائینہ کے لئے قریب تک نہ جا سکا، وجہ یہ تھی کہ وہ بہت بدمزاج ہو رہا تھا- میں نکس وامیکا کی پڑیاں اس مالکن کے حوالے کر آیا- دو دن بعد اسے دیکھا تو اس کا دوستانہ موڈ واپس آ چکا تھا- سانس کی سوزشی کیفیت بھی ختم ہو چکی تھی- یہ ہومیوپیتھی کا کمال تھا-

کیا یہ یقین و اعتقاد کی کامیابی تھی؟ جیسا کہ ہومیوپیتھی کے مخالفین ہمیشہ کہتے ہیں- اعتقاد پہاڑوں کو ہلا سکتے ہیں- میرے نزدیک صرف اعتقاد شفا کا باعث نہیں ہوسکتا- جب ہم نے اپنے ٹم کو لیتھرس دی تو دراصل علامات کا تقاضا تھا- اسی طرح نالیوں کی سوزش کے لئے نکس وامیکا

اس طرح کے ہر کیس کے لئے دوا نہیں، بلکہ علامات کے مطابقت کی اصل اہمیت ہے- انتہائی ٹھنڈا پن، بد مزاجی، حتی کہ اپنی عزیز نرس اور مالکہ کو کاٹنے پر آمادہ ہونا، نکس وامیکا کی علامت ہے- اسی طرح انسانوں میں بھی دوا کا انتخاب علامات کے لحاظ سے لازم ہے- اس طرح چنی ہوئی دوائی سے شفا یقینی ہے-

بلی کا علاج اتنا ہی مشکل ہے جتنا کسی بچے کا علاج- وجہ یہ ہے کہ وہ بھی اپنی بیماری کی کیفیات بیان نہیں کر سکتا- بلی کو بہت غور سے دیکھنا پڑے گا- صحت اور بیماری، ہر دو صورتوں میں پوری یکسوئی سے اس کی کیفیات پر نظر رکھنا پڑے گی- ورنہ اس کی بیماری آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گی- اس کی طبیعت میں اخفا ہے- وہ بیماری کا اظہار بہت کم ہی کرتی ہے- آپ کو بیماری کا احساس ہو گا تو وہ موت کے منہ میں پہنچ چکی ہو گی- ہماری ٹم کئی بار سخت پریشانی کا باعث ہوئی- بعض اوقات سخت سردی میں اسے باہر دھکیلنے میں لاپرواہی ہو جاتی ہے- ہم نہیں دیکھتے کہ اس نے کھانا پینا ترک کر دیا ہے- اس نے اپنی من پسند کری چھوڑ دی ہے- کئی دن سے وہ غنودگی کا شکار ہے- وہ چھیچھڑوں اور جگر کو سونگھنا بھی گوارا نہیں کرتی- اسی طرح کریم ملے دودھ کی جانب بھی توجہ نہیں کرتی- تنہا پڑی رہتی ہے- اس کا جسم بظاہر نارمل ہے- مگر چند دن بعد جلد اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جاتی ہے- وہ اتنی کمزور ہو جاتی ہے کہ اس کے لئے آنکھیں کھولنا اور کھانے کے لئے منہ کھولنا بھی ممکن نہیں رہتا- اسے زبردستی ہاتھ سے دودھ پلانا پڑے گا- شاندار قیمہ اس کے منہ میں ٹھونسنا پڑے گا- اسی طرح برانڈی ملا دودھ بھی اسے چمچوں سے پلانا پڑے گا-

بہت کم علامات تھیں- صرف سستی، حرکت سے گریز و انکار، کچھ نہ کرنے کا موڈ، گرم رکھے جانے سے انکار حالانکہ وہ ایسا جانور ہے کہ جو گرم جگہ کو فطری طور پر پسند کرتا ہے- ان چند علامات پر سلفر 1m دیا گیا- ہر روز ایک خوراک پندرہ روز تک- بدترین حالت میں اس کا وزن 7 پونڈ تھا- جب کہ نارمل وزن ۱۰ پونڈ تھا- پندرہ یوم کی مزاحمت کے بعد اس نے کھانا شروع کیا- اس طرح کمی وزن دور ہونا شروع ہوئی-

ان دنوں گرد و پیش میں بلیوں میں انفلوئنزا کی وبا پھیل گئی تھی- سوفی صد اموات ہو رہی تھیں- ہومیو علاج، محتاط نرسنگ اور ہاتھ سے کھلانے پلانے کے ذریعہ سے ایک بار پھر اس کی جان کو بچا لیا گیا-

خواہ بیمار جانور ہی کیوں نہ ہو صحت و جان قابل قدر ہے-

کچھ مہینوں کے بعد ایک اور سوئے اتفاق ہوا- غریب جانور کو حیوانات کی ایک ڈسپنسری میں جانا پڑا- وہاں چند یوم قیام کی وجہ یہ تھی کہ اس کی مالکہ طویل تعطیلات پر جا رہی تھی- واپسی پر اس کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی- آدھ پونڈ وزن کم، دور ؟ بمار اور تھکی ہوئی نظر آتی،

حالت دن بدن خراب سے خراب ہوتی جا رہی تھی- ایک روز اس کی پشت پر کھرنڈ نمایاں ہو گیا- یہ گولائی میں تھا- پانچ شلنگ کے سائز میں- درمیان میں ایک سرخ لائن تھی- دراصل بال کا داد تھا- سوال یہ تھا کہ کیا کیا جائے- فیصلہ کیا گیا کہ ہومیو علاج کو موقعہ دیا جائے- ڈاکٹر جاہر کی چالیس سالہ پریکٹس میں ایک نسخہ مل گیا- اس میں لکھا ہے کہ لیونڈر کا تیل لگانے کے ساتھ ساتھ علامات پر دوا-

بدقسمتی سے داد کافی پھیل چکا تھا- یقیناً تشویش کی بات تھی - ان حالات میں علاج شروع کر دیا گیا- ڈاکٹر برنٹ کی داد کیلئے پسندیدہ دوا بیسی لائنم 30x ہے- فوری افاقہ ہوا- ہم ڈاکٹر جاہر اور برنٹ کے ممنون اور ان کی دانش کے معترف ہیں- بیلا داد فوری طور پر رک گیا- مگر چھ ہفتے داد کے خاتمے میں صرف ہو گئے- کھوپڑی کے داد کے لئے ایکسرے سے علاج میں چھ ماہ لگے-

ایک بچے کی کھوپڑی کے داد کا یاد آیا- وہ سات سال کی عمر کا تھا- میں نے اسے دس سال پہلے دیکھا تھا- اسے مہینوں تک مروجہ علاج کے تحت رکھا گیا- مگر کچھ بھی افاقہ نہ ہوا- سر کے تمام بال جھڑ گئے- مگر بیماری موجود رہی- بلکہ زیادہ ہو گئی- بچے کو بیسی لائنم 30x سے علاج شروع کیا گیا اور بعد میں اس دوائی کی 1m طاقت دی گئی- پہلی خوراک کے بعد ہفتے کے اندر اندر بال اگنا شروع ہو گئے اور داد ختم ہو گیا- مائکروسکوپ سے بھی جلد بالکل صاف نظر آنے لگی-

آپ نے دیکھا کہ ہومیوپیتھی بلیوں میں تیزی سے اثر کرتی ہے- صرف ان کو غور سے مشاہدہ کرنا پڑتا ہے تاکہ مطلوبہ دوا تلاش کی جا سکے- بلیوں میں جلدی امراض عام ہیں- افسوس یہ ہے کہ ان بیماریوں کو آپ وبا کی صورت میں پھیلنے سے روک نہیں سکتے-

ایک خوب صورت سیاہ رنگ کی ایرانی بلی منگی (Mangi) میں مبتلا تھی- اس کا پور دھڑ اس سے ڈھک چکا تھا- معالج حیوانات نے مشورہ دیا کہ جانور ہلاک کر دیا جائے- وہ تو یہی مشورہ دے سکتے ہیں- جب کوئی شدید کیس جس میں پیپ ساتھ ہو جیسا کہ اس کیس میں تھا- اس کی دوا سلفر ہے- میں نے سلفر 6x صبح و شام کے لئے تجویز کر دی- کئی ہفتوں تک دوائی دی گئی- بلی مکمل صحت یاب ہو گئی-

(5)

ایک اور بلی کافی بڑی عمر کی تھی- اس کے کان پر سیاہ رنگ کی قوسی شکل کا سینگ پیدا ہو گیا- دو انچ لمبا- اسے تھوجا 30x دی گئی- ایک ہفتہ تک سینگ ختم ہو گیا اور چھ ماہ تک دوبارہ پیدا نہیں ہوا تھا-

کاش حیوانات کے لئے ہومیو معالج ہوں- تاکہ ہمارے پالتو جانور قبل از وقت موت سے بچائے جا سکیں-

Rhus-T, Sabad, Sep, Kali i, Kali chl, carb-v,

(XXXI)

عام نزلے کا علاج

نزلہ زکام کا عام ہونا میڈیکل کے پیشہ کے لئے شرم وتوہین کا باعث ہے۔ اب تک ڈاکٹروں کی جانب سے اس مرض کے خاتمے کی تمام تر کوششیں بیکار ثابت ہوئی ہیں۔ نزلہ زکام میں اس کی ہر قسم شامل ہے۔ اس کی بالکل ابتدائی کیفیت سے لے کر بڑھتے ہوئے بخار جس سے آدمی بیمار محسوس کرنے لگتا ہے۔ ایسی صورت حال میں عام طور پر ہدایت یہی ہوتی ہے کہ بستر میں محدود ہو کر اسے دوسروں تک پھیلنے سے روکا جائے اور ہلکی غذا سے علاج کیا جائے۔ یقیناً یہ اہتمام افادیت سے خالی نہیں مگر یہ تو اپنے آپ کو فطرت کے سپرد کر دینے والی بات ہے۔ اس میں علاج کا کوئی پہلو نہیں۔ جو نظام علاج نزلہ زکام کی کیفیات کا بھی علاج نہ کر سکتا ہو وہ کس پہلو سے نظام علاج ہونے کا دعوے دار ہے۔ بہر حال یہ طریقہ شربت، مرکبات اور انجیکشنز سے تو بہتر ہے۔ ان سے تو آئندہ نسلوں کی صحت کی تباہی کے خطرات سامنے ہیں۔ اس میں بیکٹیریا اور جراثیم کی ہلاکت کیلئے اونچی طاقت کی ادویہ استعمال کی جاتی ہیں۔ ان سے صحت مند خلیوں کی تباہی کا سامان بھی ساتھ ہی ہو جاتا ہے۔

اس کے مقابلے پر ایک محفوظ، تیز اور موثر طریقہ علاج بھی موجود ہے۔

اس مقصد کے لئے پہلا کام تو بیماری کو روکنا ہے۔ اپنے آپ کو اپنی دسترس میں موجود ذرائع کی مدد سے صحت مند رکھیئے۔ تازہ ہوا میں تدریجی ایکسرسائز کا معمول کبھی کبھار کی شدید ایکسرسائز کے مقابلے پر بہت مفید اور موثر ہے۔ جب موقعہ ملے تازہ ہوا اور کم سے کم لباس میں غسل کا یہ فائدہ ہے کہ اس سے جلد کے مساموں کے ذریعہ سانس کا عمل تیز ہوتا ہے مگر بس یا ریل میں کھڑکیاں کھول کر دوسروں کے لئے آزار کا باعث نہ بنیں۔ زیادہ سے زیادہ دیر تک شدید ٹھنڈے ماحول میں بیٹھے رہنا، نزلہ زکام اور نمونیا کا باعث ہو سکتا ہے۔ سفر کے دوران پورے ڈبے میں ایک دو منٹ کے لئے ایک کھڑکی کھولینا کافی ہے۔ اس سے تازہ ہوا کی آمد سے سفر کا ماحول صحت افزا ہو جائے گا۔ زیادہ نشاستے دار غذائیں نہ لیں۔ کھانے پینے میں اعتدال اختیار کریں۔ گوشت خوری میں احتیاط لازم ہے۔ الکلیوں سے پر غذا جس قدر ممکن ہو لیں۔ کچی سبزیاں، سلاد اپنے کھانوں میں شامل کریں سبزیوں کے جوس سپائینش واٹر، ابلی ہوئی گوبھی کا پانی۔ بند، کیک پیسٹریاں، ٹین کے ڈبوں میں پیک شدہ گوشت سے بنی ہوئی چیزیں، اور خون میں تیزابیت کا

باعث ہیں۔ جن سے بہت سی امراض کے لئے سازگار حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگلی دفاعی لائن ہومیو طریقہ علاج ہے۔ یہ ایک مثبت طریقہ ہے۔ کسی ہومیو معالج سے علاج کروائیں۔ یہ معالج سال بھر علاج کے ذریعے جسم میں سردی اور دوسرے انفیکشنوں کے خلاف مزاحمت کو توانا کرے گا۔ آخری دفاعی لائن کے طور پر حملہ کا علامات کے عین مطابق دوا ہے۔

نزلہ کے لئے کوئی مخصوص دوائی نہیں۔ دوا کا انحصار حالات پر ہے۔ ہر بار نزلہ کی نوعیت اور علامات کے لحاظ سے دوا لینا پڑے گی۔ ایک بار جس دوا سے شفا ہوئی ہو گی ضروری نہیں کہ آئندہ مواقع پر یہی دوا کارآمد ہو۔ لہذا سب سے پہلے ان حالات کا تعین کریں جو تجویز میں اہمیت رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے ایسے موسمی حالات کو سامنے رکھیں جن سے تکلیف کی ابتدا ہوئی ہو۔ مختلف نوعیت کے نزلہ میں دواؤں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سردی یا نزلہ جو یخ بستہ ہوا سے شروع ہوا ہو،

ایکونائٹ، کلکیریا، فیرم فاس، ہیپر سلف، مرک سال۔

گرم جسم کی صورت میں سرد ہوا لگنے سے،

ایکونائٹ، کاربوویج، سیلیکا۔

پسینے کی حالت میں سرد ہوا لگنے سے،

برائی اونیا۔

بارش سے،

آرسینک، بیلاڈونا، کلکیریا، ڈلکامارا، فیرم فاس۔

مرطوب کمرے یا بستر میں سونے سے،

آرسینک، کاربوویج، نیٹرم سلف، رسٹاکس۔

ساحل سمندر پر ٹھہرنے سے،

نیٹرم سلف، نیٹرم میور۔

گیلے ہونے سے،

ایکونائیٹ، بیلاڈونا، برائی اونیا، کلکیریا، نیٹرم سلف، رسٹاکس۔

گیلے پاؤں سے،

مرک سال، نیٹرم کارب، نیٹرم میور، فاسفورس، پلساٹیلا، رسٹاکس، سیپیا، سلیشیا۔

زیادہ گرم ہوتے ہوئے گیلے ہو جانے سے،

ایکونائٹ، کلکیریا، رسٹاکس۔

ٹھنڈے پانی سے نہاتے ہوئے اچانک سردی لگ جانے سے،

بیلس پیری نس۔

پانی یا مٹی میں کام کے دوران،

کلکیریا، رسٹاکس۔

مرطوب اور سرد طوفان سے،

ایلم سیپا۔

گرمیوں میں گرم موسم سے،

پٹیشیا، بیلاڈونا، برائی اونیا۔

بہار میں نزلہ،

آرسینک، کاربوویج، جیلسی میم، لیکیسز، سورائینم، سپیا، سلفر۔

خزاں کا نزلہ،

آرسینک، پٹیشیا، برائی اونیا، نیٹرم میور، نکس، رسٹاکس، سپیا۔

بہار وخزاں میں،

آرسینک، لیکیسز، سورائینم، سپیا۔

پریشانی سے،

(پہلے روز جب نزلہ اچانک ہوا ہو) ایکونائیٹ۔

(آرام دہ موسم میں) آرسینک، جیلسی میم۔

(دوبارہ ہونے والا نزلہ) ٹیوبرکولینم۔

شدت جذبات کے بعد،

کلکیریا، جیلسی میم، اگنیشیا۔

خوف سے،

جیلسی میم، اگنیشیا۔

ہنگامہ خیز صورت حال سے،

ایکونائٹ، آرسینک، برائی اونیا، جیلسی میم، مرکسال، نکس، رسٹاکس۔

خشک سردی اور سرد طوفان سے،

ایکونائٹ، (پہلے روز)

اسارم (دبلے پتلے مریضوں میں)

کاسٹیکم ہیپر سلف، کالی کارب، نکس (تکلیف کے تین روز بعد)

برفانی موسم سے،

پلساٹیلا، رسٹاکس۔

بادلوں سے آسمان گھرا ہوا ہو،

آرسینک، کلکیریا، ڈلکامارا، رسٹاکس، پلساٹیلا، سلفر،

سرد مرطوب موسم،

آرسینک، کلکیرا، ڈلکامارا، رسٹاکس، سلفر۔

جذباتی کیفیات جسم میں سردی کے خلاف مزاحمت کو کمزور کرتی ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ نزلہ دوسروں سے لگتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ نزلہ کے اولین شکار کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ اور وہ لوگ جو ہمیشہ نزلہ میں مبتلا رہتے ہیں، ان کے ساتھ میل جول والے افراد جو نزلہ سے بچ جاتے ہیں ان کے بارے میں کیا وضاحت کی جا سکتی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ بیماری کا سبب فرد کی اپنی وجوہات ہیں۔ اس میں اس کی صحت کی حالت بھی اہم ہے۔

یہ طے کر لینے کے بعد کہ نزلہ موسمی کیفیات کے تحت آتا ہے۔ نصف درجن ادوویات میں سے کون سی دواؤں کا گروپ درپیش موسمی حالات سے قریب ہے۔

بعض لوگ نزلہ اور بخار کی ابتدا کے وقت ہمیشہ ہی ایکونائٹ پر انحصار کرتے ہیں۔ مگر انگلینڈ میں ایکونائٹ کا نزلہ بہت کم ہی ہوتا ہے۔

ایکونائٹ کا نزلہ خشک اور سرد طوفان سے پیدا ہوتا ہے، اس کی ابتدا شام کیوقت ہوتی ہے۔ مریض بے آرام، بے چین، خوف میں مبتلا، آتشیں چہرے کے ساتھ، پریشانی کے ساتھ اٹھتا ہے۔ جلد خشک اور گرم رہتی ہے۔ پسینہ اور خوف، عام طور پر مرنے کا خوف بغیر لاغر پن کے۔ اگر یہ علامات موجود ہوں گی تو ایکونائٹ چند گھنٹوں میں ٹھیک کر دے گی۔

انگلینڈ میں نزلہ کی ابتدائی سٹیج کے لئے عام دوا آرسینک ہے۔ آرسینک کے مریض کو ہمیشہ سردی لگ جاتی ہے۔ وہ سرد ہوا سے قابو میں آ جاتا ہے۔ سردی سے شدت، مرطوب موسم، موسم میں ہر بار تبدیلی پر چھینکیں، سخت خشک اور گدگدی پیدا کرنے والی کھانسی، گرم پانی کی گھونٹ در گھونٹ پیاس، گرم پانی کے گھونٹ افاقہ کا باعث، بے چینی، کمزوری، تھکاوٹ۔

پپٹیشیا ایک حاد دوائی ہے۔ تیزی سے اثر کرتی ہے۔ مرض اچانک حملہ کرتا ہے۔ مریض تھکا ہوا، بیوقوف، بے چین، الجھاؤ کا شکار جیسے نشے میں ہو، نیند سے ہڑبڑا کر اٹھتا ہے۔ لاغر پن میں وہ اپنے بارے میں دو یا زیادہ ہونے کا وہم کرتا ہے۔ یہ نشے کا کیس ہے۔ جیلسی میم کی شدید

کیفیت- جو تقابل سے بعد میں محسوس ہوتی ہے- یاد رکھیں یہاں پائی جانے والی بے چینی آرسینک سے مختلف ہے- جہاں خوف کم اور لاغر پن زیادہ ہوتا ہے-

بیلا ڈونا کا نزلہ حجامت بنوانے کے بعد شروع ہوتا ہے- یہ پاؤں دھونے سے، سرد طوفان سے، موٹے تازے بچوں، مضبوط اور پر خون جوانوں میں- نزلہ بالکل اچانک شروع ہو جاتا ہے- تیزی سے بڑھتا ہے اور اچانک دب جاتا ہے- یہ سخت گرمی کے ساتھ منسلک ہے، دہکتا ہوا سرخ چہرہ، بے حد سرخ، جلن اور دھڑکن، خوف کی کیفیت کے بغیر، جیسا کہ ایکونائیٹ میں ہے- لاغر پن، لیکن فرضی چیزوں کے خوف والی کیفیت نہیں ہوتی- شدید لاغر پن- کچھ لوگ ایکونائیٹ اور بیلا ڈونا ادل بدل کر دینا پسند کرتے ہیں- یہ ادویہ بالکل مختلف ہیں- ہمارے ہاں کے مرطوب موسم میں اکثر برائی اونیا کام کرتی ہے- نزلہ موسم کی تبدیلی پر ہو جاتا ہے- یہ آہستہ آہستہ شروع ہوتا ہے- کئی دن پکنے میں لیتا ہے- مریض آہستہ آہستہ بیماری کی طرف جاتا ہے- اس طرح ایکونائٹ سے مختلف ہے- بیلاڈونا کی علامات اچانک پیدا ہوتی ہیں- برائی اونیا کا نزلہ چھینکوں سے شروع ہوتا ہے- ناک بہنے لگتی ہے- آنکھوں میں دکھن، سر درد، جو آہستہ آہستہ گلے تک جاتی ہے- سانس کی نالیوں کی سوزش اور نمونیا تک نوبت آسکتی ہے- بخار کے عالم میں پیاس شدید ہوگی- ٹھنڈے پانی کی طلب شدید ہوگی- طویل وقفوں کے ساتھ پانی بڑی مقدار میں پینے کی خواہش، مریض بے وقوف، بہت زیادہ سوتا ہے- الجھا ہوتا ہے- چہرہ متشنج، دھبے دار، نیلگوں سرخ (ارغوانی) رنگ، وہ حرکت پسند نہیں کرتا کہ حرکت سے درد میں اضافہ ہوتا ہے- کھانسنے پر درد، کھانسی کے وقت سینہ اور پیٹ دباتا ہے- یاد رکھیں، برائی اونیا میں حرکت سے تکلیف میں شدت مگر دباؤ سے افاقہ ہوتا ہے-

جیلسی میم کا نزلہ اور سردی آہستہ آہستہ شروع ہوتی ہے- کئی دن بڑھنے میں لیتا ہے- گرمیوں میں گرم ہونے سے شروع ہوتا ہے- گرمیوں میں معمولی سردی یا معمولی سردی میں ہوتا ہے- عام طور پر جذبات میں بے ترتیبی سے شروع ہوتا ہے، خوف، غم، تکلیف سے پہلے چہرہ متشنج، سرخ اور دھبے دار، کپکپی اوپر کی طرف سر کی پشت تک جاتا ہے- چھینکیں، گرم چہرہ اور سرخ آنکھیں، لیٹا رہتا ہے، حرکت پسند نہیں کرتا کیونکہ بازو اور جسم بوجھل محسوس ہوتا ہے- چاہتا ہے کہ اکیلا چھوڑ دیا جائے- بات نہیں کرتا، پیاس نہیں، گرم چہرہ، ہاتھ پاؤں ٹھنڈے، جیلسی میم میں بپٹیشیا سے غنودگی کم ہے- بیلا ڈونا جتنی سرخی اور کمزوری بھی اس میں نہیں- ہیپر سلف میں سردی ناک کے راستے داخل ہوتی ہے- جتنی بار باہر جائے گا سردی لگ جائے گی- شمال مشرق کی جانب سے آنے والے طوفان تکلیف کا سبب ہیں- آواز ختم ہو جاتی ہے- خشک، بھونکنے والی کھانسی جس میں کھوکھلا پن ہے- بستر سے ہاتھ پاؤں باہر نکالنے پر کھانسی زیادہ ہوتی ہے- یا چھینکیں زیادہ ہوں گی اور ساتھ ہی

صاف پانی بہتا رہے گا، وہ گاڑھا اور پیلا ہو کر ختم ہو جائے گا- نزلہ چوبیس گھنٹے میں شروع ہوتا ہے- ایکونائٹ اولین دوا ہے- اگر یہ کام نہ کرے تو سیپیا اور پھر ہیپر سلف-

ایلم سیپیا کی علامات مرطوب، سرد کاٹ دار سردی، انگلینڈ میں شمال یا جنوب مغربی طوفان، نزلہ کے لئے مخصوص علامات پر خاص دوائی ہے- میں ایک بوڑھی خاتون کو جانتا ہوں، وہ پرانے خیالات کی امین ہے- اسے ایلم سیپیا پر بے پناہ اعتماد ہے- اس کی علامات انگلیوں پر ازبر ہیں- وہ سیر کیلئے نکلتی ہے تو نزلہ کے لئے ایلم سیپیا تقسیم کرتی ہے- سیر کے دوستوں، جاروب کشوں، گل فروشوں، ہاکروں، پولیس مینوں اور پوسٹ مینوں، وہ ہر ایک کو ایلم سیپیا دیتے وقت قسم کھا کر اس کی شفا کی ضمانت دے گی- اس کا کہنا درست ہے کیونکہ وہ تمام لوگ اپنے کام کی نوعیت کی بنا پر ہر وقت موسم کی سختیوں کا سامنا کرتے ہیں- ناک سے پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے- ناک پر سوزش پیدا کر دیتا ہے- لوگ جو چوکوں، کونوں اور گلیوں میں مرطوب، تند و تیز موسم کے تھپیڑوں سے ایلم سیپیا کی کیفیات سے دوچار رہتے ہیں- ناک حساس ہو جاتی ہے- خاص طور پر بائیں جانب - ناک کے اندر اور ہونٹ پر دکھن اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے- نیلا مواد بہتا رہتا ہے- ناک بے تحاشا بہتا ہے- بائیں جانب کی آنکھ سے بھی پانی بہتا ہے- درد نہیں ہوتا- بعد میں گلا سانس کی نالی میں دکھن اور سوزش شروع ہو جاتی ہے- کھانسی کے ساتھ پھاڑ دینے والے درد، مریض گرم اور پیاسا ہوتا ہے- شام کو نزلہ شدید ہوتا ہے- جس طرح کہ پلساٹیلا میں ہوتا ہے-

مرک سال بار بار کے نزلہ کی دوا ہے- یہ دوا فورا اثر کرتی ہے- لیکن اس کا بار بار استعمال مریض کو سردی سے بہت حساس بنا دیتا ہے- یہ دوا بہت گہری اور مزاجی دوا ہے- اس کی علامات یہ ہیں،

ماتھے میں جلن، بہتا نزلہ، پانی جیسا بہاؤ، بہاؤ بافراط، خاص رینگتی ہوئی سردی جس کے بعد پسینہ آتا ہے مگر نزلہ کو افاقہ نہیں ہوتا، بستر کی گرمی سے تکلیف میں شدت پیدا ہوتی ہے، مرک

درد، سینہ بے حد دکھتا ہے، سردی بہت محسوس کرتا ہے- وہ چولھے کے اوپر چڑھ کر بیٹھتا ہے- بستر میں بھی زاید کپڑوں کے لئے مجبور ہوتا ہے- بستر میں ذرا سی حرکت شدید کپکپی کا سبب بن جاتی ہے- بہت حساس اور تیز ہے-

پلسا ٹیلا کا مریض اکثر اوقات چھینکوں اور ناک کی بندش کا شکار رہتا ہے- صبح کے وقت نزلہ گاڑھا، سبزی مائل، زرد مواد خارج ہوتا ہے- شام کے وقت مواد پتلا اور بہاؤ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور چھینکیں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں- چہرہ پر درد، ناک کے راستے میں درد، کمرے کے اندر تکلیف میں شدت اور کھلی فضا میں افاقہ، صاف گہری بلغم، گلے میں بلغم جمع رہتی ہے- سونگھنے کی حس ختم ہو جاتی ہے- ذائقہ بھی ختم ہو جاتا ہے- پیاس نہیں ہوتی، خواہ بخار زیادہ ہی کیوں نہ ہو-

رسٹاکس کا نزلہ بھیگنے سے ہوتا ہے- مرطوب گھر میں رہنے، یا گیلے بستر میں سونے سے ہوتا ہے- آنکھوں میں درد، ناک بند، زبان دکھتی ہے، سرخ اور حساس، پیاس شدید، گردن کے گلینڈز سوجے ہوئے اور سخت- نزلہ سانس کی نالیوں تک جاتا ہے اور ساتھ کھوکھلا پن بھی ہے- خشک تکلیف دینے والی کھانسی، سخت بے چینی- حرکت کے شروع میں تمام علامات میں شدت ہوتی ہے-

بعض ڈاکٹر نزلہ کی ابتدائی دوا کے طور پر کیمفر کو معمول کی دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں- اس کے لئے علامت جسم کی بیرونی سطح پر شدید سردی اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جسم سرد طوفان کا سامنا کر رہا ہے- آدھ آدھ گھنٹے کے بعد اس کی خوراک- نزلہ کی بالکل ابتدا میں یہ دوا کام کر سکتی ہے- لیکن میں نے تحریر کے لحاظ سے آرسینک، برائی اونیا، نکس وامیکا اور پلسا ٹیلا کو زیادہ مفید اور موثر پایا ہے- بشرطیکہ وہ علامات کے مطابق ہوں-

نیٹرم میور نزلہ کی بعض کیفیات کی بہت اچھی دوا ہے- یہ دوا خوردنی نمک سے بنائی جاتی ہے- خاص طور پر جب نزلہ خراش پیدا کرنے والا ہو، اوپر والے ہونٹ پر داد ہو اور ایسے لوگ جو ساحل سمندر پر تکلیف میں شدت کا شکار ہوں، یہ دوا نزلے کے رجحان کو ختم کرتی ہے- ایسے مریضوں میں جو موسمی تبدیلیوں کے بارے میں حساس ہو- یہ تبدیلی گرمی سے سردی اور سردی سے گرمی ہر طرح کی ہو سکتی ہے- نزلہ انڈے کی سفیدی جیسا ہو گا- مریض صبح کے وقت سردی محسوس کرتا ہے- مریض میں نیٹرم میور کی مزاجی علامات کا ہونا ضروری ہے- مزاجی علامات میں ناراضگی کے وقت رونا، دل جوئی کی جائے تو تکلیف میں شدت ہو، ناخوش گوار واقعات پر کڑھنا، سردی اور گرمی دونوں کی شدت میں تکلیف شدید ہوتی ہے- نمک کی خواہ شدت کے ساتھ، موٹاپے سے نفرت-

کالی کارب مرطوب سردی سے حساس، برف سونگھنے سے شدت، ناک سے اخراج

بافراط، گاڑھا، پیلا اتنا لیس دار کہ نکلنا مشکل، نکلتے وقت ناک کی جڑ اور آنکھ کے کونے میں درد۔
بار بار کے نزلہ زکام کے سلسلوں کو ختم کرنے کے لئے مزاجی ادویات کی ضرورت ہوگی۔ ان میں سلفر، کلکیریا، سورائینم، ٹیوبرکولینم۔ انتخاب علامات کے مطابق ہونا چاہیے۔
صحیح دوائی کے فوری اثرات کی مثال کے طور پر ایک کیس۔
ایک مہاجر طالب علم 1938ء کی خزاں میں ایک جمعہ کو دیکھا گیا۔ اسے بخار کے ساتھ کپکپی تھی۔ ناک بند، منہ خشک، گلا سوزش زدہ، بخار 99.4، بار بار گلے کی خرابی کا پس منظر۔
ایک ہومیوپیتھ اسپرین چار چار گھنٹے بعد دے چکا ہے۔ لیموں کا گرم مشروب اور جو کا پانی پینے کے لئے بتایا گیا۔ گردن کے گرد نیم گرم کمپریسر اور نمکین پانی کے غرارے۔ میں نے اسپرین بند کرنے کے بجائے یہ سوچنا شروع کیا کہ اگر اسپرین سے سوزش رک گئی تو علاج کی مزید تکمیل کے لئے تجویز کیا ہو؟ اگلی صبح مریض کی حالت بہت خراب ہوگئی۔ ٹمپریچر 104، غنودگی، اونگتا ہوا، پیاس غائب حالانکہ بخار بہت اونچا تھا۔ گذشتہ رات نیند غائب رہی۔ گلا بہت سوزش زدہ اور متشنج...... پلساٹیلا 30x پانی میں ملا کر دو دو گھنٹے بعد لینے لئے کہا۔ اسی رات ٹمپریچر 99 ہو گیا۔ اتوار کی صبح ٹمپریچر نارمل ہو گیا۔ مریضہ کو بھوک محسوس ہوتی، ذہنی طور پر ہوش میں، رات اچھی گزری۔ معمول کا کھانا پکایا اور اٹھنا چاہتی تھی۔ گلے کی سوزش پرانی ہسٹری کے پیش نظر اسے دو دن مزید بستر میں آرام ہو گیا۔ اور پھر دیہات میں دوستوں کے پاس ایک ہفتہ آرام کیلئے بھیج دیا گیا۔ اس سے شفا کی امید نہیں تھی۔ اس تیز شفا سے مقامی آبادی ہل گئی اور ہومیوپیتھی کو مقامی طور پر بے حد فروغ ملا۔
نزلہ، بخار کا گھر پر ہی تیزی سے علاج ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے عام لوگوں کو ہماری ادویہ کے بارے میں تھوڑی بہت سوجھ بوجھ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ زیادہ شدید امراض سے محفوظ رہیں گے۔
اس باب میں بعض اوقات ادویات کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ علاج میں دوا کو جلد تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔ علامات پر نظر رکھیں اور دوسری ادویہ کی علامات سے تقابل کریں اور زیادہ سے زیادہ مشابہت والی دوائی کے چند قطرے پانی کے نصف گلاس میں ڈال کر ہر دو گھنٹے بعد چمچہ بھر لیں۔ جب دوا کام کرنا شروع کر دے، علامات میں کمی ہونے لگے تو دوائی کی خوراک کا وقفہ بڑھاتے رہیں۔ جب نزلہ ختم ہو جائے تو دوا بند کر دیں۔ اگر چوبیس گھنٹے میں کوئی پیش رفت نہ ہو اور نزلہ کی نوعیت میں تبدیلی کے لحاظ سے دواؤں کا پھر سے جائزہ لیں اور اس کے مطابق دوا تبدیل کریں۔ نزلہ کا طریقہ یہ ہے کہ مریض پر نظر رکھیں۔ اپنی دواؤں کا بہتر ستعال کریں۔ اس سے اپنے دوستوں میں آپ کے علاج کی دھاک بیٹھ جائے گی۔

(XXXII)

دوا کی طاقتوں کے بارے میں

اگلے دن ہومیوادویہ کی طاقتوں اور ان کی تقلیل پر گفتگو ہو رہی تھی- خیال یہ تھا کہ اس بارہ میں عام لوگوں کے ذہنوں میں بہت سی الجھنیں پائی جاتی ہیں-

جب دواؤں کی پہلی بار آزمائش کی گئی تو ہر دوا مفرد طور پر صحت مند اشخاص کے ایک گروپ کو دینا شروع کی گئی- ان میں زیادہ تر لوگ ہانیمین کے زمانے کے ڈاکٹر تھے- یہ دیکھا گیا کہ ہر دوا نے بعض خاص اثرات یا علامات ظاہر کیں- یہ علامات مذکورہ دوا کے لئے مخصوص تھیں- یہ علامات کسی دیگر دوا میں نہ ہونے کی وجہ سے اس دوا کے لئے مخصوص ہو گئیں-

ہم اسے سمجھنے کے لئے ایک مثال سے کام لیتے ہیں-

ایک گورا کسی دور دراز جزیرے میں جاتا ہے- شروع میں اسے جزیرے کے رہنے والے تمام لوگ ایک ہی جیسے لگے- جلد یا بدیر اس کی قوت مشاہدہ کے لحاظ سے وہ مختلف نقوش سے فرق محسوس کرنے لگے گا- ناک، کان، منہ، چال وغیرہ کے لحاظ سے وہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ پہچاننے لگے گا- بالکل اسی طرح سینکڑوں دواؤں کا معاملہ ہے- ان کی پیدا کردہ علامات کو تجربات اور آزمائش سے جمع کیا گیا اور ان میں فرق واضح کئے گئے- اس طرح ہر دوا کی انفرادیت قائم ہوئی- یہ دوائیں بیمار میں پائی جانے والی علامات سے مشابہت کی بنا پر منتخب کی جاتی ہیں- مطلب یہ ہوا کہ آپ مسٹر سمتھ یا مسز سمتھ کے نمونیا کا علاج نہیں کر رہے بلکہ مسٹر یا مسز سمتھ کا علاج کر رہے ہیں جسے نمونیا کی تکلیف ہے-

ایلوپیتھی طریقہ ان علامات کی اہمیت کو تسلیم نہیں کرتا- وہ ہر دوا کے کیمیائی، مشینی اور عضویاتی اثرات پر انحصار کرتا ہے- مثال کے طور پر معدہ میں ہائیڈروکلورک ایسڈ کی زیادہ مقدار کی موجودگی کی صورت میں الکلی دے کر اسے درست کیا جائے گا- انتڑیاں صحیح کام نہ کر رہی ہوں اور پاخانہ سخت ہو تو لیکوئڈ پیرافین پاخانے کو نرم کرنے کے لئے دیا جائے گا- رحم سے خون آ رہا ہو تو ایسی دوا دی جائے گی جو عضویاتی طور پر خون کی نالیوں میں تنگی پیدا کر سکے، جیسے ارگوٹ-

دواؤں کی تقلیل سے ان میں حرکیاتی اثرات پیدا ہوتے ہیں- ایلوپیتھی ان کو نہیں مانتی- ہانیمین نے ان دواؤں کی آزمائش سے زندہ اثرات جمع کئے- جب اس نے امراض کو حادثکل میں دیکھا تو خاص شخص سے متعلقہ علامات کو دوا کی صحت مند شخص سے پیدا کردہ علامات سے تقابل کیا-

اس نے یہ اصول دریافت کیا کہ دوا صحت مند شخص میں جو علامات پیدا کرتی ہے اگر یہ علامات بیمار میں موجود ہوں تو وہی دوا ان کو دور کرے گی- جب انہوں نے دوا اور مرض میں مشابہت دیکھ لی تو اس نے وہ دوا سے دی- یہ دوا مادی مقدار میں دی گئی- قطروں کی شکل میں- اس سے ابتدا میں مرض میں شدت پیدا ہوئی- اس منفی اثر یا تکلیف میں شدت کو قابو کرنے کے لئے انہوں نے دوا کی مقدار کو کم کرنا شروع کیا- سائنسدان کے طور پر ریاضیاتی اصولوں اور کیمیائی تجزیوں کے ساتھ انہوں نے دوا کی مقدار تقلیل کی- اس کے لئے انہوں نے 100 : 1 کے تناسب سے محلول بنا کر تیار کیا- اس نے اصول یہ دریافت کیا کہ اس طرح تقلیل سے دوا کے اثرات زیادہ طاقت ور ہو جاتے ہیں-

انہوں نے اس حقیقت کو دریافت کیا کہ قلیل مقدار زیادہ طاقت ور ہے- یہ ایک اہم صداقت ہے- اس طرح انہوں نے دوا کی حرکیاتی طاقت اور اثرات معلوم کئے- مگر سوال یہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے؟ مادیت پرستانہ ذہن اسے احمقانہ قرار دے گا- وہ کبھی نہیں مانے گا کہ قلیل مقدار زیادہ طاقت ور ہو سکتی ہے- لیکن وہ شخص اور ڈاکٹر جو اس اصول کا مذاق اڑاتا ہے اور وہ قلیل مقداروں کے اثرات ماننے پر کسی طرح آمادہ نہیں لیکن وہ چیچک کے نام سے پوری دنیا کو خوف زدہ کرتا ہے- چیچک کا نام لینے سے لوگ ویکسی نیشن کے لئے بھاگ اٹھتے ہیں خواہ یہ بیماری ابھی ملک کے دوسرے کونے پر ہی ہو- چیچک پھیلانے والا ایک وائرس ہے جو اتنا چھوٹا ہے کہ طاقت ور خورد بینوں سے بھی نظر نہیں آتا- دراصل یہ ایک نامیاتی خلیہ ہے جو خوردبینی مشاہدہ سے ماورا ہے- کیا اس کا مطلب سمجھتے ہیں- بیسلس جو خردبین سے دیکھا جا سکتا ہے ایک مربع انچ جگہ میں ان کی تعداد چار سو ملین ہے- وائرس یقیناً اس سے بہت چھوٹا ہے- ڈاکٹر چیچک سے بے حد خائف ہیں- اس طرح وہ بہت سمجھ دار لوگ ہیں- چیچک کا شدید کیس یقیناً انتہائی مہلک ہے- اسی طرح خناق جس کا سبب چھوٹا سا بیسلس ہے- بہت سے بچوں میں یہ مہلک ہے- یہ مرض عام ہے- صحت کے تمام افسر اس سے ہر ایک کو بچانے کے لئے تگ و دو کرتے ہیں- وہ اس کے چھوٹے سائز پر اور اس کی طاقت پر ہنسنے پر آمادہ نہیں ہوتے- وہ چھوٹے جرثوموں کی طاقت تسلیم کرتے ہیں- وہ اس کے محرک چھوٹے چھوٹے خلیوں سے ڈرتے ہیں مگر وہ اس کے منطقی استدلال تک نہیں پہنچتے- اگر اتنی چھوٹی مقدار اتنی طاقت ور ہو سکتی ہے تو دوا کی قلیل مقدار طاقتور کیوں نہیں ہو سکتی؟

بے شمار اقسام کے وائرس ہیں- یہ انسانوں میں بیماریاں پیدا کرتے ہیں- خسرہ، کنپڑ، چیچک وغیرہ، وائرس ہی کا نتیجہ ہیں- جانوروں اور پودوں میں بھی کئی امراض کا سبب وائرس ہے-

ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسے بیماری پیدا کرتے ہیں- اس کے باوجود ہم ان کو بیماریوں کا محرک مانتے ہیں- ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ کام کرتے ہیں- شدید نقصان پہنچاتے ہیں- یہی لوگ جو ان انتہائی چھوٹے زندہ خلیوں، وائرسوں کی طاقت تسلیم کرتے ہیں- وہ ریڈیائی حیات کو نہیں مانتے- وہ حرکیاتی طاقت جو خاص طریقوں سے تقلیل شدہ دواؤں میں پیدا کی جاتی ہے- وہ اس کی طاقت کو تسلیم نہیں کرتے -وائرس کے بارے میں ہمارا علم کم ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ طاقتیں کس طرح بنائی جاتی ہیں- اوپر بتایا جا چکا ہے کہ ان کا اثر یقینی ہوتا ہے-صحت مند شخص پر ہی نہیں بلکہ بیمار پر بھی اس کا اثر طے شدہ ہوتا ہے- مشابہ تقلیل شدہ دواؤں میں طاقتیں مخصوص طریقے سے تیار کر کے آزاد کردی جاتی ہیں- یہ ریاضیاتی اصولوں پر تیرتی ہیں- مریض کو مشابہہ مرض سے شفا دی جاتی ہے- دوا کی مادی مقدار ،تین سمتوں سے کام کرتی ہے- لیکن حرکیاتی اصولوں پر تیار کردہ دوا چار سمتوں سے کام کرتی ہے، چونکہ یہ قلیل مقدار میں ہے اور خلیوں کے اندر زنجیروں میں جکڑی ہوتی ہیں، جب یہ زنجیریں کھول دی جاتی ہیں تو یہ آزاد ہو کر لاکھوں کروڑوں لہروں میں بدل جاتی ہیں- یہ سب سے بڑی قوت بن کر صحت و بیماری پر غلبہ حاصل کرتی ہے-

اس طرح مقدار میں قلیل اثر کے لحاظ سے زیادہ بڑی ہو جاتی ہے-

مشابہہ دوائی بیمار کے بالکل ہو بہو ہو تو اس دوا کے ذریعہ شفا کی پیش بینی کی جا سکتی ہے- دوا نے اس طرح سالہا سال تک کام کیا ہے- آج بھی یہ اسی طرح کام کرتی ہے اور آئندہ بھی کام کرتی رہے گی- وجہ یہ ہے کہ یہ فطرت کا قانون ہے- یہ ذہن کی اختراع نہیں - البتہ ڈاکٹروں کی مادی سوچ اس قانون فطرت کو بالکل فراموش کر کے ہی اس اصول کا انکار کر سکتے ہیں-

یہ فلسفیانہ اصول علاج ہٹلر کے دور سے پہلے جرمنی میں فروغ پذیر ہوا-قلیل مقداروں کے اثرات پر تحقیق کی گئی- انہوں نے سینکڑوں تجربات کئے- اس کے لئے انہوں نے چھوٹی اور بڑی طاقتوں کو پودوں پر آزمایا اور ان کو سچ پایا-

ان تحقیقات و تجربات سے ثابت ہوا کہ مادی اور بڑی مقداروں نے پودوں کو چھوٹی مقداروں کے مقابلے پر زیادہ ہلاک کیا یا نقصان پہنچایا- جب کہ قلیل مقداروں نے پودوں کی بڑھوتری میں مدد دی- جتنی قلیل مقدار ہو گی اتنی ہی بڑھوتری ہو گی -بعض معدنیات پتوں کو بڑھاتی ہیں اور بعض پھولوں ،پھلوں اور بیجوں کو -قلیل ترین مقدار ہے جو پورے پودے کی بڑھوتری کا انتہائی طاقت ور ذریعہ ہے- اس طرح ہانیمین کا یہ دعویٰ کہ

"قلیل مقداریں فروغ اور بڑی مقداریں ہلاکت ونقصان کا ذریعہ ہیں"

قانون فطرت ہے- یہ اصول پودوں پر تجربات سے ثابت ہوا ہے- بد قسمتی آنکھ کھول
ینے والے یہ تجربات شائع نہیں ہوئے- امید کی جانی چاہیے کہ مستقبل قریب میں ان تجربات کو
ئع کیا جائے گا-
مقدار میں کم طاقت اثر کے لحاظ سے بڑی ثابت ہوتی ہے-
یہ دوائیں ذہن کو حیران و ششدر کر دیتی ہیں-
وجہ یہ ہے کہ عام مادی ذہن حجم اور مقدار کو مانتا ہے- جسے وہ دیکھ، چھو اور محسوس کر سکے-
واس کی تنکیوں کا قیدی ذہن کبھی ریاضیاتی کسروں کی بنیاد پر بنائی گئی طاقتوں کو نہیں سمجھ سکتا-
ثال کے طور 6x طاقت کا مطلب 1/1000000000000 ہے- یہ طاقت چھ مختلف مرحلوں میں
تیار کی جاتی ہے- جبکہ ہر مرحلہ میں 1:100 کی نسبت سے محلول بنا کر اسے جھٹکوں سے تیار کیا جاتا
ہے- 3x طاقت سے مراد کسر 60 صفر ہیں- جب آپ فزیشن ہوں تو آپ کو پریکٹس میں تمام
طاقتوں کی ضرورت ہو گی- پرانے امراض میں علاج کی ابتدا 3 طاقت سے کریں گے تو یہ ایک
مرحلہ تک اپنا کام کر کے اثر چھوڑ دے گی- اس کے بعد 6, 13, 30, 200 تک بتدریج کام
لیں- ہر طاقت ایک وقت تک کام کر کے اونچی طاقت کا تقاضا کرے گی اور آخر کار صحت کی منزل
حاصل ہو جائے گی- طاقتوں میں آہستہ آہستہ اضافہ کرنا چاہیے-

اگر آپ نے اونچی طاقت سے ابتدا کی تو اتنا شدید ردعمل ہو گا کہ بعض اوقات شدید
صدمات کا سامنا کرنا پڑے گا- لیکن اگر چھوٹی طاقت سے بتدریج بڑی طاقت تک جائیں گے
تو کوئی صدمہ اور ردعمل نہیں ہو گا- علاج کا عمل بہت نرمی سے ہو گا-

اگر آپ فلکیات کا کچھ علم رکھتے ہیں تو آپ کو اونچی طاقت کے اثرات کا کچھ اندازہ ہو
سکے گا- ستاروں کا علم کیلکولیشنز پر مبنی ہے- رات کے وقت ستاروں کی روشنی جس طرح ہم دیکھتے
ہیں یہ آسمان پر چمکتے نظر آتے ہیں، اس روشنی کو ہم تک پہنچنے میں ہزاروں سال لگتے ہیں- یہ ناقابل
یقین ہے مگر ہے یہ سچ-

فلکیات کا عالم ریاضیاتی اصولوں سے ان باتوں کو ثابت کرے گا- ہومیوپیتھک معالج
سائنسی آلات سے زیادہ آگے ہے- اس طرح علاج بالمثل درست ہے- تقلیل کا قانون بھی سچ
ہے- آخر کار اس کی صداقت دنیا کو ماننا پڑے گی اور یہ بات ثابت ہو کر رہے گی کہ قلیل مقدار
طاقتور ہے-

میں نے وضاحت کی پوری کوشش کی ہے- میں نے استدلال کیا، مثالیں پیش کیں-
نظریہ اور پریکٹس کی ہر طرح سے تشریح کی- اس نظام علاج کے خد و خال بیان کئے- مختصراً یہ ایک

فرد کا علاج ایسی ادویہ سے ہے جو تین طرح کے مواد سے تیار کی جاتی ہیں- یہ مواد جانوروں، پودوں اور نمکیات پر مشتمل ہے-

اس میں اصل اہمیت مریض کی مجموعی شخصیت کو حاصل ہوتی ہے- اس طرح علاج دراصل جسم لطیف کا ہے- علاج کے لئے اعلی طاقتوں کو ذریعہ بنایا جاتا ہے-ان کی پہنچ روح اور خودی تک ہوتی ہے- یہ مرحلہ بمرحلہ شفا دیتی ہے- یہ علاج سچا علاج ہے-جس کی راہنمائی جبلت کرتی ہے- یہ علاج گناہ کی سرشت کو بدل سکتی ہے-جس طرح نماز، روزہ نفس کی اصلاح کرتا ہے- مریض کے تعاون اور اس کے عزم کی مدد سے تمام شیطانوں کو زنجیریں پہنائی جا سکتی ہیں- یہ اعلیٰ مشن ہے- جس کا حصول بہرحال مشکل ہے مگر ناممکن نہیں- معالج کے لئے اپنے مریض کے مطالعے کے لئے وقت کی ضرورت ہے- ان کے مزاج اور مختلف ٹیسٹوں میں بھی وقت تو لگتا ہے- یہ بات تو بہرحال تسلیم شدہ ہے کہ ہومیو معالج نہ تو فزیالوجسٹ ہے اور نہ ہی سائی کیٹرسٹ ہے- وہ صرف مریض اور اس کے ماحول کے اثرات اور ردعمل کا نوٹس لیتا ہے بلکہ وہ کردار اور مزاج کا بھی لحاظ رکھتا ہے-اس کی پسند و ناپسند، خواہشات، یقیناً اسے علاج کا پورا حق ہے- اسے حق ہے کہ وہ مریض کو شفا دے سکے- اس کے لئے وہ ایسی دوا سے کام لیتا ہے جس نے صحت مند افراد پر ایسی ہی علامات مرتب کی ہوتی ہیں- یہ پہلی بار دوا کی آزمائش کی بات ہے-

یہ ہے ہومیو پیتھی، انفرادی، روحانیت سے پر اور توانائی کی لہروں سے لبریز دوا چھوٹے چھوٹے جرثوموں سے کہیں زیادہ طاقت ور-

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner